besturdubooks.wordpress.com

جلد ۹

اصلاحی بیانات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہم

★ دعا اور سلام کے اہتمام کی ضرورت
★ درود وسلام کے فضائل
★ تلاوت قرآن کے انعامات
★ راستے کے حقوق
★ باطن کے تین تباہ کن گناہ
★ گناہوں کا انجام
مقام خوف کے درجات
خدا اکابرین کے چند واقعات
اللہ اور اس کے فضائل

مکتبۃ الاسلام کراچی

www.besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

اصلاحی بیانات

۹

حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی دامت برکاتہم
استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب
مولانا محمد قاسم امیر صاحب ملتانی
متخصص جامعہ [illegible]

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

حقوقِ طبع محفوظ

باہتمام : شاہد محمود
مطبع : القادر پرنٹنگ پریس، کراچی
ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی انڈسٹریل ایریا، کراچی
فون : 021-5016664-65
موبائل : 0300-8245793

ملنے کے پتے

- ادارۃ المعارف، دارالعلوم کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- ایچ ایم سعید، پاکستان چوک، کراچی
- مکتبہ زکریا، بنوری ٹاؤن، کراچی

besturdubooks.wordpress.com

پیشِ لفظ

(از حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہم)

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد!

جمعہ کے روز عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد بیت المکرم گلشن اقبال کراچی میں سیدی و استاذی حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم العالی کا بہت نافع اور مفید وعظ ہوتا تھا، احقر بھی اس میں اکثر حاضر ہوتا اور مستفید ہوتا تھا، اس کے بعد حضرت کا یہ وعظ جامعہ دارالعلوم کراچی کی مسجد میں منتقل ہوگیا، اب وہاں اتوار کو بعد نمازِ عصر تا مغرب خواتین وحضرات کے لئے یہ وعظ ہوتا ہے اور جامعہ مسجد بیت المکرم میں ہر انگریزی مہینہ کی شروع کی دو اتوار کو مولانا محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم کا اور آخر کی دو اتوار کو احقر کا بیان ہوتا ہے، احقر کے ہونے والے بیان کو بعض احباب ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ محفوظ کر لیتے ہیں اور بعض اس کو کیسٹ کے ذریعہ لکھ کر کتابچہ کی شکل بھی دیدیتے ہیں، چنانچہ وہ ایک جلد کے مساوی جمع ہوگئے تو اب ان کو شائع کیا جارہا ہے۔

ان میں سے اکثر بیانات احقر کے نظر ثانی کئے ہوئے ہیں، بعض جگہ

besturdubooks.wordpress.com

احقر نے کچھ ترمیم بھی کی ہے، اور احادیث کی تخریج کرا کے ان کا حوالہ بھی درج کیا ہے، بہر حال یہ کتاب کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ تقاریر کا مجموعہ ہے۔

اس سے کسی مسلمان کو فائدہ پہنچنا محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اور اگر اس میں کوئی بات غیر مفید یا غیر محتاط ہو تو یقیناً وہ احقر کی کوتاہی ہے، متوجہ فرما کر ممنون فرمائیں!

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بیانات کو احقر کی اور تمام پڑھنے اور سننے والوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائیں، ذخیرہ آخرت بنائیں اور مرتب وناشر کو اس خدمت کا بہتر سے بہتر بدلہ دونوں جہاں میں عطا فرمائیں، آمین۔

(بندہ عبد الرؤف سکھروی)

ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

besturdubooks.wordpress.com

اجمالی فہرست

اصلاحی بیانات

۹

besturdubooks.wordpress.com

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

ترجمہ

ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

(آل عمران:۱۷۳)

besturdubooks.wordpress.com

دعا اور سلام

کے

اہتمام کی ضرورت

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی دامت برکاتہم العالیہ
نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب

مولانا محمد قاسم امیر صاحب ملتانی
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی
استاذ جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

سب سے بڑا عاجز اور بخیل شخص

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجِزَ فِی الدُّعَآءِ وَاَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔

(ترغیب و ترھیب بحوالۃ الطبرانی)

ترجمہ

''سب سے زیادہ عاجز وہ شخص ہے جو دُعا کرنے سے بھی عاجز ہو جائے اور سب سے بڑا کنجوس اور بخیل وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں بھی کنجوسی کرے۔''

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ

besturdubooks.wordpress.com

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ.

(المؤمن: ۶۰)

ترجمہ

''اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا کہ مجھ کو پُکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ جو لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔'' (بیان القرآن)

صدق الله العظیم

میرے قابلِ احترام بزرگوں اور محترم خواتین!

دینِ اسلام کی خصوصیت

اس وقت میں آپ کی خدمت میں قرآنِ کریم کی اس آیت اور سرکارِ دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کی روشنی میں دو باتیں بیان کروں گا۔ اللہ پاک ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ دونوں باتیں کوئی نئی نہیں۔ وہ باتیں آپ نے ان شاء اللہ تعالیٰ پہلے بھی سُنی ہوں گی اور آپ کو پہلے سے معلوم بھی ہوں گی۔

ہمارا دین کوئی نیا دین نہیں، اس دین کو دنیا میں آئے ہوئے چودہ سو سال ہو چکے ہیں، اور قیامت تک یہی دین باقی رہے گا، اس میں کوئی تجدید نہیں ہوگی، اس کے احکام نہیں بدلیں گے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی، جیسے قرآنِ کریم جب سے نازل ہوا ہے، بالکل اسی حالت میں ہے، اس میں زیر زبر

besturdubooks.wordpress.com

اور شوشے کا بھی فرق نہیں آیا، اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسی طرح قیامت تک رہے گا۔ ہمارے سارے دین کی اصل تو قرآنِ کریم ہے، جب اس میں کوئی تبدیلی نہیں، تو اس کے سارے احکام بھی جیسے ہیں، ویسے ہی رہیں گے، اور وہ کوئی نئے نہ ہوں گے۔ اسی دین پر ہمیں عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اسی پر عمل کرنے میں دنیا و آخرت کی فلاح ہے، وہ دو باتیں بیان کرنے سے پہلے میں اس حدیث شریف کو بیان کرتا ہوں جس میں وہ دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔

سب سے بڑا عاجز اور بخیل شخص

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجِزَ فِي الدُّعَآءِ وَاَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ. (ترغیب و ترھیب بحوالة الطبرانی)

ترجمہ

''سب سے زیادہ عاجز وہ شخص ہے جو دُعا کرنے سے بھی عاجز ہو جائے اور سب سے بڑا کنجوس اور بخیل وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں بھی کنجوسی کرے۔''

دُعا اور سلام کرنے کا حکم

دو باتیں اس حدیث کے اندر بتائی گئی ہیں، میں ان دونوں سے متعلق تھوڑا تھوڑا عرض کروں گا۔ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ

besturdubooks.wordpress.com

سے دعا مانگنے میں پیچھے نہ رہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے میں عزت بھی ہے اور عبادت بھی، بلکہ عبادت کا مغز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ.

ترجمہ

''دعا عبادت کا مغز ہے۔'' (مشکوۃ: ۱۹۴)

نیز ایک دوسری حدیث شریف میں ہے:

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ.

ترجمہ

''دعا ہی اصل عبادت ہے۔'' (مشکوۃ: ۱۹۴)

نیز اس کے ساتھ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا خصوصی تعلق بھی حاصل ہوتا ہے اور جس مقصد کے لئے بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اس میں کامیابی بھی ہوتی ہے۔ اس لئے دعا مانگنے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ لہٰذا جو دعا سے بھی عاجز ہوجائے تو اس سے بڑا عاجز کوئی نہیں۔

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو دو باتوں کی تاکید فرمائی ہے۔ ان میں سے ایک آپس میں زیادہ سے زیادہ سلام کرنا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ آپس میں کثرت سے سلام کرنے کو فروغ دیں، ایک دوسرے کو سلام کرنے کا عمل زیادہ سے زیادہ پھیلائیں، ایک دوسرے کو ملاقات کے وقت اور رخصت ہوتے وقت سلام کیا کریں۔

besturdubooks.wordpress.com

آخرت کمانے کے طریقے

اس حدیث میں پہلی بات یہ فرمائی گئی ہے کہ ''سب سے عاجز آدمی وہ ہے جو دُعا مانگنے سے بھی عاجز ہو جائے۔'' یاد رکھئے! دنیاوی کام ہوں یا اخروی زندگی کے کام، اُن سب کو کرنے کے اللہ پاک نے کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں۔ روزی کمانا چاہتے ہیں تو اللہ پاک نے اس کے حاصل کرنے کے ہزاروں طریقے مقرر فرمائے ہیں۔ بنیادی طریقے تین ہیں، تجارت یعنی کاروبار، زراعت یعنی زمین سے پیداوار حاصل کرنا اور ملازمت یعنی نوکری کرنا۔ ان بنیادی ذرائع کی سینکڑوں قسمیں اور صورتیں ہیں جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں، بلکہ ساری دنیا ان تین چیزوں سے وابستہ ہے جن سے ان کو روزی حاصل ہو رہی ہے، ہر شخص یا تو کسی چیز کی تجارت کر رہا ہے یا وہ زمینداری کر رہا ہے یا ملازمت کر رہا ہے۔ ان تین ذرائع سے انسان کو روزی مل رہی ہے۔ اگر کوئی انسان روزی حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے، ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر گھر میں نہیں بیٹھتا، اگر کوئی بیٹھ جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ پاگل ہے۔

ایسے ہی آخرت کمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذرائع بتائے ہیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو مان کر ان پر عمل کرنا آخرت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہ باتیں جو میں بیان کر رہا ہوں یہ سب دین کی باتیں ہیں، اگر انہیں اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی، سلامتی ہوگی، برکتیں ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی۔ دین کو اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں اور آخرت بنتی ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

کسی کام کو کرنے کا سب سے بڑا اور آسان ذریعہ

یہ سمجھنے کی بات ہے کہ دنیا یا آخرت کے بنانے کے جتنے بھی اسباب ہیں ان میں سب سے بڑا اور آسان سبب دُعا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''دُعا اعظم اسباب میں سے ہے۔'' دُعا کے اندر نہ تو انسان کا مال خرچ ہوتا ہے، نہ اس میں کوئی خاص طاقت خرچ ہوتی ہے اور نہ اس میں کوئی خاص وقت خرچ ہوتا ہے، کیونکہ دعا کے لئے کچھ شرائط نہیں ہیں۔ یعنی اس کے لئے نہ باوضو ہونا ضروری ہے نہ قبلہ رو ہونا ضروری ہے اور نہ ہی مسجد کا ہونا ضروری ہے۔ انسان اپنی روزمرہ کی زندگی میں آتے جاتے، لیٹتے بیٹھتے، جس وقت چاہے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ لے، دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا بھی کوئی ضروری نہیں، زبان سے ادائیگی بھی کوئی ضروری نہیں، دل سے دُعا ہوجائے قبولیت کے لئے یہی کافی ہے، بلکہ دل کی دُعا تو زبان کی دُعا سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ پس جب چاہو اپنے پروردگار سے لو لگالو، عرض ومعروض اور مناجات کرلو۔

اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق حاصل کرنے کا ذریعہ

انسان کیسا ہی پریشان حال، بدحال، مرض زدہ، مصیبت زدہ ہو، یا کیسا ہی خوشحال اور مالدار ہو، سب کے واسطے دُعا مانگنا نہایت ہی آسان اور مفید اور بذاتِ خود ایسی عبادت ہے کہ وہ عبادت کا مغز، خود عبادت، خود باعثِ اجر اور باعثِ قُرب ہے۔ اور کچھ نہیں تو دُعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق حاصل ہوجاتا ہے، اور کچھ بھی نہ ہو تو یہ خود بہت بڑی دولت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا

besturdubooks.wordpress.com

رابطہ جُڑا ہوا ہے۔

دُعا کرنے کے فائدے

دنیا میں ایک لمحہ سب سے قیمتی ہوتا ہے اور ایک لمحہ سب سے بدترین، جس لمحہ کوئی بندہ اللہ پاک کی نافرمانی کررہا ہوتا ہے تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت ہی مبغوض، ناپسندیدہ اور بُرا ہوتا ہے، اور جس لمحہ بندہ کی لو اللہ تعالیٰ سے لگی ہوتی ہے اور اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جڑا ہوتا ہے، مثلاً وہ اللہ پاک سے دُعا کررہا ہے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کررہا ہے یا اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کررہا ہے یا عبادت میں مشغول ہے۔ وہ لمحہ انسان کا سب سے قیمتی ہوتا ہے، دُعا کے اندر بھی یہ لمحہ انسان کو حاصل ہوتا ہے اور وہ لمحہ بندہ کے لئے بہت قیمتی بن جاتا ہے، اور ایک بڑا نفع یہ ہے کہ بندہ جب گڑگڑا کر آداب کی رعایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتا ہے تو جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اکثر وہ عطا فرمادیتے ہیں۔ تو ایک نفع کے ساتھ دس نفع اور دس نفع کے ساتھ سو نفع، سو نفع کے ساتھ ہزار نفع اللہ پاک نے رکھے ہوئے ہیں، اس کے باوجود اگر کوئی دُعا نہ مانگے تو واقعی وہ محروم ہی ہے۔

ایک عقلمند غلام کا چار درہم کے بدلے چار دُعائیں لینا

دُعا پر مجھے ایک قصہ یاد آیا، یہ قصہ نزہۃ البساتین میں لکھا ہوا ہے۔ یہ اُردو میں بڑی پیاری کتاب ہے جو مختلف واقعات و حکایات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ پہلے زمانے میں ایک مالدار اور عیاش آدمی تھا، وہ صبح تجارت کرتا تھا اور شام کو فارغ

besturdubooks.wordpress.com

ہو کر اپنے دوستوں کے ساتھ محفل جماتا تھا، جس میں وہ سب کھانے کے علاوہ شراب نوشی اور عیاشی میں دیر تک اپنا وقت گزارتے تھے، ایک دن معمول کے مطابق کھانا پکنے میں ذرا دیر تھی اس نے اپنے غلام کو چار درہم دیئے اور کہا کہ تم بازار سے میوہ اور فروٹ لے آؤ۔ وہ غلام جب بازار کی طرف نکلا تو راستہ میں حضرت عمار رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہو رہی تھی، اور اس میں حضرت بیان فرما رہے تھے اور متعلقین ان کی باتیں سُن رہے تھے، جب غلام اُن کی مجلس کے پاس سے گزرا تو اس نے ایک عجیب ماجرا دیکھا کہ حضرت خاموش ہیں، سب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، اور ایک فقیر کھڑا ہو کر حضرت عمار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ درخواست کر رہا ہے کہ حضرت! میں بہت مفلوک الحال اور پریشان ہوں، مجھے چار درہم کی ضرورت ہے، آپ اللہ کے لئے مجھے چار درہم دیدیجئے، تو حضرت عمار رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ حاضرین میں سے جو آدمی اس کو چار درہم دے دے تو میں اُس کو چار دُعائیں دے دوں گا۔ اب انہوں نے ایک مرتبہ اعلان کیا، پھر دوسری مرتبہ اعلان کیا تو بھی کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ اُٹھ کر چار درہم اُس فقیر کو دیدے اور حضرت سے چار دعائیں لے لے۔ اس غلام نے جب یہ ماجرا دیکھا تو ایک دم آگے بڑھا اور وہ چار درہم جو آقا نے اس کو خریداری کے لئے دیئے تھے وہ فقیر کے ہاتھ پر رکھ دیئے اور حضرت کے سامنے جا کر بیٹھ گیا کہ حضرت! چار درہم تو میں نے دیدیئے، اب وہ چار دُعائیں آپ مجھے دیدیجئے۔ حضرت نے فرمایا بتاؤ پہلے دُعا کون سی کروں؟ تو وہ بہت ہی دانا اور ہوشیار غلام تھا، اس نے سب سے پہلے یہ دُعا کروائی کہ:

besturdubooks.wordpress.com

''میں غلام ہوں اللہ تعالیٰ مجھے آزادی کی نعمت دیدے۔''

دوسری دُعا یہ کردیجئے کہ:

''میں نے جو چار درہم خیرات کئے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمادے۔''

تیسری دُعا یہ کردیجئے کہ:

''اللہ تعالیٰ مجھے، میرے آقا کو، اس گھر والوں کو اور اس کے دوستوں کو توبہ کی توفیق دیدے۔''

چوتھی دُعا یہ کردیجئے کہ:

''اللہ تعالیٰ میری، میرے آقا کی، آپ کی اور سب حاضرین کی مغفرت فرمادے۔''

حضرت نے ہاتھ اُٹھا کر دُعائیں کردیں۔ وہ غلام خالی ہاتھ اپنے آقا کے پاس کافی تاخیر سے پہنچا تو اس کا آقا بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کررہا تھا، آقا نے جب غلام کے خالی ہاتھ دیکھے تو دور ہی سے پوچھا کہ تو دیر سے کیوں آیا ہے؟ اور وہ بھی خالی ہاتھ؟ تو غلام نے کہا کہ خالی ہاتھ نہیں آیا، کچھ لے کر آیا ہوں اور ساتھ ہی اس نے یہ سارا واقعہ سنایا تو آقا بڑا حیران ہوا اور اس نے کہا کہ جلدی جلدی بتا کون کون سی دُعائیں کروا آیا ہے!

اس غلام نے کہا کہ پہلی دُعا میں نے یہ کروائی کہ میں غلام ہوں، اللہ مجھے آزادی عطا فرمادے تو آقا نے فوراً کہا کہ میں نے تجھے اللہ کی رضا کے لئے آزاد کیا۔ دُوسری دُعا یہ کروائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان چار درہم کا نعم البدل عطا

besturdubooks.wordpress.com

فرمادیں تو اس کے آقا نے کہا کہ جا میرے خزانے میں سے گن کر چار سو درہم لے لے۔ تیسری دُعا میں نے یہ کروائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو، آپ کے گھر والوں کو اور دوستوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمادے تو اس کے آقا نے کہا کہ تو گواہ رہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلی اور پھر اس نے جاکر اپنے دوستوں اور گھر والوں سے کہا کہ بھئی! میں نے تو توبہ کرلی ہے، اب تم بھی توبہ کرلو۔ تو اس کے گھر والوں نے بھی توبہ کرلی اور دوستوں نے کہا کہ جہاں تو وہیں ہم، جب تو اور تیرے گھر والے توبہ کررہے ہیں تو ہم بھی توبہ کرلیتے ہیں۔

چوتھی دُعا یہ کروائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی، میری، حضرت عمار رحمۃ اللہ علیہ کی اور وہاں جو حاضرین تھے سب کی بخشش فرمادے، تو آقا نے کہا کہ یہ میرے اختیار کی بات نہیں، یہ تو میرے آقا اور مالک الملک کے اختیار کی بات ہے۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگیا اور نافرمانیوں سے توبہ کرکے عبادت میں مشغول ہوگیا۔ جب وہ رات کو سویا تو خواب میں اس کو ایک غیبی آواز سنائی دی کہ جب تو نے وہ کام کرلئے جو تیرے اختیار میں تھے تو کیا ہم وہ کام نہیں کریں گے جو ہمارے اختیار میں ہے، میں نے تمہاری، تمہارے غلام کی، تمہارے گھر والوں کی، دوستوں کی، حضرت عمارؒ کی اور سارے حاضرینِ مجلس کی مغفرت کردی۔ سبحان اللہ! دیکھا آپ نے حضرت عمار رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دُعائیں کیسے ہاتھوں ہاتھ قبول ہوئیں۔ اللہ والوں کی دُعائیں تو ایسے ہی قبول ہوا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

جگر مرادآبادی کی حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے ملاقات

ایک قصہ اور یاد آیا جو رئیس المتغزلین جگر مرادآبادی کا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ حاضرین میں سے کچھ ایسے لوگ اب بھی موجود ہوں جنہوں نے جگر مراد آبادی کو دیکھا ہو۔ پاکستان بننے سے قبل وہ ہندوستان میں مشہور قومی شاعر تھے، شاعری کے ساتھ ساتھ ان کو شراب پینے کی ایسی عادت تھی کہ اسٹیج پر بھی بغیر سہارے کے نہیں آتے تھے۔ جب وہ اپنی غزل کے اشعار سُناتے تو اُن کے اشعار بڑے اُنچے ہوتے تھے، اُن کی آواز بھی بڑی پیاری تھی، انداز بھی اتنا زبردست کہ سارا مجمع اُن کے قابو میں ہوتا تھا۔ چاہے اپنے اشعار سے مجمع کو ہنسادیں چاہے رُلادیں اور مجمع کو تہہ و بالا کردیں۔

ایک مرتبہ جگر مرادآبادی کی ملاقات حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگئی جو خود بھی شاعر تھے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز، صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ تھے۔ جگر مرادآبادی نے ان سے پوچھا کہ خواجہ صاحب! یہ آپ خوبصورت چہرہ، فرشتوں جیسا لباس، نیک لوگوں کی وضع قطع کہاں سے لے آئے؟ آپ کو دیکھ کر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرشتہ ہیں۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ یہ سب کچھ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے جو خانقاہ تھانہ بھون کے اندر مقیم ہیں۔ جگر صاحب نے جب یہ سُنا تو کہا کہ اُن کی خدمت وصحبت کی وجہ سے تمہاری یہ حالت بدلی ہے، میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں بھی حضرت کی خدمت میں حاضری دوں، لیکن میں کیا بتاؤں کہ میری شراب نوشی کی ایسی بُری عادت ہے کہ جب میں وہاں جاؤں گا تو وہاں بھی

besturdubooks.wordpress.com

پیوٗں گا۔ یہ بتاؤ کہ حضرت پینے دیں گے یا نہیں؟ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ دیکھو بھئی! میں پوچھ کر بتاؤں گا، ویسے بات یہ ہے کہ خانقاہ کے اندر حضرت پینے نہیں دیں گے، ظاہر ہے کہ وہاں تمہیں شراب کون پینے دے گا۔

ادھر جگر صاحب نے خواجہ صاحب سے یہ بات کہی دوسری طرف جگر مراد آبادی کو آخرت کا بڑا خوف اور دھڑکا لگا ہوا تھا، اس کے بارے میں انہوں نے ایک شعر بھی کہا تھا:

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے یومِ حساب کا دھڑکا

جب کسی کے دل میں کسی بھی گناہ کی ندامت ہوتی ہے اور اپنے دل میں وہ اس گناہ کو گناہ سمجھتا ہے تو کسی نہ کسی دن اس کو توبہ کی توفیق ہو ہی جاتی ہے۔ دل میں خوف خدا کا ہونا، گناہ کو گناہ سمجھنا یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان شاء اللہ اس کو توبہ کی توفیق ملے گی۔

اس کے بعد خواجہ صاحب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور جگر مراد آبادی سے ملاقات کی تفصیل سنائی، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا آپ نے ان کو کیا جواب دیا، خواجہ صاحب نے کہا کہ میں نے یہ جواب دیا کہ آپ سے پوچھ کر بتاؤں گا، وہاں خانقاہ میں تو تمہیں شراب پینے کی اجازت ملنا مشکل ہے، تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب! تم نے صحیح جواب نہیں دیا، آئندہ ملاقات ہو تو میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کافر کو اپنے ہاں مہمان ٹھہرا سکتے ہیں تو جگر تو پھر بھی

besturdubooks.wordpress.com

مسلمان ہے، میں کیوں نہ اس کو اپنے ہاں ٹھہراؤں گا۔ وہ جس حالت میں بھی ہیں اور جیسی بھی ان کی عادت ہے میں ان کو اپنے گھر میں ایک کمرہ دے دوں گا، پھر وہ جانیں اور اُن کا خُدا جانے! خانقاہ ایک قومی ادارہ اور قومی ملکیت ہے اس کے اندر شراب نوشی کی اجازت نہیں ہوسکتی۔ اب خواجہ صاحب نے یہ جواب جگر مراد آبادی تک پہنچا دیا، یہ سُن کر وہ زاروقطار رونے لگے کہ میں ایسا گندا، ناپاک اور نالائق شرابی کبابی آدمی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مجھے بھی قبول کرنے کے لئے تیار ہیں اور میرے آنے پر بھی راضی ہیں۔

جگر مراد آبادی کے لئے حضرت تھانویؒ کی چار دُعائیں

جب جگر مراد آبادی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں پہنچ گئے اور خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضرت! میرے لئے چار دُعائیں فرمادیجئے، بس جیسے ہی انہوں نے درخواست کی، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھ گئے، انہوں نے کہا کہ میرے لئے پہلی دُعا یہ کردیجئے کہ شراب نوشی کی یہ خبیث عادت جو میرے ساتھ لگی ہوئی ہے اس سے مجھے نجات مل جائے، کیونکہ یہ شراب اُم الخبائث ہے، یہ میری رگ رگ میں بسی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نجات دے دے اور دوسری دُعا یہ کردیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ڈاڑھی رکھنے کی توفیق دیدے کہ میں داڑھی مُنڈاتا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ داڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، یہ حضور ﷺ کی سنت پر استرا چلاتا ہے۔ دُعا کردیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے سنت کے مطابق ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمادے، تیسری دُعا یہ کردیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حج نصیب فرمادے اور چوتھی دُعا

besturdubooks.wordpress.com

یہ کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے چاروں دُعائیں کر دیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعاؤں کا اثر

اب دُعاؤں کی قبولیت کا اثر دیکھئے! کہ جب جگر صاحب تھانہ بھون سے واپس گئے تو تہیہ کر لیا کہ شراب کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ شراب کا چھوٹنا تھا کہ جگر مرادآبادی سخت بیمار پڑ گئے، جگر صاحب کے مشہور قومی شاعر ہونے کے باعث ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھ گیا اور انہوں نے کہا کہ جگر صاحب! ایک دم شراب چھوڑنا صحیح نہیں، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ دھیرے دھیرے اور آہستہ آہستہ اس کو چھوڑیں، مگر جگر صاحب تو حضرت تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دُعا کروا چکے تھے اور تہیہ کر چکے تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ اگر میں تھوڑی تھوڑی شراب پیؤں گا تو کتنے دن اور کتنا عرصہ زندہ رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ بہت سے بہت آپ آٹھ دس سال زندہ رہ سکتے ہیں تو جگر صاحب نے جواب دیا کہ جب شراب پیتے پیتے میں دس سال زندہ رہوں گا تو اس سے بہتر یہ ہے کہ دس دن زندہ رہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں مروں۔ شراب چھوڑ کر مروں گا تو اللہ کی رحمت میں مروں گا، اور اگر شراب پیتے پیتے جیؤں گا تو اللہ کے غضب میں جیؤں گا۔ غضب میں جینا بہتر ہے یا رحمت کے سایہ میں مرنا بہتر ہے! یہ مرنا اچھا ہے کہ اسی حالت میں مروں تا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرتا ہوا جاؤں، اللہ کی شان کہ شراب چھوڑنے کے بعد ان کی صحت ٹھیک ہوگئی، بلکہ پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہوگئی، اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ صحت و تندرستی کے ساتھ زندہ رہے۔

besturdubooks.wordpress.com

بہر حال! توبہ کرنے اور دُعا کرانے کی برکت دیکھو! اس کے بعد انہوں نے حج کا ارادہ کیا اور انہوں نے ممبئی کے پورٹ سے داڑھی رکھنا شروع کر دی اور اس زمانے میں پانی کے جہاز کے ذریعے حج کے سفر میں چار پانچ مہینے لگتے تھے تو وہاں پر ان کی داڑھی پوری ایک مٹھی ہو گئی، لیکن انہوں نے آئینہ نہیں دیکھا تھا، وہاں آئینہ ملا نہیں ہوگا، تو جب واپسی پر حج کر کے ممبئی پہنچنے پر آئینہ دیکھا تو داڑھی پوری ہو چکی تھی تو ایک شعر اُن کی زبان سے نکلا کہ:

چلو دیکھ آئیں ماجرا جگر کا
سُنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

جگر صاحب اتنے مشہور تھے کہ ممبئی کے پورٹ پر انہوں نے یہ شعر کہا اور جب وہ اپنے شہر میں داخل ہوئے اور ٹرین سے اُتر کر تانگے میں بیٹھے تو تانگے والے کو معلوم نہیں تھا کہ میرے تانگے میں جگر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، لیکن وہ یہی شعر پڑھتا ہوا جا رہا تھا۔

جب جگر صاحب نے تانگے والے کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سُنا تو زار و قطار رونے لگے کہ یا اللہ! یہ کیا ماجرا ہے میں نے ممبئی کے پورٹ پر یہ شعر کہا تھا اور بگھی والا بھی یہ شعر پڑھتا ہوا جا رہا ہے۔

پھر انہوں نے کہا کہ چوتھی چیز کی مجھے اپنے پروردگار سے اُمید ہے کہ انہوں نے جب سب دُعائیں قبول کر لیں تو چوتھی بھی ضرور قبول فرمائیں گے اور ان شاء اللہ جب میں مروں گا تو میری مغفرت فرما دیں گے، تو بھئی! جب دل سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر دُعا ہوتی ہے تو دُعا کرنے میں جہاں اور بہت

besturdubooks.wordpress.com

سے فوائد ہیں وہاں یہ فائدہ بھی ہے کہ بعض مرتبہ وہاں جو مانگتے ہیں وہ مل جاتا ہے۔

کاش میری ایک دُعا بھی قبول نہ ہوتی!

اور بعض مرتبہ بندہ جو مانگ رہا ہے اللہ تعالیٰ بجائے اس کے اس کی کسی مُصیبت یا بلا کو ٹال دیتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ بندہ کی دُعا قبول کر کے آخرت میں ذخیرہ کر دیتے ہیں۔ تو جب بندہ آخرت میں جائے گا تو دنیا میں اس نے جو دُعائیں مانگی تھیں اور دنیا ہی میں قبول نہیں ہوئیں تھیں اللہ تعالیٰ اس کے بدلے آخرت کی نعمتیں عطا فرمادیں گے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بندہ آخرت میں جائے گا تو اس کو نیکیوں کے پہاڑ نظر آئیں گے، وہ کہے گا میں تو اتنا نیک اور اتنا اشراق، چاشت اور تہجد گزار آدمی نہیں تھا، یہ نیکیوں کے پہاڑ کہاں سے میرے حصہ میں آگئے، اور یہ نیکیوں کا اجر وثواب مجھے کیسے حاصل ہوگیا، تو اس سے کہا جائے گا کہ تم دنیا میں جو دُعائیں مانگا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اتنے دنوں سے دُعائیں مانگ رہا ہوں اور قبول ہی نہیں ہوتی، ہم نے وہ سب دُعائیں قبول کر کے تمہارے لئے یہاں رکھی ہوئی تھیں اور یہ ثواب انہی دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔ وہ اس اجر وثواب کو دیکھ کر تمنا کرے گا کہ کاش! دنیا میں میری ایک بھی دُعا قبول نہ ہوئی ہوتی اور اللہ اس کا بدلہ آخرت کے لئے رکھ لیتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا سے گزر چکا ہوگا اور آخرت میں پہنچ چکا ہوگا، دنیا کی حقیقت اس کے سامنے ہوگی، آخرت کی نعمتیں اس کے سامنے ہوں گی تو وہاں اس کو ضرورت ہی ضرورت نظر

besturdubooks.wordpress.com

آئے گی۔ لہٰذا دل چھوٹا نہیں کرنا چاہئے کیونکہ دُعا کسی حال میں بھی نفع سے خالی نہیں ہے۔ ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ.

ترجمہ

''بلاشبہ دُعا کارآمد اور نفع مند ہوتی ہے ان حوادث میں بھی جو نازل ہو چکے ہوتے ہیں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، لہٰذا خدا کے بندو! دُعا کا اہتمام کیا کرو۔''

(مشکوٰۃ:۱۹۵)

اسلامی معاشرہ کی سب سے پہلی تعلیم

نبیٔ اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو جن باتوں کی تلقین فرمائی اُن میں سے ایک سلام ہے۔ جس کی تفصیل حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو اسلام لانے سے پہلے یہود کے بڑے عالم تھے یہ بیان فرماتے ہیں کہ:

لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ جِئْتُ، فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلَ مَا قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوْا

besturdubooks.wordpress.com

بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ.

(رواه الترمذی وابن ماجة. مشكوة المصابيح: ص ١٦٨)

ترجمہ

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں (آپ کی زیارت کی غرض سے) آیا، جب میں نے آپ کے چہرۂ انور کو غور سے دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ کسی دروغ گو (جھوٹے) کا چہرہ نہیں ہوسکتا، آپ نے (مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد) سب سے پہلے جو بات ارشاد فرمائی وہ یہ تھی:

''اے لوگو! سلام عام کرو، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تب اُٹھ کر نمازیں (تہجد کی نماز) پڑھا کرو، (یہ اعمال کر کے) تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم ارشاد فرمائی وہ سلام کی ہے، جہاں سے اسلامی تعلیمات کا آغاز ہو رہا ہے، ان میں ایک سلام کی کثرت کا حکم ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلا حکم

سلام کی ابتداء حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے شروع ہوئی اور جنت میں بھی یہ عمل ہوگا۔ اللہ رب العالمین خود اہلِ جنت کو سلام

besturdubooks.wordpress.com

فرمائیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے ان کو حکم دیا کہ دیکھو! وہاں فرشتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے تم جا کر ان کو سلام کرو، اور ان کا جواب غور سے سنو، وہ جو جواب دیں گے وہ آپ کا اور آپ کی امت اور آپ کی پوری ذرّیت کا سلام ہوگا، حضرت آدم علیہ السلام گئے اور فرشتوں کو جا کر کہا **السلام علیکم**! یعنی تم پر اللہ کی سلامتی ہو۔ فرشتوں نے ان کا سلام سُن کر کہا **وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ**! فرشتوں نے جواب میں ورحمۃ اللہ کا اضافہ کیا۔ یعنی تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور رحمت ہو۔ (مشکوۃ: ص ۳۹۷)

بہرحال! سلام کی عبادت ایسی ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے اور تمام شریعتوں میں تھی، یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کثرت سے اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

مطلب اور غرض کا سلام

آج کل ہمارے اندر سلام کرنے میں بہت کمی پائی جاتی ہے۔ ہم صرف جان پہچان والوں کو سلام کرتے ہیں اور جان پہچان والوں میں بھی ہمارا ان لوگوں کو سلام کرنے کا معمول ہے جن سے ہماری دینی یا دنیاوی کوئی غرض وابستہ ہے۔ اگر کوئی جان پہچان والا ہے لیکن اس سے ہمارا کوئی مطلب اور کوئی غرض نہیں، یا خدانخواستہ اس سے ہماری کوئی ناراضگی ہے تو اس کو بھی سلام نہیں کرتے، یہ تو مطلب والا سلام ہوا کہ جس مسلمان سے ہمارا کوئی مطلب ہے تو اس

besturdubooks.wordpress.com

کے ساتھ ہماری سلام دُعا ہے اور جس مسلمان سے ہمارا کوئی مطلب نہیں تو اس سے سلام دُعا نہیں۔ ہمارے دین میں ایسا کوئی حکم نہیں، ہمارے دین میں یہ حکم ہے کہ چاہے تمہاری کسی سے کوئی غرض وابستہ ہو یا نہ ہو، چاہے تمہارے اور اس کے درمیان جان پہچان ہو یا نہ ہو، تمہاری آپس میں دوستی ہو یا نہ ہو، رشتہ داری ہو یا نہ ہو، پڑوسی ہو یا نہ ہو، برادری کا تعلق ہو یا نہ ہو، اور چاہے وہ امیر ہو یا غریب، پڑھا لکھا ہو یا اَن پڑھ، بس مسلمان ہے تو اس کو سلام کرنا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ

ترجمہ

''کونسا اسلام بہتر ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتُقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ. (مشکوۃ: ص۳۹۷)

ترجمہ

''(وہ اسلام جس میں) تم کھانا کھلاؤ اور ''آشنا و نا آشنا'' سب کو سلام کرو۔''

کثرت سے سلام کرنے میں کوتاہی

جو بھی مسلمان راستے میں ملے یا جس سے بھی ملاقات ہو جائے تو ہمیں

besturdubooks.wordpress.com

سب سے پہلے اسے سلام کرنا چاہئے۔ یہی حکم شریعت نے خواتین کو بھی دیا ہے کہ خواتین کی آپس میں چاہے دوستی ہو یا نہ ہو، جان پہچان ہو یا نہ ہو، رشتہ داری ہو یا نہ ہو بس جب ایک مسلمان خاتون کی دوسری مسلمان خاتون سے ملاقات ہو تو بات کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہئے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کرنا چاہئے۔ کثرت کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑی دیر پہلے ملاقات ہوئی تھی اور ذرا دیر کے بعد پھر ملاقات ہوگئی تو پھر سلام کرو، یہ نہیں کہ سویرے جو ایک مرتبہ ملاقات ہوئی تھی تو سلام کرلیا اور شام کو پھر ملاقات ہو رہی ہے تو بغیر سلام کے ہو یا ایک مرتبہ دوکان پر مال خریدنے کے لئے گاہک آگیا تو دوکاندار نے گاہک کو سلام کرلیا پھر شام کو ملاقات ہو رہی ہے، مسجد میں ملاقات ہو رہی ہے، مارکیٹ میں ملاقات ہو رہی ہے تو سلام دعا نہیں ہو رہی۔ یہاں تک کہ ایک حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثم لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ .

(مشکوۃ المصابیح : ص ۳۹۹)

ترجمہ

''تم میں سے کوئی شخص جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے تو اسے چاہئے کہ پہلے اسے سلام کرے، پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا (بڑا) پتھر حائل ہو

besturdubooks.wordpress.com

اور پھر اس (معمولی وقفہ کے بعد) اس سے ملاقات ہو تو اس کو دوبارہ سلام کرے۔ (ابوداؤد)

سلام کرنے کے درجے

سلام کرنے کا کم سے کم درجہ تو السلام علیکم ہے، اس سے بہتر السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ ہے اور سب سے بہتر اور افضل السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ہے۔ صرف السلام علیکم کہنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ کہنے پر بیس نیکیاں اور السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ کہنے پر تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ ایک حدیث میں ومغفرتہ بھی ہے یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ومغفرتہ یعنی تم پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکت اور اس کی مغفرت حاصل ہو۔ اور ومغفرتہ کا اضافہ کرنے سے چالیس نیکیاں ملتی ہیں۔

جس طرح سلام کرنے میں درجے ہیں اسی طرح جواب دینے کے بھی یہی درجے ہیں، یعنی وعلیکم السلام، اور وعلیکم السلام ورحمۃ اللّٰہ، اور وعلیکم السلام ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ اور وعلیکم السلام ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ " ومغفرتہ" چونکہ عام احادیث میں نہیں، بلکہ بعض روایتوں میں ہے، اس لئے یہ عام اور مشہور ومعروف نہیں۔

بہرحال! سلام کرنے والا سلام میں جتنے الفاظ کہے جواب میں اُتنے ہی الفاظ کہہ دیئے جائیں یا زیادہ الفاظ کہہ کر جواب میں خوبصورتی پیدا کی جائے، مثلاً کسی نے سلام کیا: "السلام علیکم"، جواب یا تو اس طرح دیا جائے

besturdubooks.wordpress.com

وعلیکم السلام، یا وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته، دوسری صورت زیادہ بہتر ہے جبکہ اتنے الفاظ کا اضافہ ہو جو احادیث میں موجود ہیں، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا. (النساء: ۸۶)

ترجمہ

''اور کوئی تمہیں (شرعی طور پر) سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کا جواب دو یا (جواب میں) ویسے ہی الفاظ کہہ دو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر (یعنی ہر عمل پر) حساب لیں گے۔''

اہل عرب کے اندر سلام وبرکاتہ تک کرنے اور جواب دینے کا اہتمام ہے اور ہمارے ہاں صرف السلام علیکم ہی معروف ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تک سلام کرنے اور جواب دینے کی عادت ڈالیں۔ تاکہ سلام کرنے میں بھی تیس نیکیاں ملیں اور جواب دینے میں بھی تیس نیکیاں ملیں۔

تکبر سے نجات کا ذریعہ

بہرحال! ہمیں سلام کرنے میں پہل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حدیث شریف میں اس کی دو فضیلتیں آتی ہیں، ایک فضیلت تو یہ ہے جو ایک حدیث میں بیان کی گئی ہے:

اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيْءٌ مِنَ الْكِبْرِ.

besturdubooks.wordpress.com

(فی شعب الایمان کما فی مشکوۃ المصابیح :ص ۴۰۰)

ترجمہ

''سلام کے اندر پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔''

جو آدمی اپنے تکبر کا علاج کرنا چاہتا ہے بس وہ سلام کرنے میں پہل کرنے کا اہتمام شروع کردے، ان شاء اللہ تعالیٰ سلام کے اندر پہل کرنے کی برکت سے اس کے دل سے تکبر نکل جائے گا اور تواضع نصیب ہوجائے گی، اور یہ بہت بڑا فائدہ ہے، تکبر کی بیماری عام ہے تو اس کا علاج بھی اتنا ہی آسان ہے۔ لہٰذا جو آدمی اپنے اندر کا تکبر محسوس کرتا ہے اور اس کا علاج چاہتا ہے اس کو چاہئے جو مسلمان ملے اس کو سلام کیا کرے، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ تکبر ٹوٹ جائے گا اور تواضع پیدا ہوجائے گی۔

سلام میں پہل کرنا نوے رحمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ

سلام کرنے کی دوسری فضیلت ایک روایت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ:

''جب کوئی آدمی سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سو رحمتیں اُترتی ہیں۔ نوے سلام میں پہل کرنے والے کو ملتی ہیں اور دس سلام کا جواب دینے والے کو ملتی ہیں۔''

(الترغیب: ج ۳-ص ۴۳۲)

نیز ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ.

(مشکوۃ المصابیح: ص ۳۹۸)

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ

''اللہ (کی رحمت و برکت اور مغفرت) کے نزدیک سب سے زیادہ وہ لوگ ہوں گے جو سلام میں پہل کرتے ہوں گے۔

اس لئے ہر آدمی کو سلام میں پہل کرنی چاہئے تاکہ سو میں سے نوے رحمتیں اس کو ملیں اور دس اس کے بھائی کو ملیں، اور وہ اللہ کی رحمت، برکت اور مغفرت کے نزدیک رہے۔

دو آدمیوں کا ایک ساتھ سلام کرنا

اگر دو مسلمانوں نے ایک ساتھ سلام کر دیا تو کیا کریں! جب ہر آدمی سلام میں پہل کرنے کی کوشش کرے گا تو ہوسکتا ہے کہ دونوں نے ایک ساتھ ہی سلام کیا ہو تو اس صورت میں دونوں ایک دوسرے کے سلام کا جواب دیں گے اور وعلیکم السلام کہیں گے تو ہر ایک کو ان شاء اللہ تعالیٰ سو میں سو ہی رحمتیں ملیں گی۔ کیونکہ ہر ایک نے سلام میں پہل کی تو ہر ایک کو نوے نوے رحمتیں ملیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہر ایک نے وعلیکم السلام کہہ کر جواب بھی دیدیا تو اس طرح دس دس رحمتیں مزید دونوں کو مل جائیں گی تو کسی کا بھی گھاٹا نہیں۔ دونوں کو نفع ہو گیا، لیکن یہ نہیں کہ جان کر ایسا کریں بلکہ یہ تو اتفاقاً کبھی کبھی ہو جاتا ہے۔ تو سلام کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا چاہئے، اور زیادہ سے زیادہ سلام کو عام کرنا چاہئے۔

besturdubooks.wordpress.com

کس حالت میں سلام کرنا ممنوع ہے؟

اگر کوئی آدمی کھانا کھا رہا ہو یا تسبیح پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو یا تلاوت کر رہا ہو یا درس دے رہا ہو یا وعظ کر رہا ہو یا سو رہا ہو یا وہ کسی ایسے کام میں مشغول ہو جس کی وجہ سے اس کا دل و دماغ اس میں منہمک ہو تو اس کو سلام کرنا منع ہے۔ جب وہ ان کاموں سے فارغ ہو جائے تو پھر اسے سلام کرنا چاہئے اور جس کو سلام کیا جائے اس کو سلام کا جواب دینا چاہئے۔ اس کی تفصیل میں اس وقت نہیں عرض کرنا چاہتا، بس مختصراً ہی عرض کر رہا ہوں کہ ہمیں آپس میں سلام کی سنت کو زندہ کرنا چاہئے۔

سلام میں کمی قیامت کی نشانی

قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ قیامت کے قریب مسلمانوں کے اندر آپس میں سلام کرنا کم ہو جائے گا اور آج ہمارے زمانے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپس میں سلام بہت کم ہو گیا ہے۔ چنانچہ واپسی اور رخصتی کے وقت بھی سلام کرنا ایسے ہی سنت ہے جیسے ملاقات کے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ دو مسلمان آپس میں ملیں تو سلام کریں، جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوں تب بھی انہیں سلام کرنا چاہئے، جس طرح گھر میں داخلے کے وقت سلام کرنا چاہئے، نکلتے وقت بھی سلام کرنا چاہئے، گھر میں داخلے کے وقت تو لوگ سلام کرتے ہیں،

besturdubooks.wordpress.com

لیکن واپسی کے وقت سلام کرنے کا بہت کم رواج ہے۔

سلام کے بجائے خدا حافظ یا فی امان اللہ کہنے کا حکم

اس وقت ہمارے یہاں ایک نامناسب طریقہ رائج ہوگیا ہے اور وہ ہے سلام چھوڑ کر خدا حافظ، اللہ حافظ یا فی امان اللہ کہا جاتا ہے۔ اس طرح رخصتی یا جدائی کے وقت سلام کے بجائے دوسرے کلمات کا ادا کرنا صحیح نہیں، کیونکہ ہم نے سلام کو چھوڑ کر اسے اختیار کیا ہے اور یہ شریعت کے اندر تبدیلی ہے، دین کے اندر ایسی تبدیلی کرنے کا کسی کو بھی اختیار نہیں ہے اور ایسا کرنا غلط اور بالکل ممنوع ہے۔ ہاں اگر آپ واپسی پر پہلے سلام کریں بعد میں اللہ حافظ یا فی امان اللہ کہہ دیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بہرحال! واپسی میں سلام کی سنت کو زندہ کریں، اور رخصتی کے وقت سلام کو چھوڑ کر اس کی جگہ فی امان اللہ کو فروغ نہ دیں کیونکہ اس طرح کرنا صحیح نہیں۔ میں اکثر ٹیلیفون پر یہی بات سنتا ہوں، لوگ ٹیلیفون بند کرتے وقت فی امان اللہ یا اللہ حافظ کہتے ہیں، کوئی سلام نہیں کرتا، ٹیلیفون ہو یا زبانی ملاقات، دونوں کا ایک ہی حکم ہے، پہلے سلام کرنا چاہئے اور سلام کرنے سے پہلے گفتگو نہیں کرنا چاہئے، جب ٹیلیفون بند کرنے لگیں تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر پھر ٹیلیفون بند کریں، کسی کا دل چاہے تو سلام کے بعد فی امان اللہ کہہ لے۔ فی امان اللہ کہنا

besturdubooks.wordpress.com

سنت نہیں، صرف جائز ہے۔ اب دُعا کریں:

اللہ تعالیٰ دُعا کرنے کا اہتمام کرنے کی اور آپس میں ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

besturdubooks.wordpress.com

درود و سلام کے فضائل

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی دامت برکاتہم العالیہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب
مولانا محمد قاسم امیر صاحب ملتانی
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی
استاذ جامعہ [illegible] شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر

besturdubooks.wordpress.com

ایک بار درُودشریف پڑھنے پر چار انعام

درُود شریف بہت فضیلت والی اور بڑی مقبول عبادت ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِیْ صَلَاةً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكَتَبَ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ. (اخرجه النسائی والطبرانی)

ترجمہ

''جو شخص ایک مرتبہ اخلاص کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے تو

(۱) اللہ تعالیٰ اس کے اوپر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

(۲) اور اس کے دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔

(۳) اور دس نیکیاں اس کو عطا فرماتے ہیں۔

(۴) اور دس گناہِ (صغیرہ) معاف فرما دیتے ہیں۔''

(نسائی)

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا.

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

besturdubooks.wordpress.com

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً (الاحزاب: ۵۶)

ترجمہ

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر، اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔" (بیان القرآن)

میرے قابلِ احترام بزرگو!

دو مقبول عمل

اس وقت میں آپ کے سامنے قرآنِ کریم کی اس آیت اور سرکارِ دوعالم ﷺ کے متعدد ارشادات کی روشنی میں درود وسلام کے خاص خاص فضائل اور ضروری احکام انشاء اللہ بیان کروں گا اور اس کے ساتھ ایک دوسری عبادت اتباعِ سنت کا بھی مختصر ذکر کروں گا کیونکہ یہ درود وسلام سے بھی زیادہ اہم اور ضروری ہے۔

اس موضوع کو میں نے اس لئے منتخب کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے جو عبادتیں مقرر فرمائی ہیں، ان میں سے بعض عبادتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہیں، وہ چاہیں تو اپنے فضل وکرم سے اسے قبول فرمائیں، چاہیں تو قبول نہ فرمائیں اور بعض عبادتیں ایسی ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے انہیں اپنے فضل وکرم سے قبول کرلیا ہے، اب جب بھی ان عبادتوں کو انجام دیا جائے گا تو وہ قبول کرلی جائیں گی۔ درود وسلام اور اتباعِ سنت بھی انہی عبادتوں میں سے ہیں جو ہر حال میں مقبول ہیں اور جو عبادتیں مقبول ہوں وہ خاص الخاص ہوتی ہیں۔ اللہ کرے

besturdubooks.wordpress.com

ان دونوں عبادتوں کی اہمیت ہمارے دل میں بیٹھ جائے اور یہ عبادتیں ہمارے عمل میں آجائیں تاکہ ہم زندگی بھر اس پر عمل پیرا رہیں۔ آمین!

اتباع سنت اور درود شریف کی مشترک فضیلت

اتباع سنت اور درود شریف کی ایک مشترک فضیلت یہ ہے کہ قیامت کے دن حضور ﷺ کے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو زیادہ سنتوں پر عمل کرنے والا اور زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ اب یہ اپنی اپنی مرضی ہے کہ جو جتنا چاہے درود شریف پڑھے اور جتنا چاہے سنتوں پر عمل کرے جو کم درود شریف پڑھے گا اور سنتوں پر کم عمل کرے گا وہ قیامت کے دن حضور ﷺ سے دور ہوگا اور جو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھے گا اور سنتوں پر عمل کرے گا وہ قیامت کے دن حضور ﷺ سے زیادہ قریب ہوگا۔ چنانچہ متقی لوگوں کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا حَيْثُ كَانُوْا ۔ (مشکوۃ)

ترجمہ

’’بلاشبہ قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے نزدیک متقی لوگ ہوں گے، خواہ وہ کوئی ہوں، کہیں کے ہوں۔‘‘

اسی طرح کثرت سے درود شریف پڑھنے والوں کے متعلق بھی آنحضرت ﷺ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا:

besturdubooks.wordpress.com

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً

(ترمذی)

ترجمہ

''بلاشبہ قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ لوگ ہونگے جو کثرت سے مجھ پر درود پڑھتے ہونگے۔''

آخرت میں قیامت کا جو دن آنے والا ہے وہ انتہائی ہولناک اور خوفناک دن ہے۔ ہم اس کی خوفناکی، اس کی دہشت اور اس کی وحشت کا اندازہ نہیں کر سکتے لیکن وہ دن برحق ہے، اس دن وہ شخص انتہائی عافیت اور سکون میں ہوگا جو حضور ﷺ کے قریب ہوگا۔ اگر یہاں اس دنیا میں ہم ان دو عبادتوں کو اپنے عمل میں لے لیں تو ہمارا آخرت کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا کیونکہ جو آپ ﷺ کے ساتھ ہوگا وہ بے خوف وخطر ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ پر اللہ کی عام رحمتیں بھی ہیں اور خاص رحمتیں بھی ہیں، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے انتہائی مقبول اور برگزیدہ بندے ہیں۔ لہٰذا جو آپ ﷺ کے ساتھ ہوگا وہ آرام ہی آرام اور راحت ہی راحت میں رہے گا۔ اور خدانخواستہ جو اپنی بے علمی کی وجہ سے حضور ﷺ سے دور ہوگا وہ اس دن کی خوفناکی سے دوچار ہوسکتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم یہاں اس دنیا کی زندگی میں رہ کر ان دو عبادتوں کو اپنا معمول بنالیں۔

زندگی میں ایک مرتبہ دُرود پڑھنا واجب ہے

جو آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں درود وسلام کا

besturdubooks.wordpress.com

حکم ہے لیکن اس آیت کی وجہ سے ہر مسلمان مرد و عورت پر ساری زندگی میں ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنا واجب ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب اس آیت کو پڑھا جائے تو پڑھنے کے فوراً بعد، پڑھنے اور سننے والوں پر درود وسلام پڑھنا واجب ہو جاتا ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔ اس آیت کے پڑھنے کے فوراً بعد پڑھنے اور سننے والوں پر درود وسلام واجب نہیں ہوتا بلکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے زندگی بھر میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہوتا ہے۔

مجلس میں پہلی مرتبہ حضور ﷺ کا نام پڑھنے یا سننے پر دُرود پڑھنا واجب ہے

اس کے بعد جس مجلس اور محفل میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا نام لیں یا آپ کا اسم گرامی پڑھیں، چاہے تقریر یا تعلیم میں سنیں اور چاہے نعت میں سنیں، اس کو سنتے ہی سب سننے والوں پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے اور ایک مرتبہ سے زیادہ درود شریف پڑھنا مستحب ہوتا ہے اور مستحب بھی کرنے کا عمل ہوتا ہے اور اس کا بھی معمول بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تو درود شریف پڑھنے کے درجے ہیں لیکن ایک صاحبِ ایمان کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان کو ہر وقت درود شریف سے تر رکھے اگر سو مرتبہ بھی حضور ﷺ کا نامِ مبارک لیا جائے تو سو مرتبہ ہی درود شریف پڑھنا چاہئے۔

سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے اور لکھنے والے

سب سے زیادہ سرکارِ دو عالم کا نام لینے اور لکھنے والے حضرات محدثین

besturdubooks.wordpress.com

رحمہم اللہ ہیں کیونکہ وہ کتابوں میں حضور ﷺ کی حدیثیں لکھتے ہیں اور عربی کی جو خاص حدیث کی کتابیں ہیں جیسے بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف وغیرہ ان سب کتابوں میں تقریباً ہر سطر میں ایک ایک دو دو مرتبہ حضور ﷺ کا نام آجاتا ہے اور کبھی دو تین سطروں کے بعد آجاتا ہے، کوئی صفحہ حضور ﷺ کے نام سے خالی نہیں ہوتا۔ ان کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر مرتبہ پورا درود شریف لکھتے ہیں، اور درود شریف لکھنے میں ذرا بھی کنجوسی اور بخل سے کام نہیں لیتے بلکہ ایک سطر میں اگر تین مرتبہ آپ ﷺ کا نام آئے گا تو تین دفعہ ہی درود شریف لکھتے ہیں۔

درود شریف کی جگہ "صلعم" لکھنا ناجائز ہے

حضرات محدثین ہماری طرح بخیل اور کنجوس نہیں ہیں ہمارے ماحول اور معاشرے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی کسی کتاب میں لکھا جاتا ہے تو بعض لوگ تو پورا درود شریف لکھتے ہیں اور یہی صحیح طریقہ ہے۔ اسی طرح درود شریف لکھنا چاہئے اور بعض لوگ "صلعم" لکھتے ہیں یہ جائز نہیں اور صرف "صلعم" لکھنا کنجوسی اور بخل ہے جو ناجائز ہے۔ کیا حضور ﷺ کا نام ہی کنجوسی کے لئے رہ گیا ہے! ارے وہ تو دونوں جہاں کے سردار اور رحمت للعالمین ہیں، ان ہی کے نام کے طفیل تو کھانے اور پینے کو مل رہا ہے، ہم ان کے طفیل تو دنیا کے اندر جی رہے ہیں اور حضور ﷺ کے طفیل آخرت میں بھی انشاء اللہ ہمارا کام بنے گا۔ وہ تو ہمارے بہت بڑے محسن ہیں اور ہم ایسے نالائق ہیں کہ ان کے نام کے ساتھ درود شریف بھی نہیں لکھ سکتے! اس لئے حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

besturdubooks.wordpress.com

اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔

(رواہ الترمذی، مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ

''سب سے بڑا بخیل اور کنجوس وہ آدمی ہے کہ جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ میرے نام پر درود شریف بھی نہ پڑھے۔''

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ۔

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔

(أخرجہ الترمذی و ابن حبان)

ترجمہ

''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے، انتہائی آسان کام ہے تو آسان ہوتے ہوئے بھی اگر آدمی حضور ﷺ پر درود شریف نہ بھیجے تو پھر اس سے زیادہ بخیل اور کنجوس کون ہوگا؟

درود شریف لکھنے کی عظیم فضیلت

درود شریف لکھنے کی ایک بہت بڑی اور زبردست فضیلت ایک حدیث میں ہے کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الصَّلٰوۃُ جَارِیَۃً مَادَامَ

besturdubooks.wordpress.com

اسمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ.

(ذکرہ الھیثمی فی المجمع)

ترجمہ

''جب کوئی آدمی کسی کتاب میں نبیؐ اکرم جناب رسول اللہ ﷺ پر دُرود شریف لکھتا ہے تو جب تک وہ درود شریف اس کتاب میں لکھا رہے گا (اور جب تک وہ کتاب باقی رہے گی) تو اس درود شریف لکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی رہیں گی۔'' (جلاء الافہام)

اگر وہ کتاب سو سال تک اس دنیا میں رہی اور سو سال تک اس میں درود شریف لکھا رہا تو اس کو سو سال تک اس کا ثواب ملتا رہے گا اور درود شریف لکھنے کی ایک دوسری فضیلت یہ ہے کہ:

''ملائکہ اس درود شریف لکھنے والے کے لئے اس وقت تک استغفار کرتے رہیں گے جب تک اس کا لکھا ہوا درود شریف کتاب میں لکھا رہے گا۔'' (جلاء الافہام)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات محدثین رحمہ اللہ کو انشاء اللہ تعالیٰ درود شریف لکھنے کا کتنا ثواب ملے گا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ جہاں بھی حضور ﷺ کا نام لکھیں تو آپ کے نام کے ساتھ پورا دُرود شریف لکھیں۔ خالی ''ؐ'' یا صلعم لکھنے سے توبہ کریں اور آئندہ کے لئے اس سے باز رہیں کیونکہ یہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ کنجوسی اور گستاخی کا معاملہ ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

ایک کاتب کی بخشش کا عجیب واقعہ

ایک صاحب کتابت کیا کرتے تھے جیسے آج کل لوگ کمپوزنگ کرتے ہیں، وہ پرانے زمانے کے کاتب تھے ان کا ایک عجیب معمول تھا کہ انہوں نے صرف درود شریف لکھنے کے لئے ایک کاپی بنائی ہوئی تھی اور وہ روزانہ جب صبح سویرے کتابت کرنے کے لئے بیٹھتے تو کتابت کرنے سے پہلے اس کاپی میں فنِ کتابت کی روشنی میں ایک بہت ہی خوب صورت درود شریف لکھتے تھے۔ اس کے بعد صبح سے لے کر شام تک مختلف مضامین کی کتابت کرتے اور اُسی سے گزر بسر کرتے۔ ان کی ساری زندگی اسی میں گزر گئی۔ ان کاتب صاحب کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو انہیں آخرت کی فکر سوار ہوئی اور وہ ڈرنے لگے کہ کچھ ہی دیر بعد میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا اور آخرت میں پہنچوں گا تو معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ میری بخشش ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اسی دوران ایک مجذوب ان کے گھر کے پاس سے گزرا، اس نے کہا ارے تو آخرت سے کیوں گھبراتا ہے، تیرے درود شریف کی کاپی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہے اور اس پر صحیح کے نشان لگائے جارہے ہیں کہ یہ دُرود شریف بھی صحیح ہے، یہ دُرود شریف بھی پاس ہے اور یہ دُرود شریف بھی قبول ہے، وہاں تو صحیح کے نشانات لگ رہے ہیں اور تو گھبرا رہا ہے۔ دُرود شریف تو ایک ایسی مقبول عبادت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے آخرت کی نجات کا بھی انتظام فرمادیتے ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

ایک بار درُود شریف پڑھنے پر چار انعام

درُود شریف بہت فضیلت والی اور بڑی مقبول عبادت ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِیْ صَلَاۃً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَہٗ بِھَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَکَتَبَ لَہٗ بِھَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْہُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ۔ (اخرجہ النسائی والطبرانی)

ترجمہ

''جو شخص ایک مرتبہ اخلاص کے ساتھ درود شریف پڑھتا ہے تو

(۱) اللہ تعالیٰ اس کے اوپر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں

(۲) اور اس کے دس درجے بلند ہو جاتے ہیں

(۳) اور دس نیکیاں اس کو عطا فرماتے ہیں

(۴) اور دس گناہِ (صغیرہ) معاف فرما دیتے ہیں۔''

(نسائی)

اس حساب سے جو آدمی دس مرتبہ درُود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اوپر سو رحمتیں نازل فرماتے ہیں، اس کے سو درجے بلند فرماتے ہیں، سو گناہِ صغیرہ معاف فرما دیتے ہیں اور سو نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں، ور جو شخص سو مرتبہ درُود شریف پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ایک ہزار رحمتیں

besturdubooks.wordpress.com

نازل فرمائیں گے، ایک ہزار درجے بلند فرمائیں گے، ایک ہزار گناہِ صغیرہ معاف فرمادیں گے اور ایک ہزار نیکیاں اس کو عطا فرمائیں گے۔ کم از کم سو مرتبہ دُرُود شریف تو صبح وشام پڑھنا ہی چاہئے۔ سو مرتبہ دُرُود شریف پڑھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے، ہر مسلمان مرد وعورت، صبح وشام نہایت آسانی سے سو مرتبہ دُرُود شریف پڑھ سکتا ہے۔

اسّی (۸۰) سال کے گناہِ صغیرہ کی معافی

ایک حدیث میں ہے کہ:

''اگر کوئی خلوصِ دل سے ایک مرتبہ دُرُود شریف پڑھے اور وہ قبول ہوجائے تو اس کے اسی سال کے صغیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (القول البدیع)

اُحد پہاڑ کے برابر ثواب

ایک حدیث میں ہے کہ:

''جب کوئی آدمی دُرُود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا ثواب اُحد پہاڑ کے برابر عطا فرمائیں گے۔'' (مصنف عبدالرزاق)

جَبلِ اُحد مدینہ منورہ کے پہاڑوں میں ایک مشہور پہاڑ ہے اور یہ پہاڑ وہاں کے سارے پہاڑوں میں سب سے بڑا ہے۔ اسی کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت

besturdubooks.wordpress.com

کرتے ہیں، اس اُحد پہاڑ کے وزن کے برابر درُود شریف پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں ثواب لکھا جاتا ہے۔ تو اندازہ کرو کہ درُود شریف پڑھنے کا کتنا زیادہ ثواب ہے۔

دنیا وآخرت کی حاجتیں پوری ہونا

درُود شریف بہت بڑی دولت ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ:

''جو آدمی سو مرتبہ درُود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس درُود شریف پڑھنے والے کی سو حاجتیں پوری فرماتے ہیں، تیس دنیا کی اور ستر آخرت کی۔'' (القول البدیع)

نیز ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا وُکِّلَ بِهَا مَلَکٌ یُبَلِّغُنِیْ وَکُفِیَ اَمْرَ دُنْیَاهُ وَ آخِرَتِهٖ وَکُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَهِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا.

(کنز العمال۔ ج ۱، ص ۴۹۸)

ترجمہ

''جو شخص میری قبر مبارک کے پاس سے مجھ پر درُود شریف پڑھتا ہے تو میں اسے از خود سنتا ہوں، اور جو شخص دور سے مجھ پر درود وسلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک فرشتہ

besturdubooks.wordpress.com

مقرر فرمایا ہے جو اس کا درود مجھ تک پہنچا دیتا ہے اور اس کی دنیا و آخرت کی تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور روزِ قیامت میں اس کے حق میں گواہ ہوں گا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ کی جگہ ارشاد فرمایا کہ میں اس کے حق میں سفارش کروں گا۔'' (کنز العمال ج ۱، ص ۴۹۸)

لیجئے! ہماری دنیا کی حاجتوں کا بھی مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ اگر درود شریف پڑھنے کا معمول ہو جائے تو ان شاء اللہ دنیا کی حاجتیں اور ضرورتیں بھی پوری ہوں گی، معاشی حالات بہتر ہوں گے۔ اور گھریلو ناچاقیات اور اختلافات ختم ہوں گے اور آخرت کی ضرورتیں بھی پوری ہوں گی۔ چونکہ آخرت میں ہمیں زیادہ ضرورت ہے اس لئے اللہ پاک نے آخرت کی ستر حاجات پوری کرنے کا وعدہ فرمایا اور دنیا کی ضرورتیں آخرت کے مقابلے میں بہت کم ہیں اس لئے فرمایا کہ دنیا کی تیس حاجتیں اور ضرورتیں پوری ہوں گی۔

جمعہ کے دن دُرود شریف پڑھنے کا اجر و ثواب

احادیث میں جمعہ کے دن دُرود شریف کثرت سے پڑھنے کی ترغیب اور تاکید آئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جمعرات کی رات اور جمعہ کو مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھا کرو۔'' (ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے کہ:

besturdubooks.wordpress.com

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ.

ترجمہ

''جو شخص دن میں ایک ہزار مرتبہ دُرودشریف پڑھے گا تو اس کا اس وقت تک انتقال نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنی آنکھوں سے جنت میں اپنا محل نہیں دیکھ لے گا۔'' (القول البدیع)

سبحان اللہ! اللہ اکبر! ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

''جو آدمی جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسّی (۸۰) مرتبہ یہ دُرودشریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسّی سال کے گناہِ صغیرہ معاف فرمادیتے ہیں اور اسّی سال کی عبادت کا ثواب عطا فرمادیتے ہیں۔'' (فضائلِ درُود)

عام طور پر مسجدوں میں اس دُرودشریف کا کتبہ بھی لگا ہوا ہوتا ہے، ورنہ یاد کرنا بھی کچھ مشکل نہیں، وہ دُرودشریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا.

حالانکہ اَسّی مرتبہ دُرودشریف پڑھنے میں نہ اَسّی منٹ خرچ ہوتے ہیں نہ چالیس منٹ، اور نہ ہی بیس منٹ خرچ ہوتے ہیں، بمشکل دس منٹ خرچ ہوتے ہیں۔ دیکھئے! کہاں دس منٹ اور کہاں اسّی سال کی عبادت کا ثواب! یہ اللہ کی رحمت کے سوا اور کیا ہے! دس منٹ اور اسّی سال میں کوئی جوڑ ہی نہیں، لیکن

besturdubooks.wordpress.com

افسوس! ہم دس منٹ بھی اپنے وقت میں سے نہیں نکال سکتے۔ جس پر اللہ تعالیٰ اسّی سال کی عبادت کا انعام عطا فرمارہے ہیں اور اسّی سال کے گناہِ صغیرہ معاف فرمارہے ہیں، یہ محض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر درود شریف پڑھنے کی برکت ہے، اس لئے جمعہ کے دن تو اس کا معمول بنا ہی لینا چاہئے اور اس کے علاوہ جمعہ کے دن دُرود شریف کثرت سے پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

أَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْ كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ فَإِنَّ صَلَاةَ أُمَّتِيْ تُعْرَضُ عَلَيَّ فِيْ كُلِّ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَمَنْ كَانَ أَكْثَرَهُمْ صَلَاةً كَانَ أَقْرَبَهُمْ مِنِّيْ مَنْزِلَةً۔ (رواہ البیھقی)

ترجمہ

''ہر جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر دُرود شریف پڑھا کرو، کیونکہ ہر جمعہ کو میری اُمت کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے، جو جتنا زیادہ دُرود شریف پڑھے گا وہ مرتبہ کے لحاظ سے اتنا ہی زیادہ میرے نزدیک ہوگا۔''

جمعہ کے دن دُرود شریف پڑھنے کے تین درجے

اس لئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ جمعہ کے دن دُرود شریف پڑھنے کے تین درجے ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کم از کم تین سو مرتبہ دُرود شریف پڑھے، درمیانہ درجہ یہ ہے کہ ایک ہزار مرتبہ پڑھے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ تین ہزار مرتبہ

besturdubooks.wordpress.com

دُرود شریف پڑھے۔ تین ہزار مرتبہ پڑھو تو نورٌ علیٰ نورٌ ہے، لیکن کم از کم تین سو مرتبہ دُرود شریف تو پڑھ ہی لینا چاہئے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا معمول

ایک صاحب نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ سے عرض کیا کہ حضرت! ہمیں جمعہ کے دن کتنی مرتبہ دُرود شریف پڑھنا چاہئے تاکہ ہم یہ سمجھیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کثرت سے دُرود شریف پڑھ لیا ہے تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ تین ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھنا چاہئے اور میرا بھی یہی معمول ہے۔

الحمد للہ! میں نے حضرت مفتی اعظمؒ پاکستان کی بہت زیارت کی ہے اور ان کی خدمت میں رہا ہوں وہ پوری اکیڈمی کے برابر اکیلے کام کرتے تھے، پوری جماعت مل کر اتنا کام نہیں کرتی جتنے ان اکیلے کے کام ہوتے تھے، اتنا بڑا دارالعلوم وہ اکیلے چلاتے تھے، صبح سے شام تک حضرت کو مصروفیت ومشغولیت لاحق رہتی تھی، تصنیفی کام بھی ہوتے رہتے تھے، وعظ ونصیحت کا سلسلہ بھی جاری تھا اور اصلاح وتربیت بھی فرماتے تھے، لیکن اس شدید مصروفیت کے باوجود جمعہ کے دن حضرت کا تین ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھنے کا معمول بھی تھا اور یہ میں آپ کو حضرت کے اخیر عمر کا حال بتا رہا ہوں جب حضرت کی عمر تقریباً اَسّی سال کے لگ بھگ ہوگئی تھی، وہ اس عمر میں اور اتنی مصروفیت کے باوجود ہر جمعہ کو تین ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھتے تھے تو پھر ہم کون ہیں! ہمیں کام بھی کیا ہے! ہمیں تو فرصت ہی

besturdubooks.wordpress.com

فرصت ہے پھر بھی اگر ہم جمعہ کو کم از کم تین سو مرتبہ دُرود شریف نہ پڑھ سکیں تو یہ ہمارے لئے بڑی محرومی کی بات ہے۔

تو ہی اگر نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں
اے خواجہ درد نیست وگر نہ طبیب ہست

ہم بہانے باز ہیں، بس ہمارے پاس بہت بہانے ہیں کہ فرصت نہیں ہے اور وقت نہیں ہے۔ بس ہم پڑھنا نہیں چاہتے ورنہ پڑھنے والے تو ایسی مصروفیت، بڑھاپے اور بیماری کے اندر بھی اتنی کثرت سے دُرود شریف پڑھنے کا معمول رکھتے تھے اور اسی وجہ سے اللہ پاک نے ان کو یہ درجہ عطا فرمایا۔

حضور ﷺ کا دُرود پڑھنے والے کے لئے استغفار

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جمعہ کے دن مجھ پر دُرود شریف بھیجا کرو، اس لئے کہ شب جمعہ روشن رات ہے اور جمعہ کا دن شاندار دن ہے، اس روشن رات اور شاندار دن میں تم مجھ پر کثرت سے دُرود شریف بھیجا کرو، اس لئے کہ تمہارا دُرود فرشتے میری خدمت میں پیش کرتے ہیں اور میں تمہارے لئے دعا اور استغفار کرتا ہوں۔'' (سبل الھدی)

اللہ اکبر دیکھئے! اللہ پاک نے ہمارے لئے کیسی مہربانی فرمادی ہے! یہ تو ہم سب کی آرزو ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے لئے مغفرت کی دعا

besturdubooks.wordpress.com

کرائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی اللہ پاک نے ہمارے لئے یہ راستہ رکھا ہے کہ اگر ہم کثرت سے جمعہ کے دن دُرود شریف پڑھنے کا معمول بنائیں گے تو ہمارا دُرود فرشتوں کے ذریعے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوگا، اور اس کے نتیجے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دعا و استغفار فرمائیں گے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری احادیث میں بھی ذکر فرمائی ہے۔

حضور ﷺ کا اُمت کے لئے استغفار

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ میرا تمہارے اندر رہنا بھی باعثِ رحمت ہے اور دنیا سے چلے جانا بھی باعثِ رحمت ہے۔ تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! آپ کا ہمارے اندر موجود رہ کر باعث رحمت ہونا تو سمجھ میں آتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا وجودِ مسعود نہایت ہی بابرکت اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مرکز ہے، لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ ﷺ کس طرح ہمارے لئے باعثِ رحمت ہوں گے؟''

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا تو عالمِ برزخ میں تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے، اور میں تمہارے اعمال کا جائزہ لوں گا! اگر تم اچھے اعمال کرو گے تو میں تمہارے اچھے اعمال کو دیکھ کر خوش ہوں گا کہ شکر ہے میری اُمت میرے نقشِ قدم پر چل رہی ہے، اور جب میں یہ دیکھوں گا کہ تم میرے دین پر عمل نہیں کر رہے ہو اور قسم قسم

besturdubooks.wordpress.com

کے گناہوں کے اندر مبتلا ہو تو میں وہاں سے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کروں گا کہ یا اللہ! ان کو معاف فرما دیجئے اور ان سے درگزر کیجئے، یہ ناسمجھ ہیں، غلطی کر رہے ہیں، یا اللہ! ان کو ہدایت دے دے، اور ان کے گناہوں کو معاف فرما دے۔

حضور ﷺ کا ایک بدو کے لئے استغفار

ایک واقعہ یاد آیا جو تقریباً ائمہ اربعہ کے علماء نے حج کی کتابوں میں لکھا ہے، اور نہایت معتبر اور مستند واقعہ ہے، حضرت محمد بن عبید اللہ بن عمرو العتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ گیا اور سرکارِ دو عالم جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور پھر ایک طرف کونے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے پاس ہی بیٹھ گیا، تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ عرب کا ایک دیہاتی اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا اور اس نے روضۂ مبارک سے تھوڑے فاصلے پر اپنی اونٹنی کو باندھا اور سیدھا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر آیا اور اس نے اس طرح خطاب کیا:

یا خیر الرسل! اے سارے نبیوں میں سب سے بہتر نبی!

یا رحمۃ للعالمین! اے سارے جہانوں کے لئے رحمت!

پھر اس نے صلوٰۃ وسلام پیش کیا اور اس کے بعد اس نے یوں عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، سَمِعْتُ اللّٰهَ يَقُوْلُ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

besturdubooks.wordpress.com

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.

(النساء : ۶۴)

ترجمہ

''اے اللہ کے رسول! میں نے اللہ پاک کا یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''اور اگر وہ لوگ جس وقت اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے۔''

(بیان القرآن)

اس نے یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے سامنے تلاوت کی اور پھر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے گناہوں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور آپ کو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سفارشی بناتا ہوں، آپ میرے لئے استغفار فرما دیجئے، یہ کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور دیر تک روتا رہا، اس کے بعد پھر صلوٰۃ وسلام عرض کر کے اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

؎ يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ

؎ نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ
فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

besturdubooks.wordpress.com

؎ أَنْتَ الشَّفِيْعُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

؎ فَصَاحِبَاکَ فَلاَ أَنْسٰهُمَا أَبَدًا
مِنِّى السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ مَاجَرَى الْقَلَمُ

ترجمہ

(۱)...... ''اے وہ بہترین ہستی کہ جس کا وجودِ مسعود قبر میں آرام فرما ہوا، اس کی خوشبو سے تمام میدانی و پہاڑی علاقے مہک اُٹھے۔''

(۲)...... ''میری جان فدا ہو اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں، جس میں (آپ کے ساتھ آپ کی) عفت و پاکدامنی اور جود وسخا بھی ہے۔''

(۳)...... ''پُلصراط پر جب قدم لرز کر پھسل رہے ہوں گے تو اس وقت تنہا آپ ہی وہ سفارشی ہوں گے جن کی سفارش (سے کام بننے) کی اُمید رکھی جاسکتی ہے۔''

(۴)...... ''آپ کے دونوں ساتھیوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے احسانات) ہم کبھی نہیں بھول سکتے، لہٰذا جب تک قلم چلتے رہیں (یعنی قیامت تک) تب تک آپ سب کو ہمارا سلام بھی پہنچتا رہے۔''

besturdubooks.wordpress.com

یہ اشعار پڑھ کر وہ روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ سیدھا اپنی اونٹنی کی طرف پلٹا اور اس پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا۔

محمد بن عبید اللہ بن عمرو العتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بے ساختہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے سے متعجب ہوا اور اس کے اس والہانہ انداز میں استغفار کرنے سے حیران رہ گیا کہ کس والہانہ انداز میں اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے گناہوں کی معافی مانگی ہے، پھر اس کے جانے کے بعد مجھے اونگھ آئی تو مجھے سرکارِ دو عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمرو العتبی! تم جاؤ اور اس بدو سے کہہ دو کہ میرے استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔ اللہ اکبر! (تفسیر ابن کثیر)

دُرود شریف پڑھنے والے کا اعزاز

دُرود شریف پڑھنے والے کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کا ہر درود اس کے باپ کے نام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُمَا کُنْتُمْ.

(ابو داؤد)

ترجمہ

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، اور میری قبر کو یادگار تہوار مت بناؤ، اور مجھ پر دُرود برابر پڑھتے رہو، کیونکہ تم کہیں بھی

besturdubooks.wordpress.com

ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔"

نیز ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ أُعْلِمْتُهُ. (القول البدیع السخاویؒ)

ترجمہ

"جو آدمی میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اسے خود سُن لیتا ہوں، اور جو دور سے درود وسلام پیش کرتا ہے تو مجھے اُس کی اطلاع دیدی جاتی ہے۔"

اب رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درود وسلام پیش کرنے والے کے درود وسلام کی اطلاع کیسے دی جاتی ہے؟ اس کی وضاحت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب کر کے یوں ارشاد فرمائی کہ:

يَا عَمَّارُ! أَنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا، وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَبْرِيْ إِذَا مِتُّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِيْ يُصَلِّيْ عَلَيَّ صَلَاةً أَلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيْهِ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! صَلّٰى عَلَيْكَ فُلَانُ بن فلان كَذَا وَكَذَا، فَيُصَلِّيَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا. (مجمع الزوائد ۱۰/۱۶۲)

ترجمہ

besturdubooks.wordpress.com

''اے عمار! اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی ہر پست و بلند آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے، وہ میرے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد تا قیامت میری قبر پر کھڑا رہے گا، پس میری اُمت میں سے جو کوئی بھی درود و سلام پڑھے گا تو وہ فرشتہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر کہے گا کہ ''اے محمد! فلاں بن فلاں نے اتنی بار آپ پر دُرود پڑھا ہے''، پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے ہر درود کے بدلے اس آدمی پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔''

تین چیزوں میں سننے کی حیرت انگیز صلاحیت

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں تین چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں جن کو سننے کی عجیب و غریب صلاحیت اور طاقت عطا فرمائی ہے، ایک جنت، دوسرے جہنم اور تیسرے وہ فرشتہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر مقرر ہے۔

جنت کو اللہ پاک نے یہ صلاحیت دی ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں زمین پر یا آسمان پر، زمین کی تہہ میں یا سمندر کی تہہ میں، ہوا یا فضا میں کہیں بھی کوئی اللہ کا بندہ اگر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ یا اللہ! مجھے جنت عطا فرما، میں جنت کے لائق نہیں ہوں مگر اپنی رحمت سے مجھے جنت عطا فرما تو جس وقت اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں گے یا وہ دل میں یہ دعا کرے گا تو اس کی دعا فوراً جنت سُن لے گی، حالانکہ جنت ساتویں آسمان کے اوپر عرشِ الٰہی کے نیچے ہے، یہاں

besturdubooks.wordpress.com

سے لے کر پہلے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے، پھر پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک بھی اتنا ہی فاصلہ ہے، اسی طرح ہر دو آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے، یہ اربوں کھربوں میل کا فاصلہ ہے جس میں کوئی تار یا ٹیلیفون یا موبائل کا رابطہ نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ جہاں کہیں کوئی یہ دعا کرے گا کہ یا اللہ! مجھے جنت عطا فرما دیجئے تو جنت اس کی یہ آواز سنتے ہی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گی کہ یا اللہ! یہ جنت مانگ رہا ہے، آپ نے مجھے دینے ہی کے لئے بنایا ہے، لہٰذا اس مانگنے والے کو آپ جنت عطا فرما دیجئے تو ہماری درخواست قبول ہو یا نہ ہو لیکن جنت کی درخواست انشاء اللہ ضرور قبول ہو جائے گی۔

ایسے ہی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو چاہے زبان سے پناہ مانگے یا دل میں آہستہ آہستہ پناہ مانگے تو اس کی پناہ جہنم فوراً سن لے گی، حالانکہ جہنم ساتوں زمینوں کے نیچے ہے اور اس سے ہمارا فاصلہ بھی بہت لمبا ہے لیکن جہنم فوراً اس کی پکار سنے گی اور اللہ پاک سے کہے گی کہ یا اللہ! آپ اس کو دوزخ سے بچا لیجئے، یا اللہ! مجھ سے اس کو بچا لیجئے، تو جہنم سے پناہ آپ یہاں مانگ رہے ہیں اور اُدھر دوزخ اللہ تعالیٰ سے سفارش کر رہی ہے کہ یا اللہ! اس پناہ مانگنے والے کی دعا قبول کر لیجئے۔

اور تیسرا وہ فرشتہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر مقرر ہے اور فرشتہ میں اللہ پاک نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ دنیا کے کسی کونے میں کہیں بھی کوئی شخص درُود شریف زور سے پڑھے یا آہستہ پڑھے، دل میں پڑھے یا زبان

besturdubooks.wordpress.com

سے پڑھے بس وہ فرشتہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے وہ اس کی آواز سُن لے گا اور فوراً ہی وہ دُرود شریف پڑھنے والے کا نام لے کر مزارِ اقدس کے اندر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دے گا۔

کچھ وضاحت ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ پاک نے اس فرشتے کو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے سارے انسانوں کے نام ازبر یاد کرا دیئے ہیں، ہر مرد و عورت کا نام اس کو معلوم ہے، لہٰذا جیسے ہی کوئی کہیں پر دُرود شریف پڑھتا ہے تو اس کو پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ پڑھنے والے کا نام کیا ہے؟ اس کے والد کا نام کیا ہے؟ سارے انسانوں کے نام اس کو پہلے سے یاد ہیں۔

دُرود شریف کثرت سے پڑھنے کی برکت

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں تھے) وہ ہمارے بزرگوں میں سے ہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ایک مہینے تک ان کے کمرے سے مشک وعنبر کی خوشبو آتی تھی تو کسی نے جا کر یہ کیفیت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی، حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ یہ دُرود شریف پڑھنے کی برکت ہے۔ کیونکہ حضرت مولانا فیض الحسن صاحبؒ ہر جمعرات کو ساری رات جاگ کر دُرود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اس

besturdubooks.wordpress.com

لئے ان کے وصال کے بعد ایک مہینے تک ان کے کمرے سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی رہی۔ (زاد السعید)

ایک عجیب واقعہ

میرے پاس دارالعلوم کراچی میں ایک صاحب ملنے آیا کرتے تھے، پہلے وہ یہیں کراچی میں رہتے تھے اب آج کل وہ لاہور میں ہیں۔ ایک دن وہ کہنے لگے کہ کبھی کبھی میرے کپڑوں میں سے خود بہ خود خوشبو آتی ہے، معلوم نہیں یہ خوشبو کیسے آتی ہے؟ حالانکہ میں نے خوشبو لگائی بھی نہیں ہوتی۔ تو ایسے ہی بے ساختہ میرے ذہن میں آیا اور میں نے ان سے کہا کہ آپ دُرود شریف کثرت سے پڑھتے ہوں گے؟ حالانکہ پہلے سے مجھے معلوم نہیں تھا کہ ان کا دُرود شریف کثرت سے پڑھنے کا معمول ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہاں! میرا یہی معمول ہے کہ میں چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے دُرود شریف پڑھتا رہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ دُرود شریف پڑھنے کی برکت ہے کہ خود بخود تمہارے کپڑوں کے اندر سے خوشبو مہک اُٹھتی ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے پسینہ مبارک کی خوشبو

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سراپا معطر اور خوشبو میں بسی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ بھی بڑی بڑی خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہوتا تھا، آپ ﷺ جس گلی سے گزر جاتے تھے، شام تک اس گلی سے خوشبو آتی رہتی تھی اور صحابۂ کرام آپ ﷺ کی خوشبو سونگھ کر پہچان لیتے تھے کہ آج سرکارِ

besturdubooks.wordpress.com

مدینہ ﷺ یہاں سے گزرے ہیں۔ اسی طرح جو شخص آپ ﷺ سے مصافحہ کر لیتا تھا تو شام تک اس کے ہاتھ سے خوشبو آتی رہتی تھی اور وہ دیگر احباب میں اپنے ہاتھ کی خوشبو کی وجہ سے ممتاز ہو جاتا تھا اور لوگ پہچان لیتے تھے کہ آج تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا ہے، اس لئے تمہارے ہاتھوں سے خوشبو آ رہی ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ وہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں دوپہر میں اکثر آرام فرمایا کرتے تھے۔ اور حضرت اُم سلیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں اور وہ آپ ﷺ کے لئے چمڑے کا بچھونا بچھا دیا کرتی تھیں اور آپ ﷺ کو چمڑے کا تکیہ دیدیا کرتی تھیں اور اس پر آپ ﷺ آرام فرما ہوتے تھے۔ گرمیوں میں آپ ﷺ کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا اور جب آپ ﷺ سو جاتے تھے تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح نمودار ہو جاتے تو وہ ایک شیشی اور تنکا لیکر بیٹھ جاتی تھیں اور تنکے سے آہستہ آہستہ وہ پسینے کے موتی اٹھا اٹھا کر شیشی میں ڈالا کرتی تھیں۔ ایک دن وہ اسی طرح کر رہی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی اور آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے اُم سلیم! آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کا پسینہ جمع کر رہی ہوں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے پسینے میں اتنی خوشبو ہوتی ہے کہ ہم اس کو دوسری خوشبوؤں میں ملا کر اُس خوشبو کو ساری خوشبوؤں کا سردار بنا لیتے ہیں کہ اس خوشبو کے سامنے دنیا بھر کی اعلیٰ

besturdubooks.wordpress.com

درجے کی خوشبوئیں ماند پڑ جاتی ہیں اور ہیچ معلوم ہوتی ہیں، شادی بیاہ کے موقع پر ہم اس کو بطورِ خاص استعمال کرتے ہیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس جو سراپا خوشبو تھی، دُرود شریف پڑھنے والے کو بھی اس میں سے کچھ حصہ ملتا ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت کا ایک عجیب واقعہ

دُرود شریف کی کثرت تو وہی کرے گا جس کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت ہوگی۔ اس پر مجھے ایک عجیب واقعہ یاد آیا۔ ایک شخص کا انتقال ہوا، اُس کے دو بیٹے تھے، باپ نے اپنی میراث میں مال و دولت کے ساتھ زمین، مکان اور جائیدادیں بھی چھوڑیں اور ساتھ ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بال بھی چھوڑے۔ اس کے دونوں بیٹوں نے سارا مال و جائیداد، روپیہ پیسہ اور سونا چاندی آپس میں تقسیم کرلیا۔ اب باری آئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بالوں کی، تو بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ ایک بال تم رکھ لو اور ایک بال مجھے دیدو، اور تیسرا بال دونوں آدھا آدھا کرلیتے ہیں، کیونکہ دونوں کا آدھا آدھا حصہ ہے۔ لہٰذا دونوں کے حصہ میں ڈیڑھ ڈیڑھ بال آئے گا، اس پر چھوٹے بھائی نے کہا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کے دو ٹکڑے نہیں کرنے دوں گا، اس لئے کہ یہ میرے آقا ﷺ کا بال ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بال آدھا آدھا ہوجائے۔ تم میرا یہ سارا مال لے لو مگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سالم بال دیدو، تو بڑا بھائی اس پر

besturdubooks.wordpress.com

راضی ہوگیا اور کہا کہ اچھا تم دو بال لے لو اور اس کے بدلے اپنا حصہ مجھے دیدو۔ چنانچہ اس کے چھوٹے بھائی کو جو کچھ اپنے باپ کی میراث میں روپیہ پیسہ، سونا چاندی اور جائیداد ملی تھی اس نے وہ ساری جائیداد اپنے بڑے بھائی کو دیدی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کو کاٹنا گوارا نہیں کیا۔ لہٰذا چھوٹا بھائی صرف دو بال لے کر اپنے گھر چلا گیا اور بڑا بھائی ساری جائیداد کا مالک بن گیا، لیکن چھوٹے بھائی کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی اتنی محبت تھی کہ وہ اس بال مبارک کو بہت ہی خوب صورت ڈبیہ میں رکھتا اور اس کو خوب صورت ریشمی کپڑے میں لپیٹتا اور خوشبو کے اندر بساتا۔ جب بھی وہ ڈبیہ کھولتا تو دُرود شریف پڑھتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی زیارت کرتا۔ اس کا صبح و شام یہی معمول تھا۔ اب خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کے بڑے بھائی کا مال آہستہ آہستہ گھٹنا شروع ہوگیا اور اس کے چھوٹے بھائی کا مال بڑھنا شروع ہوگیا حالانکہ چھوٹے بھائی کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، لیکن بال مبارک کی عظمت و محبت اور دُرود شریف پڑھنے کی برکت کی وجہ سے آہستہ آہستہ اس کے مال میں ترقی ہونی شروع ہوگئی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ یہ بڑے بھائی سے زیادہ مالدار ہوگیا اور بڑا بھائی فقیر و محتاج ہوگیا اور وہ لوگوں سے بھیک مانگنے پر مجبور ہوگیا۔

اس حالت کو پہنچنے کے بعد بڑے بھائی کو خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ﷺ! میری حالت تو ایسی خراب ہوگئی ہے کہ پہلے میں بڑا امیر اور مالدار تھا اور میرا بھائی غریب و محتاج تھا۔ اب معاملہ اس کے برعکس ہوگیا ہے کہ

besturdubooks.wordpress.com

میرا چھوٹا بھائی امیر اور مالدار ہوگیا اور میں اتنا غریب اور محتاج ہوگیا ہوں کہ اب میرے پاس کچھ بھی نہیں، اور میں کوڑی کوڑی کا محتاج ہوگیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہ ہو! تمہارے چھوٹے بھائی نے میرے بال کی عزت اور احترام کیا اور وہ دن رات مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھتا رہتا ہے، اس کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس پر فضل فرمایا اور اس کے مال میں برکت عطا کی اور تو نے میرے بال کی بے حرمتی کی اور اس کو کاٹنے کے لئے تیار ہوا، اس لئے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم ہوگیا۔ اب تیرے لئے اسی میں عافیت ہے کہ تو اپنے بھائی کے یہاں جا کر نوکر ہو جا۔

جب وہ سویرے اٹھا تو اس کو اپنے کئے پر شرمندگی اور ندامت ہوئی اور وہ سوچنے لگا کہ میرا بھائی عقلمند نکلا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سالم بال کو لے کر دنیا میں سرخرو ہوگیا اور آخرت میں بھی ان شاء اللہ سرخرو ہوگا! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کی بے اکرامی اور ناقدری کر کے دنیا میں بھی مال و دولت سے محروم ہوگیا اور نجانے آخرت میں کیا ہوگا! اس نے توبہ کی اور اپنے بھائی کے ہاں جا کر نوکری اختیار کی۔

یہ دُرود شریف پڑھنے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کے احترام کی برکت ہے جس کی وجہ سے چھوٹے بھائی کے اوپر اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہوگیا۔ (فضائل دُرود شریف)

besturdubooks.wordpress.com

آنحضرت ﷺ کے بال مبارک کی برکت

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ہیں، ان کے پاس سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا ایک گچھا تھا جسے وہ ایک نلکی کے اندر رکھا کرتی تھیں، اور لوگ ان کے پاس اپنے پانی کے پیالے بھیجا کرتے تھے، اور وہ پیالے ان کی خدمت میں لائے جاتے تھے اور وہ اس نلکی میں سے آپ ﷺ کے بال مبارک نکال کر پانی میں گھما دیا کرتی تھیں۔ وہ پانی جب کسی بیمار آدمی کو پلایا جاتا تو وہ صحت یاب ہو جاتا۔ (مشکوٰۃ)

دن رات میں کم سے کم درود پڑھنے کی مقدار

درود وسلام کو اپنی زندگی کا معمول بنائیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ کم از کم سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام درود شریف پڑھنے کا معمول بنائیں۔ صبح پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر ظہر سے پہلے تک سو مرتبہ درود شریف پورا کرلیں اور شام کو سو مرتبہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ عصر کے بعد سے رات کو سونے تک جس طرح چاہیں پورا کرلیں، اور کوئی سا بھی درود شریف پڑھ لیں، چاہے درود ابراہیمی پڑھ لیں کیونکہ یہ سارے درودوں میں سب سے افضل درود ہے یا کوئی درمیانہ درود شریف لے لیں جیسے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

یا اس سے بھی چھوٹا اور مکمل درود شریف پڑھ لیں جیسے:

besturdubooks.wordpress.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ

لیکن درود شریف کو اس سے زیادہ چھوٹا کرنا مناسب نہیں، بہرحال یہ بہت چھوٹا درود ہے۔

اس پر مجھے ایک اور واقعہ یاد آیا، یہ واقعہ مجھے حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا تھا۔ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب ہمارے سکھر کے مشہور بزرگوں میں سے تھے اور ابھی چند سال پہلے ہی وہ سکھر سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے، وہ وہاں پانچ سال زندہ رہے اور وہیں ان کا انتقال ہوا اور وہ اب جنت البقیع کے اندر آرام فرما ہیں، اور یہی ان کی آرزو تھی کہ میں مدینہ منورہ جاؤں، وہاں قیام کروں اور وہیں انتقال ہو، اور جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔ آمین!

پاکستانی پائلٹ کا عشقِ رسول ﷺ

انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ پاکستان میں ایک پائلٹ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھتے ہیں، لیکن کثرت سے درود شریف پڑھنے کی وجہ سے وہ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ" پڑھنے کے بجائے "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ" پڑھتے تھے، یعنی آدھا درود پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کو درود کے اندر شامل نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کو درود و سلام سے محروم کیا ہوا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح درود شریف پڑھنے سے زیادہ درود شریف ہو جائے گا۔ وہ

besturdubooks.wordpress.com

کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں مدینہ منورہ کے اندر ہوں اور جنت البقیع کی طرف جارہا ہوں، جیسے ہی میں جنت البقیع میں داخل ہوا تو سامنے ہی اہلِ بیت اور ازواجِ مطہرات کے مزارات ہیں، جہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آرام فرما ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں دروازے سے داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ درمیان میں ایک میز رکھی ہوئی ہے اور اس پر ایک ٹیلیفون رکھا ہوا ہے اور اس کی گھنٹی بول رہی ہے، میں آگے بڑھتا ہوں اور ٹیلیفون اُٹھا کر اپنے کان سے لگاتا ہوں تو آواز آتی ہے کہ میں تمہاری والدہ اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بول رہی ہوں، تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ دُرود شریف بھیجتے ہو لیکن تم نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُرود وسلام کی برکت سے کیوں محروم کیا ہوا ہے؟ تم خالی "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ" کیوں پڑھتے ہو؟ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ" کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ پورا دُرود شریف پڑھا کرو تا کہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُرود وسلام کے تابع ہو کر دُرود وسلام کی فضیلت سے مالا مال ہو سکیں اور ہم پر بھی اللہ کی رحمت اور اس کی سلامتی نازل ہو۔ وہ پائلٹ کہتے ہیں کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو مجھے اپنے اس عمل پر بڑی شرمندگی اور ندامت ہوئی، اور پھر میں نے توبہ کی اور اس کے بعد سے میں نے پورا دُرود شریف "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ" پڑھنے کا معمول بنالیا۔

میں نے دُرود شریف پورا کرلیا اور اہلِ بیت کو بھی دُرود وسلام میں شامل کرلیا، پھر میں ایک عرصہ تک اس طرح مکمل دُرود پڑھتا رہا، پھر ایک بار دوبارہ میں نے اس طرح ایک خواب دیکھا کہ میں مدینہ منورہ میں ہوں، اور جنت البقیع

besturdubooks.wordpress.com

میں جا رہا ہوں، درمیان میں ایک میز ہے جس پر ٹیلیفون رکھا ہوا ہے، اور گھنٹی بج رہی ہے، آگے بڑھ کر میں نے اس کو اُٹھایا اور کان سے لگایا تو اس طرح اماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز سنائی دی، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اب میں نے فون اس لئے کیا ہے تاکہ میں تمہارا شکریہ ادا کروں کہ تم نے ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُرود وسلام میں شامل کرلیا۔

میں نے آپ کو یہ واقعہ اس لئے سنایا کہ کہیں کثرت سے دُرود شریف پڑھنے کی وجہ سے کوئی دُرود شریف کو آدھا نہ کرلے، چھوٹا دُرود پڑھ لے لیکن مکمل پڑھے، نامکمل نہ پڑھے۔ اور "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّم" کامل اور مکمل دُرود شریف ہے، اس طرح دُرود شریف کی برکتیں ہمیں ان شاء اللہ ضرور حاصل ہوں گی، گھر میں برکت ہوگی، دکان کے اندر برکت ہوگی، مال میں اور جان میں بھی برکت ہوگی، اور آخرت کا جو ثوابِ عظیم ہے وہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوگا۔

سنتوں کو عمل میں لانے کا طریقہ

دوسری مقبول عبادت اتباعِ سنت ہے یہ عبادت بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہی مقبول ہے، اس کے لئے ایک نئی کتاب "علیکم بسنتی" ہے یہ احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کی ہوئی ہے، ایک اور کتاب ہے "پیارے نبی کی پیاری سنتیں" جو حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کی لکھی ہوئی ہے، یہ دو کتابچے اردو میں ہیں جو آسان ہیں

besturdubooks.wordpress.com

اور عام فہم ہیں، ان میں روزمرہ کی آسان انداز میں سنتیں لکھی ہوئی ہیں، رات کو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سب لوگوں کو جمع کرلیں، ان کتابوں میں سے دو تین سنتیں سب کے سامنے سبق کے طور پر پڑھ لیا کریں، اور سب لوگوں کو اس بات پر تیار کرلیں کہ جو سنتیں سنیں گے ان شاء اللہ اُن پر عمل کریں گے، اس طرح نہ کوئی زیادہ وقت لگے گا، نہ کوئی بڑی محنت خرچ ہوگی، نہ کوئی بڑا پیسہ خرچ ہوگا، اس طرح ہماری زندگیوں میں سنتیں آجائیں گی۔ اور سنتوں کے مطابق ہمارا کھانا ہوجائے گا، سنتوں کے مطابق ہمارا پہننا ہوجائے گا، سنت کے مطابق سونا ہوجائے گا، سنت کے مطابق اُٹھنا ہوجائے گا، سنت کے مطابق گھر میں آنا اور گھر سے باہر جانا ہوجائے گا۔ اس طرح روزمرہ کی زندگی سنت کے سانچے میں ڈھل جائے گی، اور سنت پر عمل کرنا دُرود شریف پڑھنے سے بھی زیادہ اہم عبادت ہے، اور سنت پر عمل کرنے والا بھی اللہ کے یہاں مقبول اور محبوب ہے۔

صورت اور سیرت کو سنت کے مطابق بنائیں

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک شعر سنایا کرتے تھے ۔

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کر آیا ہوں

ابھی تو ہماری صورت بھی سنت کے مطابق ہونی چاہئے اور ہماری سیرت بھی۔ صورت اور سیرت جب دونوں سنت کے مطابق ہوں گی اور زبان پر دُرود شریف ہوگا تو ان شاء اللہ تعالیٰ نجات ہی نجات ہے۔ دنیا میں بھی عافیت

besturdubooks.wordpress.com

حاصل ہوگی اور اخرت میں بھی۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

besturdubooks.wordpress.com

كفى بالموت واعظا

ترجمہ

وعظ و نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

تلاوتِ قرآن

کے

انعامات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی دامت برکاتہم العالیہ
نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب

مولانا محمد قاسم امیر صاحب ملتانی
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی
استاذ جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر

besturdubooks.wordpress.com

قرآن کریم تا قیامت محفوظ ہے۔

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ

مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ. (حم السجدة: ۴۲)

ترجمہ

"اس کتاب تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے، یہ اس ذات کی طرف سے اتاری جارہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، تمام تعریفیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔"

(حٰمٓ السجدة: ۴۲)

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا.

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

besturdubooks.wordpress.com

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ. (الانعام:۱۵۵)

ترجمہ

''اور یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے جو بڑی خیر و برکت والی ہے سو اس کا اتباع کرو، اور ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو۔'' (بیان القرآن)

محترم علمائے کرام، عزیز طلبہ اور معزز حاضرین!

دو عظیم نسبتیں

مجھے قرآن کریم کی اس عظیم درسگاہ (جامعہ امدادیہ چنیوٹ) میں حاضر ہوکر بڑی مسرت ہو رہی ہے، کیونکہ اس درسگاہ میں دو عظیم نسبتیں موجود ہیں۔ سب سے بڑی نسبت اس میں اللہ جل شانہٗ کے کلام، قرآن کریم کی تعلیم کی ہے جو سب سے عالی، بڑی اور سب سے اُونچی نسبت ہے۔ اور دوسری نسبت شیخ القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سب ان کا فیض اور صدقۂ جاریہ ہے۔

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ کا سلسلۂ امدادیہ اشرفیہ سے تعلق

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اکابر میں سے تھے اور وہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ اور

besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی اور حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجلِّ خلفاء میں سے تھے اور اس ناچیز نے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین خلفاء کی زیارت کی ہے۔ایک حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ، دوسرے حضرت مولانا مفتی خلیل احمد صاحبؒ جو گجرانوالہ میں مدرسہ اشرف العلوم کے مہتمم تھے اور تیسرے حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحبؒ جو سکھر میں رہتے تھے۔میں نے ان تینوں بزرگوں کو عجیب وغریب طبیعت کا مالک پایا۔

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ کا شغل بالقرآن

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو فنا فی القرآن تھے،ان کا اوڑھنا بچھونا قرآن شریف تھا۔وہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے شہر کے مدرسہ دارالعلوم نانک واڑہ میں رہا کرتے تھے اور رمضان شریف میں دارالعلوم نانک واڑہ کی چھوٹی مسجد میں مقررہ تراویح ختم ہو جانے کے بعد اپنی تراویح میں روزانہ دس پارے سناتے تھے اور ان کی تراویح سحری تک جاری رہتی تھی،اور وہ تراویح کے اندر قرآن شریف بڑے آرام آرام سے پڑھتے تھے۔اس طرح وہ سارے رمضان اکثر تین دن میں اور کبھی چار دن میں ایک قرآن شریف ختم فرماتے تھے۔اس طرح ان کا سارا رمضان شب بیداری میں گزرتا تھا،اور کراچی کے علاوہ دوسرے شہروں سے بھی لوگ حضرت قاری صاحبؒ کے پیچھے تین دن میں قرآن شریف سننے کے لئے آیا کرتے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

اخیر عمر میں حضرت قاری صاحبؒ پاکستان سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے اور حضرت پر فالج کا حملہ بھی ہوا تھا جس کی وجہ سے حضرت مسجد نبوی میں لیٹے رہتے تھے اور وہاں بھی کوئی نہ کوئی حافظ حضرت کو قرآن شریف سناتا رہتا تھا۔ فالج کی وجہ سے حضرت بول نہیں سکتے تھے لیکن سنانے والا جب قرآن شریف میں کہیں غلطی کرتا تو کسی نہ کسی طریقے سے آپ اس کو متنبہ کر دیا کرتے تھے تاکہ اس کو یہ معلوم ہو کہ وہ غلط پڑھ رہا ہے، اور پھر وہ دہرا کر صحیح کر لیا کرتا تھا۔

حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحبؒ کا حضرت قاری صاحبؒ سے تعلق

احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکھر سے کراچی اپنے شیخ و مرشد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رمضان گزارنے کے لئے آیا کرتے تھے اور جامعہ دارالعلوم کراچی کورنگی میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ دن کو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے اور رات کو دارالعلوم نانک واڑہ جا کر حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ کے پیچھے تراویح کے اندر ساری رات قرآن شریف سنتے تھے، اور رات کو تراویح میں قرآن شریف سنانے کے بعد دن میں بھی حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ قرآن شریف پڑھنے اور سننے میں مشغول رہتے تھے۔ ان کو میں نے بچپن میں بھی اسی حالت میں دیکھا، اور اخیر عمر میں بھی اسی حالت میں پایا۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ کا مقام ولایت

ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ عبادت کے اندر اس قدر محنت اور مشقت برداشت کرتے ہیں کہ ایسی محنتیں اور مشقتیں تو پچھلے زمانے کے اولیاء اللہ کیا کرتے تھے۔ یہ اصل میں پرانے زمانے کے لوگوں میں سے ہیں، اللہ پاک نے ہمیں دکھانے کے لئے ہمارے زمانے میں ان کو پیدا فرمایا ہے۔

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ کا مدفن

حضرت قاری صاحبؒ ساری عمر قرآن شریف پڑھتے اور پڑھاتے دنیا سے چلے گئے۔ اللہ جل شانہ نے اس کا ان کو یہ صلہ عطا فرمایا کہ آج وہ جنت البقیع کے اس احاطہ کے قریب مدفون ہیں جہاں سات قاریوں میں سے ایک مشہور قاری حضرت امام نافع رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں۔ حضرت امام نافع رحمۃ اللہ علیہ وہ قاری ہیں کہ جب وہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے تو جتنی دور تک ان کی تلاوت کی آواز جاتی تھی وہاں تک خوشبو مہک جاتی تھی۔

رمضانی حافظ کے لئے لمحہ فکریہ!

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ نے اپنے اس قرآن کریم کے دائمی شغف کے ذریعے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ قرآن کریم صرف رمضان شریف ہی کے لئے خاص نہیں، بلکہ ساری عمر، سارے سال اور ہر دن ہر روز کے لئے عام ہے۔ اب حافظ تو ہزاروں میں اور الحمد للہ ہر سال تیار ہوتے ہیں، لیکن اکثر ان

besturdubooks.wordpress.com

میں رمضانی حافظ کہلاتے ہیں۔ رمضانی حافظ انہیں کہتے ہیں جو صرف رمضان شریف میں یا اس سے ایک ڈیڑھ مہینہ پہلے قرآن شریف کھولتے ہیں اور پھر رمضان شریف کے بعد جو بند کرتے ہیں تو پھر اگلے رمضان میں کھولتے ہیں۔ وہ سال کے بیچ قرآن کریم کو کھول کر نہیں دیکھتے اور زبانی بھی نہیں پڑھتے۔ نتیجہ یہ کہ ان کا قرآن شریف کچا پکا ہوتا ہے۔ بس رمضان شریف میں تین تین، چار چار اور پانچ پانچ مرتبہ دہرا کر جیسے تیسے وہ تراویح میں قرآنِ کریم سنا دیتے ہیں، اور نام کر دیتے ہیں کہ بھئی! ہم نے قرآن شریف سنا دیا۔

یاد رکھیں! معاذ اللہ قرآن کریم ایسی اونیٰ قسم کی نعمت نہیں کہ جس کے ساتھ یہ بدسلوکی کی جائے، یہ تو بہت بڑی دولت اور بہت بڑی نعمت ہے۔ دنیا میں ایمان کے بعد قرآن کریم سے بڑی کوئی نعمت نہیں، کیونکہ یہ خود اللہ تعالیٰ کا اپنا کلام ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بڑھ کر ہے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح یہ ان کا کلام بھی تمام کلاموں کا سردار ہے، اس سے بڑھ کر کسی کا کلام نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرَ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ. (مشکوٰۃ: ص ۱۸۶)

ترجمہ

''اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو باقی تمام کلاموں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت حاصل

besturdubooks.wordpress.com

ہے۔"

لہٰذا کلامِ الٰہی سے بڑھ کر دنیا کا کوئی کلام نہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات لازوال ہے، کوئی اللہ تعالیٰ کی ذات کو مٹا نہیں سکتا، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا کلام بھی لازوال ہے کوئی اسے مٹا نہیں سکتا، اس کو مٹانے والا خود تو مٹ سکتا ہے لیکن یہ کلام نہیں مٹ سکتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ. (حٰم السجدة ۴۲)

ترجمہ

"باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ حکمتوں اور خوبیوں والی ذات کی جانب سے نازل کیا ہوا کلام ہے۔"

دشمنانِ اسلام نے اپنے اپنے زمانے میں اس کو مٹانے کی پوری پوری کوشش کرلی ہے لیکن وہ خود مٹ گئے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں مٹا۔

حفاظتِ قرآن کا ایک عجیب واقعہ

ایک عجیب واقعہ یاد آیا۔ ہندوستان میں جب انگریز آیا تو اس نے یہ سوچا کہ جس طرح توریت اور انجیل اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں اور ان میں تحریف ہوچکی ہے، مسلمانوں کا قرآنِ کریم بھی اصلی حالت میں نہیں رہنا چاہئے،

besturdubooks.wordpress.com

اور اس میں بھی تحریف ہونی چاہئے اور کسی طرح اس کو بھی مٹا دینا چاہئے، اس کام کے لئے اس نے باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کی، اور بڑی بڑی جماعتیں تیار کیں، اور ہر جماعت کا ایک افسر مقرر کیا۔ ہندوستان میں شہر شہر، گاؤں گاؤں ان جماعتوں کو روانہ کیا، ان کی ذمہ داری یہ لگائی کہ تم ہر دیہات، ہر گاؤں، ہر بستی اور ہر شہر میں جا کر ہر مسجد، ہر مدرسے، ہر محلے اور ہر گھر سے قرآن شریف کے نسخے نکال لو، ایک نسخہ بھی کہیں نہ رہنے پائے۔ اچھی طرح چھاپہ مارو، اچھی طرح سے چھانٹی کرو، اور کسی طریقے سے کوئی قرآن شریف باقی نہ رہنے دو۔ انگریزوں کی بہت بڑی حکومت تھی اور لوگوں میں اس کا بڑا خوف و ہراس تھا، کیونکہ اس نے بڑا ظلم وستم ڈھایا تھا، اس لئے جہاں کہیں بھی کوئی انگریز آجاتا تھا لوگ کانپ جاتے تھے۔ اس طرح سے یہ عیسائی مشنریاں پورے ملک میں پھیل گئیں جن کا مقصد یہ تھا کہ جب قرآن شریف کے سارے نسخے ان کے قبضے میں آجائیں گے اور ہندوستان میں کسی کے پاس بھی قرآن شریف کا ایک نسخہ بھی نہیں بچے گا تو کچھ دن بعد مسلمان قرآن شریف بھول جائیں گے اور پھر اس کے بعد جب وہ قرآن شریف لکھیں گے تو وہ من وعن، بے کم وکاست اصلی قرآن شریف نہیں لکھ سکیں گے۔ اس طرح یہ قرآن شریف دنیا سے مٹ جائے گا اور یہ اصلی حالت میں قائم نہیں رہ سکے گا اور جس طرح توریت وانجیل اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں، ان کا حرف حرف بدل گیا، سطر سطر میں تحریف ہوگئی اور تبدیل وتحریف شدہ توریت اور انجیل کو ماننے والے دنیا میں تباہ اور برباد ہو گئے۔ اسی طرح مسلمان بھی تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

besturdubooks.wordpress.com

اس سلسلے میں ان کا ایک افسر اپنی ایک جماعت کو لے کر ایک گاؤں میں گیا جہاں مدرسہ کے اندر ایک قاری صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور تیس چالیس بچے ان کے سامنے قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ وہ افسر قاری صاحب کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ جناب! آپ کے پاس جتنے بھی قرآن شریف کے نسخے ہیں وہ میرے حوالے کردیں۔ اس استاذ نے کہا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، میں ابھی آپ کو سارے قرآن شریف کے نسخے دے دیتا ہوں، لیکن مجھے آپ یہ بتایئے کہ قرآن شریف لینے کا مقصد کیا ہے؟ اور کس نے یہ اسکیم بنائی ہے؟ اور کیوں بنائی ہے؟ اس افسر نے کہا کہ یہ اسکیم اس لئے بنائی گئی ہے تاکہ کسی طریقے سے مسلمانوں کے اندر سے اس کو مٹادیا جائے اور ختم کردیا جائے تو قاری صاحب نے کہا کہ جس شخص نے یہ اسکیم بنائی ہے وہ انتہائی احمق آدمی ہے، کیونکہ اس پر پیسہ بھی بہت زیادہ خرچ ہوگا، وقت بھی بہت خرچ ہوگا، محنت بھی بہت کرنی پڑے گی اور مقصد میں ایک صفر بھی کامیابی نہیں ہوگی۔

دل میں محفوظ کتاب کیسے مٹ سکتی ہے؟

ان قاری صاحب کی یہ بات سُن کر وہ انگریز ہکا بکا رہ گیا اور کہا کہ قاری صاحب! آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہمارے بڑے بڑے ہوشیار، عقلمند، عالی دماغ اور دانا لوگوں نے سر جوڑ کر یہ اسکیم بنائی ہے، آپ کہہ رہے ہیں کہ اس میں کامیابی ہو ہی نہیں سکتی، یہ آپ کیسے کہہ رہے ہیں، قاری صاحب نے کہا کہ میں آپ کو ابھی اس کا مشاہدہ کروادیتا ہوں، ابھی آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ جو میں

besturdubooks.wordpress.com

آپ کو کہہ رہا ہوں وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور انہوں نے ایک قرآن شریف اس انگریز کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ یہ چالیس بچے آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ قرآن شریف میں کہیں سے بھی کوئی آیت پڑھئے اور کسی بھی بچے کو اشارہ کیجئے، وہ فرفر آپ کو چار رکوع سنا دے گا، ان شاء اللہ۔ تو انگریز نے قرآن شریف کھولا اور کسی نہ کسی طریقہ سے ایک آیت جیسے تیسے پڑھی اور ایک بچے سے کہا کہ آپ آگے پڑھئے۔ اس بچے نے اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر آدھا پارہ سنا دیا، نہ کہیں اٹکا، نہ کہیں متشابہ لگا، نہ زیر زبر کی کوئی غلطی ہوئی، اور وہ بچہ فرفر پڑھتا چلا گیا۔ انگریز نے اس بچہ کو کہا کہ بس بس، پھر اس نے کسی دوسرے بچے کی طرف اشارہ کیا اور کسی اور جگہ سے اس سے دریافت کیا، اس نے بھی ایک پارہ پڑھ کر سنا دیا۔ اس طرح چالیس بچوں میں سے دس پندرہ بچوں سے اس نے اس طرح امتحان لیا اور قرآن شریف کے شروع سے بھی، درمیان سے بھی، آگے سے بھی پیچھے سے بھی بچوں سے سنا اور جس بچے سے سنا، ہر بچہ نے ایسا پکا سنایا کہ وہ انگریز دنگ رہ گیا اور جو کچھ قاری صاحب نے کہا تھا اس کا سچا ہونا اس کے دل میں اتر گیا۔ اس نے کہا کہ قاری صاحب جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ بالکل صحیح ہے، اور واقعی جس نے بھی یہ اسکیم بنائی ہے وہ احمق و ناداں ہے۔ یہ کتاب صرف دو گتوں ہی کے درمیان محفوظ نہیں ہے، بلکہ در حقیقت یہ سینوں کے اندر محفوظ ہے۔

یہ کتاب ہم لے تو سکتے ہیں، اس کے کاغذ ہم پھاڑ سکتے ہیں اور اس کو جلا سکتے ہیں، لیکن سینوں سے اس کو کس طرح مٹائیں گے۔ جب اتنے چھوٹے چھوٹے چالیس بچوں کے سینوں کے اندر اتنی موٹی کتاب محفوظ ہے تو ہمارے ان

besturdubooks.wordpress.com

نسخوں کے لینے سے کیا ہوگا؟ وہی ہوگا جو آپ کہہ رہے ہیں کہ محنت بھی ہوگی، وقت بھی خرچ ہوگا اور پیسے بھی لگیں گے لیکن قرآن شریف تو ویسے کا ویسا ہی رہے گا۔ توریت اور انجیل اس طریقہ سے کسی کے سینے میں محفوظ نہیں تھیں اس لئے ان میں تحریف ہوگئی۔ یہ کلام تو اللہ پاک نے بچوں کے دلوں میں محفوظ کیا ہوا ہے، چنانچہ اس نے یہیں بیٹھ کر اپنے افسر اعلیٰ کو اپنا مشاہدہ لکھا اور اس میں مزید لکھا کہ سرکار کا اس اسکیم کو تیار کرنا، اس پر پیسہ خرچ کرنا اور اس پر محنت کرنا بالکل فضول اور بے کار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب صرف کاغذ میں محفوظ نہیں، بلکہ سینوں کے اندر محفوظ ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حفاظتِ قرآن کے لئے اللہ جل جلالہٗ نے سینوں کو منتخب فرمایا ہے، باقی آسمانی کتابیں یکبارگی نازل ہوئیں، قرآنِ کریم تھوڑا تھوڑا نازل ہوا، وہ تختیوں کی شکل میں نازل ہوئیں اور قرآنِ کریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ (البقرۃ۔ ۹۷)

ترجمہ

''پس: بلاشبہ اس (جبرئیل) نے اللہ کے حکم سے یہ (قرآن) آپ کے دل پر اُتارا ہے۔''

غرض اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے واسطے سے قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر نازل فرمایا، اس کے بعد

besturdubooks.wordpress.com

سے آج تک یہ قرآنِ کریم سینہ بسینہ محفوظ ہوتا چلا آیا ہے، اور تا قیامت ان شاء اللہ اسی طرح محفوظ رہے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات ابدی اور سرمدی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ابدی اور سرمدی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور جب یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا تو بس یہ قرآن کریم صرف رمضان شریف کے لئے نہیں ہے بلکہ ساری عمر کے لئے ہے۔

قرآنِ کریم کے ساتھ ہمارا نار وا سلوک

قرآنِ کریم کے الفاظ کا پڑھنا بھی باعث عبادت ہے، اس کا دیکھنا بھی باعث عبادت ہے، اس کا آنکھوں سے لگانا بھی باعث عبادت ہے، اس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا بھی باعثِ عبادت ہے، غرض! کسی بھی نسبت اور کسی بھی حوالے سے قرآنِ کریم کے ساتھ تعلق ہونا باعثِ برکت اور باعثِ نجات ہے۔

آج ہم جس عظیم درسگاہ میں بیٹھے ہیں اور جو نسبتیں اس کو حاصل ہیں، اس سے ہمیں سبق لینے کی ضرورت ہے کہ ہم میں سے جو قرآن شریف ناظرہ پڑھا ہوا نہیں، وہ ناظرہ قرآن پڑھے اور جو حفظ کر سکتا ہے وہ حفظ کر لے، لیکن اپنے دل میں اس بات کا پکا ارادہ کرے کہ میں ان شاء اللہ قرآن شریف روزانہ پڑھوں گا، آج کل قرآن شریف ہماری مسجدوں کے اندر الماری میں بند ہو کر رہ

besturdubooks.wordpress.com

گیا ہے اور مدرسوں کے اندر پڑھنے پڑھانے تک محدود رہ گیا ہے۔ قرآن شریف بہت عرصے سے ہمارے عمل سے نکل چکا ہے اور سمجھ کر پڑھنا بھی ختم ہو گیا ہے اور اللہ بچائے جب سے گھر گھر ٹی وی کی لعنت آئی ہے، قرآن شریف ہمارے گھروں سے بھی نکل گیا ہے، اسی وجہ سے ہمارے گھروں کے اندر برکت نہیں ہے، راحت نہیں ہے، سکون نہیں ہے اور آرام نہیں ہے، بلکہ ہمارے گھروں کے اندر بے چینی ہے، بے سکونی ہے، بے قراری ہے اور پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں، کیونکہ کلام پاک کو ہم اپنے گھر سے نکال چکے ہیں۔

روزانہ تلاوت کرنے کے فائدے

پہلے مسلمانوں کا عام معمول ہوتا تھا کہ صبح سویرے اُٹھتے ہی مسلمان مرد وعورت اور ان کے بچے روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے، جب تک قرآن شریف کی تلاوت نہ کر لیتے، ناشتہ نہ کرتے، کھیتی باڑی نہیں کرتے، ملازمت نہ کرتے، تجارت نہ کرتے، پہلا کام مسلمان کا فجر کی نماز پڑھنا اور فجر کی نماز پڑھنے کے بعد دوسرا کام قرآن شریف کی تلاوت کرنا تھا۔ اس عمل کی وجہ سے ہمارے گھروں میں برکت ہوتی تھی، اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا تھا، کلام پاک کی برکتیں ظاہر ہوتی تھیں اور ہر چیز میں سہولت اور آسانی ہوتی تھی۔ کلامِ پاک کی برکت سے تو شیاطین بھاگتے ہیں، نظریں اترتی ہیں اور جادو کٹتا ہے۔ حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

اِقْرَأُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَّتَرْكَهَا حَسْرَةٌ

besturdubooks.wordpress.com

وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ. (مشکوۃ: ص ۱۸۴)

ترجمہ

''سورہ بقرہ کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ اس سورہ کو لینا برکت اور اس کو چھوڑنا باعثِ حسرت ہے، باطل پرست لوگ اس کے سامنے بے بس ہوجاتے ہیں۔''

خلاصہ یہ ہے کہ آخر وہ کونسی خرابی ہے جو اس سے دور نہیں ہوتی! جس گھر میں کلامِ پاک نہیں پڑھا جائے گا تو پھر وہاں جادو، آسیب اور نظریں اپنا رنگ دکھائیں گی، اس کے نتیجے میں گھر میں بے چینی، بے قراری، پریشانی، نااتفاقی اور مصیبتیں ہی مصیبتیں ہوں گی، اور روزی میں برکت نہیں ہوگی۔

گھر کی حفاظت کا نایاب نسخہ

آیت الکرسی قرآن کریم کی سب سے بڑی آیت ہے، اس کے بارے میں ایک حدیث شریف میں ہے کہ جس رات آیت الکرسی گھر میں پڑھ دی جائے، اس رات اس گھر کے اندر نہ کوئی ڈاکو آسکتا ہے، نہ کوئی جادو کرسکتا ہے اور نہ کوئی شیطان گھر کے اندر داخل ہوسکتا ہے اور اس کے پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس گھر کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔ اب دیکھئے! اگر ہم آیت الکرسی پڑھ کر سوئیں گے تو ہمیں یہ حفاظت اور برکت حاصل ہوگی! اور خدانخواستہ ٹی وی دیکھتے ہوئے سوئیں گے اور شیاطین کو اپنے گھر میں جمع کریں گے تو پھر جادو بھی ہوگا،

besturdubooks.wordpress.com

آسیب بھی ہوگا، لڑائی جھگڑا بھی ہوگا، نااتفاقی بھی ہوگی اور بے برکتی بھی ہوگی۔

شیطان کے تصرف کا اصلی سبب

آپ کو شیطان کا عجیب واقعہ سناتا ہوں، حدیث شریف میں یہ واقعہ آیا ہے کہ جب کوئی آدمی عشاء کے بعد اپنے گھر جاتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان بھی جاتا ہے، اب اگر وہ گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان باہر کھڑا رہ جاتا ہے، پھر اندر جا کر وہ کھانے پر بھی بسم اللہ پڑھ لیتا ہے تو پھر شیطان وہاں سے بالکل مایوس ہو جاتا ہے، اور مایوس ہو کر دوسرے شیطانوں سے کہتا ہے کہ میں اس گھر میں اس لئے آیا تھا کہ مجھے یہاں رات گزارنے کی جگہ بھی مل جائے گی اور کھانا بھی مل جائے گا، لیکن افسوس نہ مجھے اس گھر میں کھانے کا موقع ملا نہ گھر میں رات گزارنے کا موقع ملا، اب کہیں اور دیکھتا ہوں کہ شاید کوئی اور ایسی جگہ مل جائے۔

اس کے برعکس جو آدمی گھر کے اندر رات کو داخل ہوتے ہوئے (اللہ بچائے) اللہ کا نام نہیں لیتا یا گھر میں داخل ہونے کی جو دعا ہے وہ نہیں پڑھتا تو کھانے میں بھی شیطان شریک ہو جاتا ہے اور کھانے سے فارغ ہو کر وہ دوسرے شیطانوں سے کہتا ہے کہ بھئی! اب میری فکر نہ کرنا، مجھے تو رات گزارنے کے لئے بھی گھر مل گیا، اور کھانا کھانے کے لئے بھی موقع مل گیا، تم اپنی فکر کرو، تمہیں کوئی گھر ملتا ہے یا نہیں ملتا، مجھے تو ڈیرہ مل گیا ہے، اب میں رات یہیں آرام سے گزاروں گا۔

besturdubooks.wordpress.com

آپ نے دیکھا کہ اللہ کا نام نہ لینے سے شیطان گھر میں بھی آیا، دوسرے کھانے میں بھی شریک ہوا، اور شیطان کا آنا باعثِ نحوست اور باعثِ لعنت ہے۔ وہ جس گھر میں ہوگا وہاں بے برکتی ہوگی، لڑائی جھگڑے ہی ہوں گے، اور طرح طرح کے گناہوں کا ارتکاب ہوگا، اس طرح وہاں سوائے بگاڑ کے اور کچھ نہ ہوگا۔

ایک موٹے اور ایک کمزور شیطان کا واقعہ

آپ کو اس واقعہ سے بھی ایک عجیب واقعہ سناتا ہوں جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ "ایک مرتبہ دو شیطانوں کی آپس میں ملاقات ہوئی، ان میں ایک شیطان تو اتنا موٹا تازہ تھا کہ بالکل ہاتھی بنا ہوا، اور دوسرا اتنا دُبلا پتلا کہ سوکھ کر کانٹا تھا۔ اس موٹے شیطان نے پتلے شیطان سے پوچھا کہ کمبخت! تو اتنا کمزور اور مریل کیوں ہورہا ہے؟ اس نے کہا کہ میری ڈیوٹی ایک ایسے مسلمان پر لگی ہوئی ہے کہ اس کی زبان پر ہر دم اللہ کا نام رہتا ہے، جب وہ کھانا کھاتا ہے تو اللہ کا نام لیتا ہے، جب پانی پیتا ہے تو اللہ کا نام لیتا ہے، جب چائے پیتا ہے تو اللہ کا نام لیتا ہے، بوتل پیتا ہے تو اللہ کا نام لیتا ہے، اور پھل کھاتا ہے تو اللہ کا نام لیتا ہے، اس طرح جب وہ سارے کھانے کی چیزوں پر اللہ کا نام لے لیتا ہے تو جس چیز کو وہ اللہ کا نام لے کر کھاتا ہے، اس چیز میں میرا کوئی حصہ نہیں رہتا، میں ان چیزوں کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ نتیجہ یہ کہ میں دن رات بھوکا رہتا ہوں تو بھوکا مر مر کے ایسا نہیں ہوں گا تو کیسا ہوں گا! ظاہر ہے کہ جب کھاؤں گا نہیں تو مجھے کمزور تو ہونا ہی

besturdubooks.wordpress.com

ہے، اور کہیں جا نہیں سکتا، کیونکہ میری ڈیوٹی اس کے ساتھ ہے، نتیجہ یہ ہے کہ وہ اللہ کا نام لے لے کر مجھے کھانے سے محروم کرتا رہتا ہے۔ اس کے بعد اس موٹے شیطان نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا کہ میری ڈیوٹی تو ایک ایسے بندے کے ساتھ ہے جو اللہ کا نام ہی نہیں جانتا! وہ بغیر اللہ کا نام لئے کھانا کھاتا ہے، بغیر اللہ کا نام لئے پانی پیتا ہے تو جب وہ کھانا کھاتا ہے تو میں بھی اس کے ساتھ ڈٹ کے کھانا کھاتا ہوں اور مجھے خوب کھانے کو مل رہا ہے، اس لئے میں کھا کر خوب موٹا ہو رہا ہوں۔"

قرآن کریم کی تلاوت کا پہلا طریقہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ کے سنانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس واقعہ سے عبرت لیں! ہر کام سے پہلے اللہ کا نام لینے کی عادت ڈالیں اور اسی طرح روزانہ صبح سویرے اپنے گھر میں اللہ کا کلام پڑھنے کی عادت ڈالیں، جو حافظِ قرآن ہیں وہ بھی صبح تلاوت کا معمول بنائیں اور جو ناظرہ خواں ہیں وہ بھی صبح و شام اللہ کا کلام پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ تلاوت کے دو تین طریقے ہیں، ایک تو یہ کہ روزانہ الم سے پڑھنا شروع کریں اور ایک پارہ یا آدھا پارہ یا کم از کم ایک پاؤ روزانہ پڑھیں۔ اس طرح پڑھتے پڑھتے کبھی نہ کبھی قرآن شریف ختم ہونا چاہئے۔ اگر ایک پارہ روزانہ پڑھیں گے تو ایک مہینہ میں ختم ہوگا، آدھا پڑھیں گے تو دو مہینہ میں ختم ہوگا، ایک پاؤ پڑھیں گے تو چار مہینے میں ختم ہو جائے گا۔

ختمِ قرآن کا صحیح طریقہ

جب قرآن شریف ختم ہونے لگے تو دو کام کریں ایک تو یہ کہ جیسے ہی اس

besturdubooks.wordpress.com

مجلس میں قرآن شریف ختم ہو فوراً ہی اسی مجلس میں الـــــم سے دوبارہ شروع کر دیں۔ حدیث شریف میں اسی طرح قرآن شریف کے ختم کرنے کی تلقین آئی ہے اور یہ ہی سنت طریقہ ہے۔

اس طریقہ میں ایک راز کی بات یہ ہے کہ قرآن شریف ختم کرنے کی چیز نہیں، خود اپنی ذات کو قرآن شریف کی تلاوت میں اور اس پر عمل کرنے میں ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے قرآن شریف ختم کرنے کی چیز نہیں، قرآن شریف ایسی چیز ہے جس میں اپنے آپ کو ختم کیا جائے۔ اس لئے قرآن شریف کبھی بھی ختم نہیں ہوتا۔ ادھر والناس پر ختم ہوتا ہے تو اُدھر الم سے دوبارہ شروع ہو جاتا ہے اور اسی طرح تراویح میں بھی ہوتا ہے۔

دُعا کرنے کا نادر موقع

دوسرا کام یہ ہے کہ قرآن شریف کے ختم پر دعا کرنی چاہئے، اس لئے کہ قرآن شریف کے ختم پر دعا قبول ہوتی ہے اور یہ دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔ اسی لئے ہمارے مدارس میں یہ اہتمام ہے کہ جب بچوں کا قرآن شریف ختم ہوتا ہے تو آخر میں ختم پر سب مل کر دعائیں کرتے ہیں۔ یہ طریقہ سلف صالحین سے ثابت ہے۔ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی طریقہ یہی تھا کہ وہ جب قرآن شریف ختم کرتے تھے تو اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا فرماتے تھے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی معمول تھا کہ مسجد نبوی میں ایک صاحب روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے تو حضرت ابن عباس

besturdubooks.wordpress.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کی ذمہ داری لگا رکھی تھی کہ تم دیکھتے رہا کرو کہ اس کا قرآن شریف کب ختم ہوتا ہے؟ جب ختم ہونے لگے مجھے اطلاع دے دینا تاکہ میں اس کے ختم میں شریک ہو جاؤں، جب وہ ختم کرتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شریک ہوتے اور پھر ختم پر دعا فرماتے تھے۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی، کوئی وظیفہ بتا دو، اور کوئی تسبیح بتا دو، تو سلفِ صالحین کا یہ طریقہ ہمارے پاس موجود ہے کہ جب قرآن شریف ختم ہو سب مل کر دعا کر لیا کریں، اور اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگا کریں۔ اس طرح ان شاء اللہ ہماری دعائیں قبول ہوں گی۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جس مجلس میں قرآن شریف ختم ہوتا ہے تو اگر رات کو ختم ہوا تو صبح تک اور صبح ختم ہوا تو شام تک ستر ہزار فرشتے وہاں پر رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اندازہ کرو! اس لئے ختم کا موقع بڑا اہم اور قیمتی ہے، تو ایک طریقہ تو یہ ہو گیا کہ روزانہ کچھ نہ کچھ قرآن شریف ترتیب سے پڑھا کریں۔

قرآن کریم کی تلاوت کا دوسرا طریقہ

قرآن کریم کی تلاوت کا دوسرا طریقہ یہ کہ کچھ سورتیں جو مشہور و معروف ہیں وہ ہمارے معمول میں دائماً رہنی چاہئیں۔ مثلاً یٰسٓ شریف جو بہت سے مسلمان مرد و عورت پڑھتے ہیں، لیکن اکثر مسلمان نہیں پڑھتے، حالاں کہ یہ سورت ایسی ہے کہ یہ روزانہ ہر مسلمان مرد و عورت کو صبح و شام پڑھنی چاہئے۔ اگر دو وقت نہ

besturdubooks.wordpress.com

پڑھے تو کم از کم ایک وقت ضرور پڑھ لے، اس لئے کہ اس کے اتنے فضائل ہیں کہ صرف اگر وہ فضائل ہی بیان کئے جائیں تو اس کے لئے گھنٹوں چاہئیں۔

یٰسٓ شریف پڑھنے کے فائدے

اس کی ایک مشہور و معروف فضیلت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''ہر چیز کا ایک دل ہے، اور قرآنِ کریم کا دل سورہ یٰسٓ ہے، اور جو شخص ایک مرتبہ یٰسٓ شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس کے پڑھنے کے بدلے دس مرتبہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔''
>
> (ترمذی)

اب دیکھو! دس قرآن شریف ہم میں سے کون پڑھ سکتا ہے؟ کوئی بھی ہم میں سے ایک دن میں نہیں پڑھ سکتا، دس دن میں بھی نہیں پڑھ سکتا، لیکن یٰسٓ شریف ہم میں سے ہر آدمی روزانہ پڑھ سکتا ہے۔ یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔

یٰسٓ شریف کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یٰسٓ شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ یٰسٓ شریف پڑھنے والے کے اہم کام اپنے ذمہ لے لیتے ہیں (درمنثور)۔ اور اس کے وہ اہم کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے ہوں گے۔ اب ہر آدمی سوچتا ہے کہ میرا یہ اہم کام ہو جائے۔ میرا وہ اہم کام ہو جائے، اور یہ ضروری کام کسی طریقہ سے ہو جائے۔ ہر آدمی کے روزانہ ذہن میں کچھ نہ کچھ کام ہوتے

besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔اور آدمی اپنی سی کوشش بھی کرتا ہے، لیکن اکثر ناکام ہوتا ہے، تو بھئی! ناکامی کے بجائے کامیابی کا راستہ موجود ہے، اسے کیوں نہیں اختیار کرتے! آپ یٰسٓ شریف پڑھنے کا معمول بنائیں، جب اس کا دائمی معمول بن جائے گا تو یٰسٓ شریف پڑھنے کی برکت ظاہر ہوگی۔اور آپ کو خود محسوس ہوگا کہ آپ کے مشکل کام آسانی سے ہونے لگیں گے! ان شاء اللہ تعالیٰ اور واضح نظر آئے گا کہ ہماری منجانب اللہ مدد ہورہی ہے۔

احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اگر کھانا کم پڑرہا ہو، اور اس پر یٰسٓ شریف پڑھ دی جائے تو کھانا پورا ہوجائے، پانی کم پڑرہا ہو تو اس میں دم کردو تو پورا ہوجائے، بیمار کے پاس پڑھ دو تو جناب! بیمار صحت یاب ہوجائے، کسی مرنے والے کے پاس پڑھ دو تو اس کی روح آسانی سے نکل جائے، کوئی بھٹکا ہوا آدمی پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو راستہ عطا فرمادیں، اور کوئی غیر شادی شدہ مرد و عورت اس کو پڑھنے لگے تو اللہ تعالیٰ اس کی شادی کا انتظام فرمادیں (شعب الایمان للبیهقی)۔ یہ سب یٰسٓ شریف کی برکتیں ہیں۔

سورۃ المُلک پڑھنے کا فائدہ

سورۃ المُلک اُنتیسویں پارہ کی پہلی سورۃ ہے۔الحمد للہ بعض مسلمان مرد و عورت کا سونے سے پہلے اس سورۃ کو پڑھنے کا معمول ہے۔لیکن اکثر مسلمان مرد و عورت اس کو نہیں پڑھتے۔قبر کا عذاب برحق ہے، اللہ تعالیٰ اس سورۃ کو معمول بنا کر پڑھنے کی برکت سے آدمی کو قبر کے عذاب سے بچا لیتے ہیں۔اب مرنا تو سب

besturdubooks.wordpress.com

ہی کو ہے، جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ خاصیت بتائی ہے کہ یہ مُنجیہ ہے یعنی قبر کے عذاب سے نجات دینے والی ہے (ترمذی)

غرض! جس طرح گناہوں کو چھوڑنا چاہئے اور ان سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ گناہوں سے بچنا بھی قبر کے عذاب سے بچانے والا عمل ہے۔ اسی طرح سورۃ المُلك بھی روزانہ پڑھنی چاہئے۔ چاہے اُسے مغرب کے بعد پڑھ لیں یا عشاء کے فوراً بعد پڑھ لیں، ورنہ سونے سے پہلے پڑھ لیں۔

سورۃ الاخلاص پڑھنے کے فائدے

قرآن کریم کی ایک چھوٹی سورۃ سورۂ اخلاص ہے، یہ سورۃ الفاظ کے اعتبار سے تو چھوٹی ہے لیکن اپنے مضمون کے اعتبار سے بہت عالی ہے۔ اس لئے اس کی فضیلت بہت بڑی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ:

> ''جو آدمی دس مرتبہ قُل هو الله پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیتے ہیں۔ اور جو بیس مرتبہ پڑھتا ہے تو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ دو محل جنت میں بناتے ہیں، اور جو آدمی تیس مرتبہ پڑھتا ہے اُس کے لئے تین محل جنت میں بناتے ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سُن کر عرض کیا کہ:
>
> إذَ النُكثِرَنَّ قُصُوْرَنَا (تب تو ہم جنت میں بہت سے محل بنا لیں گے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَللّٰـه

besturdubooks.wordpress.com

اوسع من ذلک (اللہ کے خزانے اس سے بھی زیادہ وسیع ہیں)۔ (مشکوۃ: ص ۱۹۰)

اب بتاؤ! جنت کے اندر محل کس کو نہیں چاہئے! دنیا کی ایک کوٹھی اور بنگلہ بنانے کے لئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، اور کیسی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں، اور اس کے بعد پھر بھی کسی کو رہنا نصیب ہوتا ہے، اور کسی کو نہیں ہوتا! لیکن دس مرتبہ قُل ھو اللہ پڑھ کر جنت میں محل بنوا لینا سب کے لئے آسان ہے۔ اور مر کر تو سب ہی کو جانا ہے، اور جو ہمارے باپ دادا جا چکے ہیں وہ تو بے چارے محتاج ہی ہیں۔ لہٰذا ان کو بھی دس دس مرتبہ قُل ھو اللہ پڑھ کر بخشیں تا کہ ان کے بھی جنت میں محل بنیں اور ہمارے لئے بھی جنت میں محل تیار ہوتے رہیں۔ اب دس مرتبہ قُل ھو اللہ پڑھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے، اگر ہر نماز کے بعد بھی ہم اس کو دس مرتبہ پڑھیں گے تو روزانہ ہمارے پانچ محل تیار ہو سکتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ: "تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنے سے ایک قرآن شریف کا ثواب ملتا ہے۔" تو بارہ مرتبہ پڑھیں گے تو چار قرآن شریف کا ثواب مل جائے گا۔ اور فجر کی نماز کے بعد اگر کوئی بارہ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھ کر اپنے والدین کو بخش دے تو ایسا ہے کہ جیسے اس نے چار قرآن شریف کا ثواب بخش دیا، تو یہ قُل ھو اللہ ہے، تو چھوٹی سی سورت مگر فضیلت اس کی بہت بڑی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

"جو آدمی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنے کا معمول بنالے گا اس کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جنت کے جس

besturdubooks.wordpress.com

دروازے سے چاہے اندر چلا جا۔" (مسند ابی یعلی)

اندازہ کرو! یہ سورت ایسی ہے کہ مسلمانوں کے بچہ بچہ کو یاد ہوتی ہے، لیکن نماز میں پڑھنے کا تو ہمارا معمول ہے کہ عام مسلمان سورۃ الکوثر، قُل ھو اللہ، سورۃ القریش، سورۃ الکافرون، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نماز میں پڑھتے ہیں، لیکن نماز کے علاوہ پڑھنے کا عام معمول نہیں ہے۔ اور ان سورتوں کا نماز کے باہر بھی معمول بنانے کی ضرورت ہے کہ ہم کم از کم ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ لیا کریں۔ آخر میں ایک قصہ یاد آ رہا ہے وہ میں آپ کو سنا کر بیان ختم کرتا ہوں۔

تلاوتِ قرآن کریم کا ایک عجیب واقعہ

ایک مرتبہ ایک شخص رات کو اپنے معمولات پورا کر کے سویا جیسے کہ مسنون اعمال ہوتے ہیں کہ آیۃ الکرسی پڑھ لی، چار قُل پڑھ لئے، تسبیح فاطمہ پڑھ لی اور سورۃ الملک پڑھ لی، تو وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک شاہ صاحب آئے اور انہوں نے آکر مجھے جگایا اور مجھ سے کہا ارے! ایسی مبارک رات میں بھی تو سو رہا ہے، یہ سونے کی رات نہیں ہے، یہ جاگنے کی رات ہے۔ وہ صاحب مجھے جگا کر چلے گئے۔ میں نے جاتے ہوئے ان کو دیکھا، ایسا معلوم ہوا جیسے کہ کوئی شاہ صاحب ہوں، خیر میں اُٹھ کر چاروں طرف دیکھنے لگا تو مجھے مکان بھی نیا معلوم ہوا، اس کے بعد پھر میں اپنے گھر سے باہر آیا تو محلّہ بھی بالکل نیا محسوس ہوا، میں حیران ہو رہا تھا کہ میں نئی جگہ اور نئی دنیا دیکھ رہا ہوں۔ یا

besturdubooks.wordpress.com

اللہ! میں یہاں کیسے آیا اور یہ کون سی جگہ ہے اور کیا ہے؟ میں جان پہچان کے لئے گلی سے باہر نکل کر ایک باغ میں پہنچ گیا، وہ باغ اتنا خوب صورت تھا کہ زندگی میں آج تک کبھی میں نے اتنا خوبصورت باغ نہیں دیکھا، میں باغ کے اندر چلا گیا جہاں دیکھتا ہوں کہ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔ ایک طرف پھل دار درخت لگے ہوئے ہیں اور پھلوں سے شاخیں جھکی ہوئی ہیں تو دوسری طرف پھول دار پودے ہی پودے ہیں، اور اس میں بڑے ہی خوشبودار اور خوشنما پھول لگے ہوئے ہیں، اور اس باغ کے بیچوں بیچ ایک مسہری ہے، جو انتہائی خوبصورت ہے اور وہ پھل اور پھولوں سے لدی ہوئی ہے، اور اس کے دونوں جانب دو عورتیں کھڑی ہوئی ہیں، ان کے ہاتھ میں پنکھا ہے اور وہ کسی کے آنے کا انتظار کر رہی ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس باغ کے پیچھے ایک بہت ہی حسین وجمیل سفید سنگِ مرمر کا محل ہے، اور اس کے اندر بھی نوکر چاکر آ رہے ہیں جا رہے ہیں، اور کسی کے استقبال کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ سارا منظر دیکھ کر میں حیران ہوا کہ یا اللہ! میں کس دنیا میں آ گیا ہوں؟ یہ کیا ہے اور یہ کون لوگ ہیں؟ یہ کس کا محل ہے؟ یہ عورتیں کون ہیں؟ اور ایسا خوبصورت باغ آخر کس کا ہے۔

صبح وشام تلاوت کرنے کی برکت

میں اسی سوچ میں گم تھا کہ جو شاہ صاحب مجھے اُٹھانے آئے تھے وہ پھر مجھے وہیں نظر آ گئے، میں دوڑ کر اُن کے پاس گیا، میں نے کہا شاہ صاحب! آپ نے مجھے اچھا جگایا اور جگا کر چلے گئے۔ آپ نے کچھ نہیں بتایا کہ میں اب کہاں

besturdubooks.wordpress.com

ہوں؟ شاہ صاحب نے کہا کہ تمہیں کچھ بھی نہیں معلوم۔ میں نے کہا کہ اجی مجھے کیا معلوم؟ کیا میں یہاں کا رہنے والا ہوں؟ بتاؤ تو سہی یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ جو باغ تم کو نظر آرہا ہے، یہ ایک مسلمان کی قبر ہے اور جو محل سامنے نظر آرہا ہے یہ اس کا جنت میں محل ہے، پھر میں نے کہا کہ وہ بندہ کہاں ہے؟ جس کا یہ باغ اور محل ہے، کہا کہ وہ دنیا میں ہے، اس کا انتقال ہونے والا ہے اور اس کا آخری وقت ہے، انتقال کے بعد وہ اس باغ میں آئے گا اور قیامت تک یہاں آرام کرے گا، اور پھر قیامت کے بعد سامنے والے محل میں جا کر آباد ہو جائے گا۔ جب شاہ صاحب نے مجھے یہ کہا تو میں دل میں سوچنے لگا کہ وہ کوئی نہ کوئی غوث، قطب اور ابدال ہوگا جس کو یہ اونچا مرتبہ اللہ پاک نے عطا فرمایا ہے۔ اتنے میں شاہ صاحب نے خود ہی کہا کہ تم سوچ رہے ہوگے کہ یہ کسی اللہ والے کی قبر ہے! میں نے کہا کہ میں تو یہی سوچ رہا ہوں کہ یہ کسی اللہ والے کی قبر ہے انہوں نے فرمایا نہیں، یہ ایک عام مسلمان کی قبر ہے، میں نے کہا کہ عام مسلمان کی ایسی عالی شان قبر کیسے ہو سکتی ہے! ضرور اس کا کوئی بڑا عمل ہوگا، انہوں نے کہا کہ عمل تو اس کا بہت اونچا ہے لیکن وہ ہے عام مسلمان، میں نے پوچھا اس کا ایسا کیا عمل ہے؟ انہوں نے کہا کہ بس وہ روزانہ صبح شام پابندی سے قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے، قرآن شریف کی تلاوت کرنے کی برکت سے اللہ پاک نے اس کی قبر کو باغ و بہار بنایا ہے اور کلام پاک ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ محل عطا فرمایا ہے، وہ روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرنے کا عادی

besturdubooks.wordpress.com

ہے اور ساری عمر اس نے اس عمل میں گزاری ہے۔ وہ صاحب کہتے ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو سارا واقعہ میرے دل پر نقش تھا اور میں نے بھی عہد کرلیا کہ ان شاء اللہ آج کے بعد روزانہ صبح وشام کلامِ پاک کی تلاوت کروں گا تا کہ اللہ پاک مجھے بھی یہ فضیلت عطا فرمادیں!۔

تلاوتِ قرآن کے اہتمام کی ضرورت

روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرنے کی فضیلت سے جب ایک عام مسلمان کو یہ مقام اور مرتبہ حاصل ہوا ہے! تو بھئی جو حافظ اور قاری ہوگا اور جو اللہ کے واسطے دن رات قرآن شریف کی تلاوت کرے گا اس کا کتنا اونچا مرتبہ ہوگا! اس لئے ہم سب کو چاہئے کہ دونوں طریقے سے قرآن شریف کی تلاوت کا معمول بنائیں۔ الم سے شروع کریں اور والناس تک پہنچیں۔ اور صبح وشام کی جو خاص خاص سورتیں ہیں ان کو بھی پڑھنے کا معمول بنائیں۔ اس طرح قرآن شریف کو ہم اپنی زندگی کا جز اور اپنا دائمی معمول بنائیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کو صرف رمضان تک محدود نہ رکھیں، سال کے بارہ مہینے ہمارے گھروں میں قرآنِ کریم کی تلاوت ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ توفیقِ عمل عطا فرمائے۔

❁❁❁ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ❁❁❁

besturdub[illegible]wordpress.com

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ

ترجمہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور (حضرت) محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

راستہ کے حقوق

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی دامت برکاتہم العالیہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب

مولانا محمد قاسم امیر صاحب ملتانی
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی
استاذ جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر

besturdubooks.wordpress.com

راستے کے حقوق

آپ ﷺ نے راستے کے آٹھ حقوق بیان فرمائے:

۱۔ غَضُّ الْبَصَرِ راستے کا ایک حق ہے کہ نظر نیچی رکھنا۔

۲۔ کَفُّ الْاَذیٰ دوسرا حق ہے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا۔

۳۔ وَرَدُّ السَّلَامِ تیسرا حق ہے گزرنے والوں کے سلام کا جواب دینا۔

۴۔ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ چوتھا حق ہے کہ اچھی بات کا حکم کرنا۔

۵۔ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ پانچواں حق یہ ہے کہ بُری بات سے روکنا۔

(مشکوۃ المصابیح : ص ۳۹۸)

مزید حقوق دوسری احادیث میں بیان کئے گئے ہیں کہ:

۶۔ وَاِرْشَادُ السَّبِيْلِ چھٹا حق یہ ہے کہ جو شخص راستہ یا جگہ بھول گیا ہو اس کی رہنمائی کرنا۔

۷۔ وَتُغِيْثُوا الْمَلْهُوْفَ ساتواں حق یہ ہے کہ کوئی شخص مظلوم ہو، حیران اور پریشان ہو اور مدد کا خواہاں ہو، اس کی مدد کرنا۔

۸۔ وَاَعَانَ عَلَى الْحَمُوْلَةِ آٹھواں حق یہ ہے کہ جو شخص اپنے سر پر وزن لادے ہوئے ہو، اپنے سر پر وزن رکھنا چاہتا ہو یا وزن اتارنا چاہتا ہو، اُس کی مدد کرنا۔ (مشکوۃ المصابیح)

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً.

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٥

besturdubooks.wordpress.com

(البقرۃ: ۲۰۸)

ترجمہ

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اور (فاسد خیالات میں پڑ کر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو، واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (بیان القرآن)

میرے قابلِ احترام بزرگو!

ایمان کی نعمت

اللہ جل شانہ نے ہم پر بہت بڑا انعام اور بہت ہی بڑا فضل فرمایا کہ اس نے ہمیں ایمان کی نعمت سے سرفراز کیا۔ دنیا اور آخرت میں اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہوسکتی، کیونکہ آخرت کی جتنی نعمتیں ہیں اور آخرت کی تکلیفوں سے بچنے کے جتنے طریقے ہیں وہ سب ایمان لانے کی بدولت ہیں۔

دین صرف چند عبادتوں کا نام نہیں

اللہ پاک نے دینِ اسلام کی صورت میں ایسی نعمت ہمیں عطا فرمائی ہے جو صرف چند عبادتوں کا نام نہیں، اور اس کے احکامات زندگی کے چند اُمور سے متعلق نہیں، بلکہ یہ ہماری ساری زندگی پر حاوی ہے، اس میں پیدائش سے لے کر موت تک کے احکام ہیں۔ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو پیدا ہونے پر بھی احکام ہیں، جوں جوں بچہ بڑا ہوتا ہے اس کے بھی احکام ہیں، پھر جن جن مراحل سے انسان گزرتا ہے اُس کے ہر ہر مرحلہ سے متعلق احکام اور ہدایات موجود ہیں،

besturdubooks.wordpress.com

یہاں تک کہ وہ بڑا ہو کر نکاح کرتا ہے، کاروبار، تجارت، ملازمت یا زراعت کرتا ہے، سفر کرتا ہے یا بیمار ہوتا ہے ان سب کے احکامات شریعت کے اندر موجود ہیں۔ تو ہر شعبۂ زندگی کے بارے میں دینِ اسلام میں کافی اور وافی تعلیمات موجود ہیں، اس کا ایسا ہمہ گیر اور جامع ہونا بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ دنیا میں اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں جو اس قدر مکمل، جامع اور تمام شعبہ جاتِ زندگی پر حاوی ہو، اگر انسان کسی بھی شعبۂ زندگی میں قدم رکھے اور کوئی ہدایت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہ ہو تو آدمی حیران رہ جائے کہ میں کیا کروں؟ ایک بے کلی کی کیفیت میں مبتلا ہو جائے اور بے سکونی کا شکار ہو جائے، لیکن اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ انعام ہے کہ اس نے ہمیں ایمان بھی دیا، دینِ اسلام بھی دیا اور جامع بھی دیا اور اتنا جامع دیا کہ کسی بھی شعبۂ زندگی کے متعلق ہر شخص اس سے ہدایات حاصل کر سکتا ہے اور ان پر عمل کر کے اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزار سکتا ہے۔

راستے کے احکام بھی دینِ اسلام کا حصہ ہیں

چنانچہ ہمارے دین میں راستوں کے متعلق بھی احکامات موجود ہیں، جن راستوں سے ہم آتے جاتے ہیں اور جن راستوں سے ہم رات دن گزرتے ہیں، چاہے وہ گلی کوچوں کے راستے ہوں یا بازار کے راستے ہوں اور چاہے شہر کے اندر کے راستے ہوں یا شہر سے باہر کے راستے ہوں، بہر حال! جو بھی راستے آنے جانے کے لئے بنائے گئے ہیں، ان سب راستوں کے لئے بھی ہمارے دین میں جامع ہدایات ہیں اور ان پر عمل کرنا بھی سراسر دین ہے، اگر ہم ان پر عمل کریں تو ہم آنے جانے میں انتہائی آسانی محسوس کریں۔

besturdubooks.wordpress.com

ہمارے راستے خراب کیوں ہیں؟

علماء نے لکھا ہے کہ آنے جانے اور راستے کے بارے میں جو تعلیمات اور ہدایات ہیں اگر مسلمان ان پر عمل کریں تو دنیا میں سب سے زیادہ ان کے راستے صاف وشفاف ہوں۔ آج ان ہدایات پر عمل کرنے کی وجہ سے غیر مسلموں کے راستے صاف وشفاف ہیں اور جن ممالک میں غیر مسلموں کے راستے صاف و شفاف ہیں، انہی ممالک میں مسلمانوں کے راستے ان احکامات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے سب سے زیادہ گندے اور خراب ہیں۔ جہاں ہم لوگ رہتے ہیں، یہ مسلم ملک ہے یہاں ہم دین پر عمل نہیں کرتے اس لئے ہمارے گلی کوچے اور بازاروں کے راستے سب گندے اور خراب ہونے کے ساتھ ساتھ تکلیف دہ اور اذیت ناک ہیں۔ ان راستوں سے گزرنا باعث تکلیف ہے اور وہ تکلیف ہماری اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے ہے تو آج اس سلسلہ میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

راستے کے درمیان بیٹھنے کا مسئلہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم راستے میں بیٹھنے سے پرہیز کرو، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! راستوں میں بیٹھنے سے بچنا تو ہمارے لئے مشکل ہے، کیونکہ جب ہم راستوں سے گزرتے ہیں تو ہماری ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے اور ملاقات ہونے کی وجہ سے ہمیں ضروری باتیں اور مشورہ کرنا ہوتا ہے، کچھ باتیں کہنی ہوتی ہیں اور کچھ باتیں بتانی

besturdubooks.wordpress.com

ہوتی ہیں، اور اس قسم کی باتیں ہم وہاں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نہ کریں تو ہمارے لئے یہ مشکل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھا اگر تمہیں راستے میں مجبوراً بیٹھنا پڑتا ہے تو پھر تم راستے کا حق ادا کرو، یعنی راستے میں بیٹھنے یا کھڑے ہونے کا جو حق ہے وہ ادا کرو، تو کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! راستوں کا کیا حق ہے؟ تاکہ ہم راستوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے راستے میں بیٹھیں یا کھڑے ہو کر بات کریں، تو ہماری باتیں بھی ہو جائیں اور ساتھ ساتھ جو حق ہے وہ بھی ادا ہو جائے۔

راستے کے حقوق

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ غَضُّ الْبَصَرِ راستے کا ایک حق ہے کہ نظر نیچی رکھنا۔

۲۔ کَفُّ الْأَذیٰ دوسرا حق ہے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا۔

۳۔ وَرَدُّ السَّلَامِ تیسرا حق ہے گزرنے والوں کے سلام کا جواب دینا۔

۴۔ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ چوتھا حق ہے کہ اچھی بات کا حکم کرنا۔

۵۔ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَرِ پانچواں حق یہ ہے کہ بُری بات سے روکنا۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹۸)

مزید حقوق دوسری احادیث میں بیان کئے گئے ہیں کہ:

۶۔ وَإِرْشَادُ السَّبِيْلِ چھٹا حق یہ ہے کہ جو شخص راستہ یا جگہ بھول

besturdubooks.wordpress.com

گیا ہو اس کی رہنمائی کرنا۔

۷۔ وَتُغِیْثُوا الْمَلْهُوْفَ ساتواں حق یہ ہے کہ کوئی شخص مظلوم ہو، حیران اور پریشان ہو اور مدد کا خواہاں ہو، اس کی مدد کرنا۔

۸۔ وَاَعَانَ عَلَی الْحُمُوْلَةِ آٹھواں حق یہ ہے کہ جو شخص اپنے سر پر وزن لادے ہوئے ہو، اپنے سر پر وزن رکھنا چاہتا ہو یا وزن اتارنا چاہتا ہو، اُس کی مدد کرنا۔

(مشکوۃ المصابیح)

راستے کا پہلا حق

یہ راہ کے آٹھ حقوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے راستوں میں بیٹھنے اور کھڑے ہونے سے پرہیز کرو، کیونکہ راستوں میں بیٹھنے اور کھڑے ہونے سے آنے جانے اور گزرنے والوں کو اذیت اور تکلیف ہو سکتی ہے۔ راستے اس لئے نہیں ہیں کہ وہاں پر بیٹھا جائے اور ان کو بیٹھک بنایا جائے، بلکہ وہ تو گذرگاہ ہیں نہ کہ بیٹھنے اور مذاکرہ کرنے کی جگہ۔

لیکن ساتھ ہی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجبوری دیکھی تو آپ ﷺ نے ان حقوق کے ادا کرنے کے ساتھ بقدرِ ضرورت راستے میں بیٹھنے کی گنجائش دے دی کہ اگر راستے میں بیٹھنے کی ضرورت ہو تو ایک طرف کو ہٹ کر بیٹھ جائیں، کھڑے ہونے سے کام چلے تو ایک طرف کھڑے ہو کر بقدرِ ضرورت بات کر سکتے ہیں، لیکن ان باتوں کا خیال رکھیں۔

besturdubooks.wordpress.com

راستے میں اپنی نظر کی حفاظت کرنا

پہلی بات اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ جو شخص راستے سے گزرے یا راستے میں کھڑا ہو یا راستے میں کہیں بیٹھے تو اپنی نظر کو نیچی رکھے، اس لئے کہ راستہ سے نامحرم عورتیں بھی گزریں گی اور دوسرے ایسے مناظر بھی وہاں نظروں کے سامنے سے گزریں گے کہ جن کی طرف دیکھنا منع ہے، بلکہ ہر وہ چیز جس کی طرف دیکھنے سے شریعت نے منع فرمایا ہے ان سب سے اپنی نظر بچا کر رکھیں۔

قرآنِ حکیم میں نظروں کی حفاظت کا حکم

قرآن شریف میں اللہ پاک نے مَردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ٥ (النور: ۳۰)

ترجمہ

"آپ مسلمان مَردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔"

اور تین احکام اللہ پاک نے عورتوں کو دیئے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

besturdubooks.wordpress.com

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ ۔ (النور: ۳۱)

ترجمہ

''اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں۔''

قرآنِ کریم کی ان دو آیتوں میں اللہ جلِ شانہٗ نے مَردوں کو الگ حکم دیا ہے اور عورتوں کو الگ۔ دونوں کو الگ الگ حکم دینے کی وجہ یہ ہے کہ ذہن کے اندر اس کی اہمیت بیٹھے ورنہ عام طور پر قرآن وحدیث کے اندر جتنے احکام ہیں وہ مَردوں کو براہِ راست دیئے گئے ہیں اور ان کے تابع ہو کر خواتین کو دیئے گئے ہیں۔ یہ حکم اللہ پاک نے بطورِ خاص مَردوں اور عورتوں کو الگ الگ خطاب کر کے دیا ہے، اور اس میں اس حکم کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اور یہ حکم ایسا ہے کہ جس پر اگر عمل کر لیا جائے تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ بے شمار گناہوں سے حفاظت ہو جائے۔

خواتین کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی شرط

عورتوں کو اصل حکم یہ ہے کہ وہ گھر کے اندر رہیں، بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں۔ چنانچہ اللہ پاک نے ازواجِ مطہرات کو مخاطب فرما کر یہ حکم ارشاد فرمایا جو ازواجِ مطہرات کے واسطے سے تمام مسلمان عورتوں کے لئے بھی ہے، ارشاد فرمایا:

besturdubooks.wordpress.com

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. (الاحزاب: ۳۲-۳۳)

ترجمہ

''اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ کسی ضرورت کے تحت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو کہ اس سے ایسے شخص کے دل میں خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے دل میں خرابی (اور برائی) ہے اور قاعدہ (عفت) کے مطابق بات کہو، اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانۂ جہالت کے دستور کے موافق مت پھرو، اور تم نماز کی پابندی رکھو، اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔''

غرض! اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اصل حکم یہ ہے کہ وہ گھروں میں رہیں، بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں، البتہ اگر کوئی خاتون کسی مجبوری کے تحت گھر سے نکلے تو اس کو حکم یہ ہے کہ وہ سر سے پیر تک اپنے آپ کو اچھی طرح برقعہ یا کسی بڑی چادر سے چھپا کر نکلے تاکہ ان کی بے پردگی کی وجہ سے نہ وہ خود گنہگار ہو، اور نہ کسی دوسرے کے گناہ کا ذریعہ بنے، اور اس کی وجہ سے دوسرے

besturdubooks.wordpress.com

حضرات گناہ میں مبتلا نہ ہوں، اور یہ حکم بھی اللہ پاک نے سورۂ احزاب میں دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (الاحزاب : ۵۹)

ترجمہ

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ نیچے لٹکالیں اپنے اوپر تھوڑی سی چادریں، اس سے جلدی پہچان ہوجایا کرے گی تو انہیں کوئی تکلیف نہ دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اب غور کیجئے کہ آج اس حکم پر عمل کرنے والی خواتین کہاں ہیں! الا ماشاء اللہ، ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایک خاتون ہوگی جو اللہ کے اس حکم پر عمل کرنے والی ہو کہ جب وہ گھر سے نکلے تو واقعۃً سر سے پیر تک اپنے آپ کو شرعی پردہ کے اندر مستور کر کے نکلے۔

بدنظری کی ایک بڑی وجہ

اکثر مسلمان خواتین جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو خوب آراستہ ہوکر

besturdubooks.wordpress.com

بے پردہ اور بے حجابانہ طریقے سے نکلتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ خود بھی گنہگار ہوتی ہیں کیونکہ ان پر نامحرم مردوں سے پردہ فرض ہے اور اس فرض کو چھوڑنا ایسے ہی ہے جیسے نماز کو چھوڑنا، روزہ کو چھوڑنا، حج اور زکوٰۃ کو چھوڑنا۔ نماز اور روزہ چھوڑے تو آدمی صرف خود ہی گنہگار ہوتا ہے اور پردہ چھوڑنے کی وجہ سے وہ خود بھی گنہگار ہوتی ہیں اور نہ جانے کتنے لوگ ان کی وجہ سے گنہگار ہوتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر جتنے بھی لوگ بدنگاہی کریں گے اس کا ذریعہ وہ عورت بنے گی۔

گناہ کا ذریعہ بننا گناہ ہے

کسی گناہ کا ذریعہ بننا بھی گناہ کرنے کے برابر گناہ ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئٌ. (مشكوة المصابيح ص ۳۳)

ترجمہ

''اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا گناہ ہوگا اور جتنے آدمی جب تک اس برے طریقے پر عمل کرتے رہیں گے ان کا گناہ بھی اس کو ہوتا رہے گا بغیر اس کے عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی آئے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ذریعہ بننا بھی گناہ ہے۔ اب موجودہ

besturdubooks.wordpress.com

صورتحال میں ذرا غور کیجیے کہ بے پردگی اور بے حجابی میں عورت کس قدر سنگین دوہرے گناہ کا ارتکاب کر رہی ہے۔عورت گھر سے بے پردہ نکلنے کی وجہ سے خود بھی گنہگار ہوتی ہے اور ساتھ میں کتنے مردوں کو اس نے بدنگاہی کے گناہ میں مبتلا کیا اور ان سب بدنظری کرنے والوں کے برابر اس ایک بے پردہ عورت کو گناہ ہوتا ہے۔اس لیے یہ اور بھی زیادہ اہم فرض ہے کہ گھر سے نکلتے وقت مسلمان خواتین شرعی پردے کا اہتمام کریں۔اگر مسلمان خواتین شرعی پردے کا اہتمام کریں تو کتنے مسلمان بدنظری کے گناہ سے بچ جائیں۔

بدنظری کی چند صورتیں

اگر کوئی عورت پردہ کر کے نہ نکلے تو ایسی عورت کا بے پردہ اور بے حجابانہ گھر سے نکلنا بذاتِ خود تو گناہ ہے ہی لیکن دوسری طرف مردوں کو یہ حکم ہے کہ چونکہ راستوں سے خواتین بھی گزریں گی، اس لیے ان کو چاہیے کہ اپنی نظروں کی حفاظت کریں اور اپنی نظروں کو نیچی رکھیں تا کہ ان کی نظر کسی نامناسب اور کسی گناہ کی جگہ پر نہ پڑنے نہ پائے اور راستے میں نامحرم عورتوں سے اپنی نظر کو بچانے کا حکم ہے ہی، لیکن اگر کوئی ایسی چیز ہے جس پر نظر ڈالنا شرعی اعتبار سے مناسب نہیں ہے یا اس پر نظر ڈالنا دوسرے کی تکلیف کا باعث ہے یا اس میں کوئی گناہ ہے اس سے بھی اپنی نظر بچانے کا حکم ہے، اس سے اپنی نظر کو بچا کر نظر نیچی کر کے رکھیں۔مثلاً کسی آدمی کا سَتر کھل رہا ہے، اب اگر کسی کا سَتر اس کی کوتاہی سے کھل رہا ہے تو اس کو اپنا سَتر چھپانا چاہیے لیکن اگر اس کو دھیان اور توجہ نہیں ہے تو ہمیں

besturdubooks.wordpress.com

یہ حکم ہے کہ ہم اپنی نظر نیچی کر لیں۔ اگر اس کی بے خیالی اور بے دھیانی سے یا غلطی سے ستر کھل گیا ہے تو ہمارے لئے اس کی گنجائش اور اجازت نہیں ہے کہ ہم اس کا ستر دیکھیں۔

چوری کے گناہ کی اصل وجہ

ایسے ہی کوئی اپنے پیسے اور قیمتی چیز نکال رہا ہے یا کسی کو دے رہا ہے اور ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ اس کو چھپانا چاہ رہا ہے تاکہ اسے کوئی نہ دیکھے تو ہمیں اس کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے، یہ نہیں کہ ہم گھور گھور کر اس کی چیزوں کو دیکھنا شروع کر دیں کہ وہ کسی کو ڈالر دے رہا ہے یا ریال دے رہا ہے یا پاکستانی کرنسی دے رہا ہے یا افغانی نوٹ دے رہا ہے۔ شاید ہمیں بھی مل جائے، اس طرح نہیں کرنا چاہئے، چاہے افغانی سکہ ہو، پاکستانی ہو، انڈین ہو یا ڈالر ہو اور چاہے پلاٹینیم ہو یا سونا ہو، یہ اس کی مستور قیمتی چیزیں ہیں، وہ نہیں چاہتا کہ میری چیز کوئی دوسرا دیکھے، جب وہ چھپانا چاہ رہا ہے تو ہمیں بھی یہ حکم ہے کہ اپنی نظر ہٹا لیں۔

اسی طریقے سے جب آدمی دوسروں کے روپے پیسے اور قیمتی چیزیں دیکھتا ہے تو پہلے سے انسان کے اندر حرص موجود ہے تو وہ جیسے ہی ان کو دیکھے گا تو نفس و شیطان دل میں یہ خیال ڈالیں گے کہ کاش! یہ روپے پیسے اور قیمتی چیزیں میرے پاس بھی ہوں اور پھر اگر اس نے اپنی نظر کو نہ ہٹایا تو وہ خیال بڑھتے بڑھتے بالآخر اس کو چوری کے گناہ پر آمادہ کر سکتا ہے، چھیننے اور ڈاکہ ڈالنے پر آمادہ کر سکتا ہے، اگر پہلے ہی مرحلے پر اپنی نظر نیچی کر لی تو نظر نیچی کرتے ہی وہ

besturdubooks.wordpress.com

آنکھوں کے گناہوں سے بچ گیا اور جو خیال ذہن میں آئے تو اس کو ذہن سے ہٹادے، غرض! جتنی نامناسب جگہیں ہیں جہاں نظر کو استعمال کرنا شرعاً اور عرفاً ممنوع ہے، وہاں سے آدمی اپنی نظر بچائے، یہ راستے کا پہلا حق ہے کہ ہم راستے میں اور روڈ پر ایسی چیزوں کی طرف اپنے قصد و اختیار سے نظر نہ لے جائیں، اگر نظر اچانک چلی جائے تو فوراً ہٹالیں۔ جو شخص بھی راستہ میں کھڑا ہو یا بیٹھے تو اپنی نظر کی حفاظت کر کے بیٹھے اور یہ اہتمام کرے کہ میری نظر غلط جگہ استعمال نہ ہونے پائے۔ اگر اپنی نظر کی حفاظت کر سکتا ہے تب تو اس کو بیٹھنے کی اجازت ہے اور جو اپنی نظر کی حفاظت نہیں کر سکتا اسے راستہ میں بیٹھنے کا حق نہیں ہے۔

اور ایسے ہی اگر ہم اپنی نظریں نامحرم عورتوں اور ان کی تصویروں اور دوسرے ناجائز مناظر سے نیچی کرنے کی عادت ڈال لیں تو واللہ! ہماری آدھی زندگی گناہوں سے بچ جائے۔

گناہوں کی کثرت کی ایک بڑی وجہ

جتنے بھی گناہ انسان سے ہوتے ہیں وہ عام طور پر یا تو شہوت کی وجہ سے ہوتے ہیں یا شہوت کے علاوہ کسی دوسری وجہ سے ہوتے ہیں تو آدھے گناہ انسان کی شہوت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ شہوت کے گناہ دیکھنے اور سننے سے شروع ہوتے ہیں۔ جب کوئی انسان نامحرم عورت پر نظر ڈالتا ہے تو دیکھنے کے ذریعے انسان کے گناہ کا آغاز ہوتا ہے یا جب کسی نامحرم عورت کی آواز سنتا ہے تو آواز سننے کی وجہ سے گناہ کا آغاز ہوتا ہے۔ بدنظری کرنا گناہ کی طرف پہلا قدم اٹھانا

besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اگر آدمی یہیں اپنی نظر کو نیچی کر لے اور اپنی نظر کو بچالے تو پھر آگے قدم نہیں بڑھتا، اس کے بعد جتنے بھی گناہ ہیں ان سے آدمی محفوظ ہو جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ آدمی یا عورت اس پہلے قدم پر ہی احتیاط نہ کرے اور بے احتیاطی کر گزرے تو اس سے ایک گناہ سرزد ہوتا ہے، پھر دوسرا گناہ، پھر تیسرا گناہ، پھر چوتھا گناہ، پھر پانچواں گناہ، غرض گناہوں کا لامحدود اور لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر شیطان آہستہ آہستہ اصل گناہ کے اندر بھی مبتلا کر سکتا ہے اس لیے شریعت نے جہاں اصل بدکاری اور زناکاری سے بچنے کا حکم دیا ہے وہاں اس تک پہنچانے کے جتنے بھی راستے ہیں ان سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَاۗءَ سَبِيْلًا

(الاسراء: ۳۲)

ترجمہ

''اور زنا کے قریب بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور برا راستہ ہے۔''

زنا کے قریب نہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام ذرائع اور اسباب کو بھی یکسر چھوڑ دو جو رفتہ رفتہ انسان کو اس سنگین گناہ تک لے جاتے ہیں۔

آنکھ اور کان کے گناہوں کے ذرائع

جیسے نامحرم مردوں کا نامحرم عورتوں کو دیکھنا گناہ ہے ایسے ہی نامحرم

besturdubooks.wordpress.com

عورتوں کا شہوت سے نامحرم مردوں کو دیکھنا بھی گناہ ہے۔ اب اگر ہم اپنے ماحول پر نظر ڈالیں تو دیکھئے نامحرم عورتوں کو دیکھنے کے لئے اور ان کی آواز سننے کے لئے کتنے آلات زیرِ استعمال ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے معاشرے میں مردوں اور عورتوں کی تصاویر کا کتنا بڑا سیلاب ہے۔ اخبارات اور رسائل نامحرم مرد و عورت کی تصاویر سے بھرے ہوئے ہیں، سرِ راہ دائیں بائیں خواتین کی نیم عریاں، ہوشربا، ایمان سوز تصاویر پر مشتمل بڑے بڑے سائن بورڈ ہوتے ہیں، نہ چاہتے ہوئے بھی جن پر نظر پڑ جاتی ہے، اور روزمرہ کی اشیاء کی تھیلی اور ڈبوں پر ان کی تصویریں چھپی ہوتی ہیں۔ کھانے پینے کی، پہننے اور استعمال کرنے کی کتنی اشیاء ہیں جن پر کہیں مردوں کی اور کہیں عورتوں کی تصویریں چھپی ہوئی ہیں، ان کا بنانا اور ان کا چھاپنا یہ خود ایک مستقل گناہ ہے، اس کے بعد پھر اپنے قصد و اختیار سے ان کو دیکھنا الگ گناہ ہے اور تصویروں کو دیکھنے کے لئے ہی بنایا اور چھاپا جاتا ہے، انہیں دیکھ کر ہی چیز کو پسند کیا جاتا ہے اور ان کو لا کر اپنے گھر میں رکھا جاتا ہے۔ اشیاء سے ہٹ کر آلات کی طرف آجائیں تو دیکھ لیجئے کہ ریڈیو سے لے کر انٹرنیٹ تک کتنے آلات ہیں، ٹی وی، وی سی آر، سی ڈی، ڈی وی ڈی پلیئر، ڈش انٹینا اور کیبل وغیرہ یہ ساری چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں۔ سب میں دو گناہ ہوتے ہیں، آنکھ کا گناہ اور کان کا گناہ۔

موبائل کے ذریعہ گناہ

کان کے ذریعے نامحرم عورتوں کی آوازیں سننا، گانے سننا،

besturdubooks.wordpress.com

ڈراموں کے اندر ان کی باتیں سننا سراسر گناہ ہے، مگر یہاں عورتیں مرد کی آواز سن رہی ہیں، مرد عورتوں کی آوازیں سن رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ نظر کا بھرپور استعمال ہو رہا ہے۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر پسند کیا جا رہا ہے اور اس سے لذت لی جا رہی ہے۔ دیکھئے! اس طرح سے آنکھ اور کان کے گناہوں کا کتنا بے شمار اور نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

دیکھئے! یہاں میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اب موبائل سے ایک روپے میں ایک منٹ تک کسی خاتون سے بات کی جا سکتی ہے۔ اب کچھ دن کے بعد اس کے اندر تصویر بھی آجائے گی، جب دوسری چیزوں میں تصویریں آگئیں تو موبائل میں بھی تصویر آنے میں کیا دیر ہے۔ جب اس میں آواز آرہی ہے تو کچھ دنوں کے بعد تصویر بھی آجائے گی تو کان کا گناہ پہلے آیا تھا، دیکھنے کا گناہ بھی عنقریب آجائے گا۔ اللہ بچائے! دو ہی گناہ زیادہ ہوتے ہیں، نظر کا گناہ ہو رہا ہے یعنی نامحرم کو دیکھنا اور کان کا گناہ ہو رہا ہے یعنی نامحرم کی آواز سننا، بس ان ہی دو گناہوں سے آدمی بڑھتے بڑھتے نہ جانے کتنے سنگین سے سنگین تر گناہوں کے اندر مبتلا ہو جاتا ہے۔

اصلاح میں تاخیر کی وجہ

اگر ہمارا قرآن کریم اور حدیث شریف کے اس حکم پر عمل ہو جائے جسے راستے کا حق بتایا گیا ہے تو آج ہی آدھی سے زیادہ ہماری زندگی پاکیزہ ہو جائے اور تقویٰ سے آراستہ ہو جائے اور ایک بہت بڑی حد تک ہماری اصلاح مکمل

besturdubooks.wordpress.com

ہو جائے جس کے مکمل ہونے میں ہماری غفلت کی وجہ سے برسہا برس گزر گئے لیکن ہم ابھی تک پہلی ہی منزل پر کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ اس لیے کہ سب سے پہلے ہماری نظر پاک اور پاک دل ہونا چاہئے اور ہماری نظر نامناسب جگہوں پر استعمال نہیں ہونی چاہئے۔ اس گناہ سے بچنے کی ہماری عادت بن جانی چاہئے لیکن ابھی تک اس میں ہمیں کامیابی نہیں ہوئی۔ الا ماشاء اللہ اس میں ہماری اپنی ہی کوتاہی کا دخل ہے۔

راستے کا دوسرا حق

آگے اس حدیث میں دوسرا حق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَكَفُّ الْأَذىٰ

ترجمہ

''تکلیف دہ چیز سے بچنا۔''

راستے کا دوسرا حق یہ ہے کہ جو شخص بھی راستہ میں کھڑا ہو یا بیٹھے تو اس کو چاہئے کہ اس بات کا خیال رکھے کہ اس کی طرف سے کسی گزرنے والے کو ادنیٰ تکلیف نہ ہو۔

ایذاء رسانی کی مختلف صورتیں

ایذاء کے معنی تکلیف دینے کے ہیں، اس سے مراد وہ چیز ہے جس سے تکلیف ہوسکتی ہے یا اس سے راستہ بند ہوتا ہے مثلاً اس طرح کھڑا ہونا جس سے

besturdubooks.wordpress.com

آنے جانے والوں کو تکلیف ہو یا اس طرح بیٹھنا جس سے آنے جانے والوں کو تکلیف ہو یا آنے جانے کے راستے میں لکڑی ڈال دینا، یا جلتے ٹائر پھینک دینا، یا بلا مقصد رکاوٹیں کھڑی کر دینا، یا چھلکے پھینک دینا، یا کچرا ڈال دینا، یا بچا ہوا کھانا پھینک دینا۔ اللہ بچائے! پان کی پیک پھینک دینا یا کوئی گندگی، نجاست اور غلاظت راستے میں پھینک دینا یہ سب ایذاء رسانی کی صورتیں ہیں۔ اسی ایذاء میں یہ بھی داخل ہے کہ فٹ پاتھ پر یا روڈ پر اپنا مال بیچنے کے لیے کپڑا بچھا کر اس طریقے سے بیٹھ جانا کہ آنے جانے والوں کو تکلیف ہو۔ یا ایسی جگہ ریڑھی کھڑی کر دینا کہ اس کی وجہ سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو۔

تجاوزات کرنا ایذاء رسانی ہے

ایذاء رسانی میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنی دکان کو اندر سے باہر نکال کر اتنی دور تک راستے میں پھیلا دینا کہ آنے جانے والوں کا راستہ رُک جائے یا لوگوں کو تکلیف ہو۔ اب ہمارے بازاروں میں جا کر دیکھو کہ اللہ بچائے! آدھی دکان اندر اور آدھی دکان باہر فٹ پاتھ پر ہوگی۔ فٹ پاتھ تو گویا دکان دار کا حق ہے حالانکہ سب جانتے ہیں کہ فٹ پاتھ دکان کا حصہ نہیں ہے۔ وہ دکان پر خریداروں کے لیے بنائی گئی ہے تاکہ آنے جانے والے اس فٹ پاتھ پر گزریں اور سودا لے کر آرام سے آجا سکیں لیکن فٹ پاتھ تو دکان بنی ہوئی ہے! بعض لوگ تو اس پر تعمیر بھی کر لیتے ہیں اور شٹر تک لگا لیتے ہیں اور مارکیٹوں کے اندر جگہ جگہ یہ نظر آتا ہے کہ دکان اندر بھی بھری ہوئی ہے اور باہر تک کپڑے

besturdubooks.wordpress.com

پھیلے ہوئے ہیں، برتن لگے ہوئے ہیں، سامان لگا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے بڑی اچھی خاصی کشادہ مارکیٹیں بھی تنگ پڑ جاتی ہیں۔ وہاں گزرنے اور آنے جانے والوں کو قدم قدم پر تنگی کا سامنا رہتا ہے، یہ تنگی ان دکانداروں نے خود اپنی طرف سے اختیار کی ہے۔ یا جن کی دکان نہیں ہے وہ فٹ پاتھ پر یا ریڑھی لگا کر مال بیچتے ہیں، ان کی طرف سے راستے تنگ پڑ جاتے ہیں جبکہ حکومت کی طرف سے اس کی ممانعت ہوتی ہے، اس کے باوجود ہمارا حال یہ ہے کہ بازار میں جب داخل ہوتے ہیں تو مشکل سے جانا اور مشکل سے نکلنا ہوتا ہے۔ بازاروں میں جگہ جگہ اس طرح کی رکاوٹیں ہیں کہ آدمی بازار میں نہ تو سہولت سے آ سکتا ہے اور نہ جا سکتا ہے۔ اس ایک حکم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے سارے مسلمان تکلیف اور عذاب میں مبتلا ہیں، اگر اس ایک حکم پر عمل ہو اور راستے کا یہ حق ہم پہچان لیں اور اس پر عمل کر لیں تو ہماری مارکیٹیں بہت کشادہ ہو جائیں، اور وہاں آنے جانے میں تکلیف نہ ہو۔ دین صرف نماز روزہ کا نام نہیں ہے کہ ہم نے تلاوت کر لی یا تسبیحات پڑھ لیں اور گڑگڑا کر دعائیں مانگ لیں اور اللہ اللہ کر لیا اور ہم یہ سمجھیں کہ یہی سارا دین ہے اور اس کے بعد ہم جو چاہیں کریں یہ بالکل غلط بات ہے۔ دین ایک جامع نظامِ حیات کا نام ہے اس کے اندر ہر شعبۂ زندگی سے متعلق ہدایات ہیں، چنانچہ راستے سے گزرنے والوں کے لئے بھی اور راستے پر ٹھہرنے اور کھڑے ہونے والوں کے لئے بھی اس کے اندر ہدایات موجود ہیں، اس پر عمل کریں گے تو یہ دنیا کی زندگی ہمارے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ راحت بخش ہو جائے گی۔

besturdubooks.wordpress.com

ایمان کا ادنیٰ شعبہ

راستے کو روکنا، اور بلاک کرنا، اپنی طرف سے اس میں رکاوٹیں پیدا کرنا یہ بہت بڑا گناہ اور ناجائز کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ایسا کرنے سے روکیں۔ کیونکہ یہ راستے کا حق ہے، ہم خود خیال رکھیں کہ ہماری طرف سے راستہ صاف رہے، ہماری طرف سے وہاں نہ لکڑی گرے، نہ چھلکا گرے، نہ گندگی گرے، نہ کوئی اور چیز گرے۔ ہم اس بات کا خیال رکھتے ہوئے بازار میں اور راستے میں کھڑے ہو سکتے ہیں، بیٹھ سکتے ہیں اور بات کر سکتے ہیں بلکہ اگر کسی اور نے یہ چیزیں وہاں ڈال دی ہوں تو ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم ان چیزوں کو وہاں سے ہٹائیں۔ چاہے ہم گزرنے والے ہوں یا کھڑے ہونے والے ہوں یا بیٹھنے والے ہوں، یہ بھی ایمان کا ہم سے ادنیٰ تقاضہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ. (مشکوۃ المصابیح ص ۱۲)

ترجمہ

''ایمان کے ستر سے اوپر شعبے ہیں، سب سے افضل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے، اور ''حیا'' ایمان کا اہم شعبہ ہے۔''

نیز ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ

besturdubooks.wordpress.com

عنہ کو بہت سی پند ونصائح فرمائیں، ان میں سے ایک نصیحت یہ بھی فرمائی ہے کہ:

وَإِمَاطَتُکَ الْحَجَرَ والشَّوْکَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَکَ صَدَقَةٌ۔ (مشكوة المصابيح : ص ۱۶۹)

ترجمہ

''اور راستے سے پتھر، کانٹے اور ہڈی کو ہٹا کر (راستہ صاف کر دینا) تمہارے حق میں صدقہ ہوگا۔''

ایک مؤمن سے ایمان کا ادنیٰ تقاضہ یہ ہے کہ وہ جب بھی راستے سے گزرے، چاہے وہ گاڑی میں بیٹھا ہو یا اسکوٹر پر ہو یا سائیکل پر ہو یا پیدل چل رہا ہو اسے اس بات کا بھی خیال ہونا چاہئے کہ وہ راستے میں کوئی ایسی گری پڑی ہوئی چیز دیکھے جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوسکتی ہو، تو وہ اسے ہٹا دے، اس پر بھی اس کو اجر وثواب ملے گا۔ یہ بھی اس کی ایک نیکی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

راستے سے تکلیف دہ چیزیں ہٹانے کی فضیلت

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی جب راستے سے گزرتے تو ان کا یہ معمول تھا کہ راستے میں انہیں کوئی پتھر نظر آجاتا، کوئی لکڑی پڑی ہوئی نظر آتی، کانٹا نظر آتا تو وہ اس کو راستے سے ہٹا دیا کرتے تھے۔ کسی خادم نے ان سے پوچھا کہ حضرت! آپ اس کا بڑا اہتمام کرتے ہیں اور اس کا بہت خیال کرتے

besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔اس عمل میں ایسی کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ بھائی،مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا یہ ایسی نیکی ہے کہ اگر یہی ایک نیکی قبول ہوگئی تو آدمی سیدھا جنت میں جائے گا۔

راستے سے کانٹے دار درخت کاٹنے کا انعام

یہ واقعہ احادیثِ طیبہ میں بکثرت آیا ہے کہ نبی اکرم جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں جو جنت کے قالینوں پر لوٹنی کھا رہا ہے یعنی جنت میں آسائش و راحت سے بھرپور پُرعیش زندگی گزار رہا ہے، جیسے بچے خوشی سے قلابازیاں کھاتے ہیں۔اس طریقے سے وہ جنت کے قالینوں پر قلابازیاں کھا رہا ہے اور الٹ پلٹ ہو رہا ہے اور وہ کسی اور بڑے عمل کی وجہ سے اس مقام پر نہیں پہنچا بلکہ مسلمانوں کی آمد و رفت کے راستے میں ایک کانٹے دار درخت تھا۔اس نے اس درخت کو جڑ سے کاٹ دیا تا کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔اللہ تعالیٰ نے اسی عمل کی برکت سے اس کو جنت میں پہنچا دیا۔ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا عبادت اور نیکی ہے۔اب دیکھئے! ہم راستے سے گزرتے ہیں اور کتنی چیزیں ہمیں لوگوں کے لئے تکلیف دہ نظر آتی ہیں لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو حکومت کا کام ہے وہ کرے گی،حکومت کا بھی کام ہے اس کو کرنا چاہئے لیکن ہم مسلمان ہیں،ہمیں بھی کرنا چاہئے،یہ ایمان کا ہم سے تقاضہ ہے کہ اگر ہم راستے میں کوئی چیز دیکھیں جس سے کسی کو نقصان یا کسی کو تکلیف ہو سکتی ہو تو جتنا ہمارے اختیار میں ہے اتنا کریں،اس کو راستے سے ایک طرف ڈال دیں اور راستہ صاف کر دیں تا کہ آنے جانے والوں

besturdubooks.wordpress.com
کوئی تکلیف نہ ہو۔ بہر حال! راستے کا ایک حق یہ ہے کہ ہم آنے جانے والوں کو تکلیف سے بچائیں۔

باسلیقہ زندگی گزاریں

اگر کسی نے راستے میں چھلکا ڈال دیا یا پتھر پھینک دیا یا ہڈی ڈال دی یا کوئی اور چیز ڈال دی ہے تو ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے کہ ہم اس گندگی اور تکلیف دہ چیز کو وہاں سے ہٹانے کی عادت بنائیں۔ خود بھی بچیں اور اگر کسی دوسرے سے ایسی غلطی ہوگئی ہو تو ہم اس کو ہٹائیں تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔ گھر میں بھی اس بات کا خیال رکھیں۔ گھروں کے اندر بھی آنے جانے کے راستے ہوتے ہیں، ان راستوں کا خیال رکھیں، جوتے چپل داخلی دروازے سے ایک طرف اتارنے کی عادت ڈالیں کیونکہ بعض دفعہ دروازوں کے بیچ میں اگر چپل زیادہ اترے ہوئے ہوں تو چھوٹے بچے اٹک اٹک کر گرتے رہتے ہیں، ایسے ہی بوڑھے بھی گر سکتے ہیں اور اندھیرے میں جوان بھی گر سکتا ہے۔ جوتے دروازہ سے ہٹ کر قاعدہ سے سلیقہ سے رکھنے چاہئیں یا ان کے رکھنے کی کوئی جگہ مخصوص ہونی چاہئے، وہاں اتار کر کمرہ میں جائیں، یہ نہیں کہ ایک جوتا یہاں پڑا ہو اور دوسرا وہاں پڑا ہو۔ یوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی بیل نے جوتے چپل اتارے ہیں۔ ایسا نہ کریں تہذیب اور شائستگی ہمارے دین کا اہم حصہ ہے۔ اسی طرح دوسری چیزیں رکھنے میں بھی خیال رکھیں کہ ایسی کوئی چیز نہ رکھ دیں کہ بے دھیانی میں کوئی شخص وہاں سے گزرے اور اٹک کر گر جائے۔ لہٰذا ہر چیز اس طریقے سے رکھیں کہ اندھیرے میں بھی کسی کو تکلیف نہ ہو، ہر شخص اس کی فکر رکھے۔ یہ ساری

besturdubooks.wordpress.com

باتیں فکر کی ہیں، مگر اس معاملے میں فکر مند لوگوں کی بھی بے فکری سامنے آتی ہے، فکر ہو تو پھر گھر اور کمروں کے اندر بھی اس پر عمل کرنا کچھ مشکل نہیں، گھر کے باہر بھی اس پر عمل کرنا کچھ مشکل نہیں، اور بے فکری کا کسی کے پاس کوئی علاج نہیں، بے فکری کا علاج تو فکر مندی ہی ہے۔

حضرت تھانویؒ کی خانقاہ کا اصول

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک معمول یاد آیا۔ حضرتؒ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مسجد تو بہت چھوٹی سی تھی، البتہ صحن قدرے بڑا تھا۔ اس صحن کے تقریباً آدھے حصے میں پانی کا حوض تھا، لیکن مسجد کی ضرورت سے اس حوض کو بند کیا ہوا تھا۔ اس کے اوپر چھت پڑی ہوئی تھی، اس پر کبھی کبھی نماز بھی پڑھ لیتے تھے، لیکن تھوڑا حصہ اس کا کھلا ہوا تھا۔ گرمیوں کے اندر خانقاہ میں سونے والوں کے لئے کمروں میں تنگی ہو جاتی یا گرمی کی وجہ سے باہر سونا پڑتا تو چارپائیاں اس حوض کی چھت کے اوپر بچھا دی جاتیں تاکہ لوگ آرام کر سکیں۔ لیکن حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے یہ تاکید تھی کہ جیسے ہی فجر کی اذان ہو تو تمام چارپائیاں یہاں سے اٹھا دی جائیں حالانکہ فجر کی اذان اور نماز میں خاصا وقفہ ہوتا ہے لیکن حضرت کے ہاں اصول یہ تھا کہ اذان ہوتے ہی فوراً ان چارپائیوں کو یہاں سے اٹھا اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھ دیا جائے۔

ایک صاحب کی نادانی کا واقعہ

ایک مرتبہ کوئی نئے صاحب وہاں خانقاہ میں پہنچے اور رات کو چارپائی پر

besturdubooks.wordpress.com

سوئے، جونہی سویرے اذان ہوئی، خادم نے ان کو اٹھایا کہ صاحب! اب یہاں سے چارپائی اٹھانے کا وقت آگیا ہے، آپ تشریف لے جائیں اور چارپائی خالی کردیں۔ ان صاحب کو بڑا ناگوار گزرا کہ اذان تو ابھی ہوئی ہے، نماز میں بہت دیر ہے، ذرا سی دیر بھی سونے نہیں دیتے۔ مگر وہاں حضرت کا جو اصول تھا اسی پر عمل ہوتا تھا خواہ کوئی اسے اچھا سمجھے یا برا سمجھے، خیر وہ صاحب بڑے خفا ہوئے کہ یہ بھی کوئی قانون ہے اور یہ بھی کوئی پابندی ہے کہ ایک منٹ اِدھر نہ اُدھر اور اذان ہوتے ہی چارپائی اٹھالی، اور مجھے آرام بھی نہ کرنے دیا۔ وہ اس پر بہت خفا اور ناراض ہوئے۔ اب وہ یہاں سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ اس کے بعد کسی دوسرے مدرسے میں ان کا قیام ہوا تو وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی جو اندھیرے میں نظر نہ آئی تو ایسی ٹھوکر لگی کہ وہ چت گر گئے۔ جب وہاں ٹھوکر کھائی تو ان کی عقل ٹھکانے آئی کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جو قانون ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ یہ تو شکر ہے کہ میری آنکھیں بچ گئیں صرف سر پھٹا ہے۔ لہٰذا اس طریقے سے راستوں کے اندر چارپائی بچھا کر سوئے رہنا تکلیف دہ طریقہ ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تو آداب المعاشرت کی بڑی تاکید ہوتی تھی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو تکلیف سے بچانے کا اہتمام فرماتے تھے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم تھا کہ اذان ہوتے ہی لوگ اپنی جگہوں سے اٹھیں گے اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آئیں گے۔ چارپائیاں بچھی ہوئی ہونگی تو کسی کو بھی ٹھوکر لگ سکتی ہے، اس لئے اذان تک تو سونے کی اجازت تھی اور اذان ہوتے ہی چارپائیاں اٹھانے کا حکم تھا، غرض حقیقت یہ ہے کہ جتنے بھی

besturdubooks.wordpress.com

معاشرت کے سلسلے میں حضور ﷺ کے احکام ہیں، ان میں سے ہر حکم ایسا ہے کہ اس میں راحت ہی راحت ہے۔ بشرطیکہ اس پر عمل ہو اس لیے ہمیں چاہئے کہ گھر کے اندر آنے جانے کے راستے میں میز کرسی نہ رکھیں، وہاں کوئی استعمال کی چیز نہ رکھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کو خیال اور دھیان نہ رہے اور وہ گر جائے، روشنی میں بھی بعض مرتبہ دھیان کہیں اور ہوتا ہے، نظر کہیں اور ہوتی ہے، آدمی بے خوف وخطر چلتا ہے اور ٹھوکر کھا کر گر جاتا ہے لہٰذا گھر میں بھی اس بات کا خیال رکھیں اور بازار اور مارکیٹ میں بھی خیال رکھیں اور اسی طریقے سے راستوں پر بھی خیال رکھیں۔

کار پارکنگ میں ہماری کوتاہیاں

اور راستے میں تکلیف دہ امور میں یہ بات بھی داخل ہے کہ سائیکل، اسکوٹر یا گاڑی کے کھڑا کرنے میں اس کا خیال رکھیں کہ جہاں پر گاڑی کھڑی کرنا ممنوع ہو وہاں تو گاڑی کھڑی کرنی ہی نہیں چاہئے اور اگر جہاں کھڑی کرنے کی اجازت ہو تو وہاں پر بھی اس طرح گاڑی کھڑی کریں کہ دوسری گاڑی والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اگر ایک گاڑی آگے کھڑی ہے اور آپ نے اپنی گاڑی پیچھے کھڑی کر دی یا اپنی گاڑی کو اتنا ٹیڑھا کھڑا کر دیا کہ دوسرا اپنی گاڑی نکال ہی نہیں سکتا جب وہ واپس جانے کے لئے آیا تو بے چارہ یا تو پوری مارکیٹ میں ہمیں تلاش کرے یا بیٹھے بیٹھے ہارن بجاتا رہے یا حیران اور پریشان دائیں بائیں جھانکتا رہے۔ تینوں صورتوں میں ہم نے اسے تکلیف دی اور ہم یہ سمجھ رہے ہیں

besturdubooks.wordpress.com

کہ ہم نے اپنی گاڑی کھڑی کرلی، حالانکہ ہم نے گاڑی کھڑی نہیں کی بلکہ ہم نے اس کو تکلیف میں مبتلا کر دیا اور کسی کو تکلیف میں اس طرح مبتلا کرنا جائز نہیں ہے۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم نے کسی کی دکان کے سامنے اس طرح گاڑی کھڑی کردی جس سے اس کی دکان بند ہوگئی۔ اب اس کی دکان پر گاہک نہیں آسکتا۔ گاہک آئے گا تو اسے بہت تکلیف ہوگی، ہم تو اپنی گاڑی کھڑی کر کے چلے گئے، وہ دکاندار بول نہ سکا یا وہ کسی کام میں مصروف تھا، بعد میں وہ پریشان ہوگیا، اس طرح گاڑی لوگوں کے آنے جانے کے راستہ میں کھڑی کرنے سے بھی پرہیز کریں۔

گاڑی چلانے کے آداب

اسی طرح اس کا بھی خیال رکھیں کہ جب ہم راستے میں پیدل چل رہے ہوں تب تو ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہمارے چلنے سے دوسرے کو تکلیف نہ ہو بلکہ انسان تو انسان، جانور کو بھی ہمارے چلنے سے تکلیف نہیں ہونی چاہئے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ہمیں اپنی گاڑی اس طرح چلانی چاہئے کہ اس سے نہ کسی انسان کو کوئی تکلیف ہو اور نہ کسی جانور کو تکلیف ہو۔ اب کوئی انسان سڑک پار کر رہا ہے تو ہمیں پہلے ہی سے اتنا ہوشیار ہونا چاہئے کہ پہلے ہی سے ہم اتنا بریک لگالیں جس سے وہ بآسانی گزر جائے۔ ایسا نہ ہو کہ بالکل قریب جاکر بریک لگائیں، جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ ہم گاڑی چلا رہے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہم پہلے نکل جائیں اور اس کو نہ نکلنے دیں جبکہ وہ بے چارہ چاہ رہا

besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ میں پہلے نکل جاؤں۔ بس اب یہاں دونوں کی دوڑ ہے، اُدھر سے وہ جلدی جانا چاہ رہا ہے، ادھر سے ہم پہلے نکلنا چاہ رہے ہیں، جب قریب جائیں گے تو ظاہر ہے کہ پھر تو ہمیں گاڑی روکنی پڑے گی۔ اب گاڑی تو روک لی لیکن اس بے چارے کو بھی بے حال کر دیا اور ایسی زور سے بریک لگایا کہ وہ بے چارہ بال بال بچا اور ڈر کے مارے پریشان ہو گیا۔ تو بھئی! گاڑی روک کر ہم نے یہ کون سا نیک کام کیا۔ یہ تو ہم نے اسے تکلیف پہنچا دی، اس غلط طریقہ سے بھی ہمیں بچنا چاہئے۔

گاڑی چلانے کا صحیح طریقہ

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ یاد آیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کے شیخ حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جو جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی تھے اور کراچی میں پاپوش نگر کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے خلیفہ مجاز ہیں تو حضرت ڈاکٹر صاحب سناتے ہیں کہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم بٹ صاحب تھے جو غالباً لاہور میں ہی رہتے تھے۔ بٹ صاحب نے حضرت ڈاکٹر صاحب کو اپنا یہ واقعہ سنایا کہ ان کا روزانہ یہ معمول تھا کہ وہ حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر گھر سے مدرسہ لے جاتے تھے اور واپس گھر میں لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب نے مجھ سے پوچھا

besturdubooks.wordpress.com

کہ تم کو گاڑی چلانی آتی ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت نے یہ سوال کیا تو میں ڈر گیا کہ حضرت کو کیا جواب دوں؟ دل میں یہ بھی سوچنے لگا کہ حضرت کو روزانہ لاتا، لے جاتا ہوں اور حضرت کہہ رہے ہیں کہ تم کو گاڑی چلانی آتی ہے، گاڑی چلانی آتی ہے تب ہی تو حضرت کو لے جاتا ہوں۔ نہیں تو میں کیسے لے جاتا! وہ کہتے ہیں کہ حضرت کے سوال سے میں نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ حضرت کچھ کچھ چلانی آتی ہے، آپ فرمایئے گاڑی کس طرح چلاتے ہیں؟ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ گاڑی اس طرح چلاتے ہیں کہ گاڑی چلانے کے دوران ہمارے گاڑی چلانے کی وجہ سے کسی انسان اور کسی جانور کو کوئی تکلیف نہ ہو، اس طریقہ سے ہم گاڑی چلائیں کہ بلی اور کتا اگر سامنے سے گزریں تو ان کو بھی کوئی پریشانی نہ ہو۔ عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان اگر سامنے سے گزر رہے ہیں تو ہمارا فرض ہے اور ایمان کا تقاضہ ہے کہ راستے میں سے اپنی گاڑی اس طرح لے جائیں کہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ ورنہ ہمیں روڈ پر گاڑی چلانے کا حق نہیں! یہ ساری باتیں ہمارے دین وایمان کا حصہ ہیں، ان باتوں کا خیال کر کے روڈ پر چلنا، یہ راستے کا حق ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ راستے کا دوسرا حق یہ ہے کہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو تکلیف دینے والی چیزوں سے بچاؤ۔ یعنی تمہاری طرف سے کوئی ایسی بات پیش نہ آئے کہ جس سے کسی گزرنے والے کو تکلیف ہو اور اس سے تم اپنے آپ کو روکو اور بچاؤ تو پھر تم اس

besturdubooks.wordpress.com

قابل ہو کر راستے میں بیٹھو یا راستے میں کھڑے ہو ورنہ تمہیں راستے میں کھڑے ہونے اور اٹھنے بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

سلام کا جواب دینا

اور راستہ کا تیسرا حق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَرَدُّ السَّلَامِ

ترجمہ

''اور (آنے جانے والوں کے) سلام کا جواب دینا۔''

سلام کرنے میں اصل حکم تو یہ ہے کہ گاڑی میں بیٹھنے والا، پیدل چلنے والوں کو سلام کرے، پیدل چلنے والا کھڑے ہونے والے کو سلام کرے، بیٹھنے والا لیٹنے والے کو سلام کرے، چنانچہ حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ. (مشکوٰۃ: ۳۹۷)

ترجمہ

''جو شخص سواری پر ہو وہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ تعداد والے آدمیوں کو سلام کریں۔'' (بخاری ومسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

besturdubooks.wordpress.com

يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

ترجمہ

''چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔''

بہر حال! راستہ میں بیٹھنے کی بات ہو رہی ہے اس لئے آپ ﷺ یہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ گزرنے والوں کے سلام کا جواب دو۔ کیونکہ جو گزرنے والے مسلمان ہیں اور ان کو یہ حکم ہے کہ وہ جہاں سے اور جس جگہ سے بھی گزریں اور وہاں مسلمان بیٹھے ہوں تو ان کو سلام کریں اور بیٹھنے والے کا کام یہ ہے کہ وہ جواب دیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بیٹھنے والا سلام ہی نہ کرے، سلام تو ہر مسلمان کو کرنا ہی ہے، لیکن ترتیب یہ ہے کہ گزرنے والے بیٹھنے والوں کو سلام کریں، بیٹھنے والے ان کے سلام کا جواب دیں، اور اگر گزرنے والوں نے اپنی بے دھیانی یا کوتاہی کی وجہ سے سلام نہیں کیا تو بیٹھنے والوں کو چاہئے کہ وہ سلام کردیں۔ بہر حال! راستے کا ایک حق یہ ہے کہ جو راستہ میں کھڑا یا بیٹھا ہے وہ سلام کا جواب دے، یا خود سلام کرے، بلکہ ہر مسلمان کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ دوسرے مسلمان کو سلام کرے، چاہے وہ بیٹھنے والا ہو۔ ایک دوسرے کو سلام کرنا بہت بڑی نعمت ہے، یہ سلامتی کی جامع ترین دُعا ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

سلام کرنے میں درجے

سلام کے مختلف درجات ہیں، چونکہ سلام ''دعائیہ کلمات'' پر مشتمل ہے اس لئے سلام کرنے والا جتنی زیادہ دعائیں دے گا اتنا ہی زیادہ اس کو اجر ملے گا، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

''ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص آیا اور کہا: ''السلام علیکم'' آنحضرت ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا، پھر وہ شخص بیٹھ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کے لئے دس نیکیاں لکھ دی گئی ہیں، اس کے بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' آنحضرت ﷺ نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا، جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا: اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئی ہیں، اس کے بعد ایک اور شخص آیا اور کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آنحضرت ﷺ نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا اور جب وہ بیٹھ گیا تو ارشاد فرمایا: اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی گئیں ہیں۔'' (ترمذی، ابوداؤد، بحوالہ مشکوۃ۔ ۳۹۸)

ایک روایت میں ہے کہ ایک اور صاحب گزرے اور انہوں نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ، اس کا مطلب ہے کہ تم پر سلامتی ہو، رحمت ہو، برکت ہو اور مغفرت ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا ان کی چالیس نیکیاں ہوگئیں۔ جتنا گڑ اتنا ہی میٹھا۔ مغفرتہ تک بھی سلام کرنا اور جواب

besturdubooks.wordpress.com

دینا ثابت ہے۔ لیکن عام طور پر جو سلام ہے وہ برکاتہ تک ہے، اور افضل بھی یہی ہے۔ جب مسلمان ایک دوسرے کو سلام کریں تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہیں۔ جواب میں بھی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہیں۔

سلام عام کرنے کی فضیلت

سلام کے فوائد وثمرات بہت ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَ لَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ. (مشکوۃ: ص۳۹۷)

ترجمہ

''تم جب تک ایمان نہ لاؤ جنت میں داخل نہ ہوسکو گے اور تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ تم (اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے) آپس میں تعلق ودوستی قائم نہ کرو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید ارشاد فرمایا:

''کیا میں تمہیں ایک ایسا ذریعہ نہ بتاؤں جس کو اگر تم اختیار کرو تو تمہاری آپس میں دوستی کا تعلق قائم ہوجائے؟ اور وہ ذریعہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کا چلن عام کرو۔''

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

besturdubooks.wordpress.com

أَفْشُوا السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ.

(مشکوۃ)

ترجمہ

''یعنی آشنا و نا آشنا سب کو سلام کرو۔''

نیز ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ.

(مشکوۃ ۳۹۹)

ترجمہ

''تم میں سے کوئی شخص جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے تو اسے چاہئے کہ پہلے اس کو سلام کرے، اور اس کے بعد اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا (بڑا) پتھر حائل ہو اور پھر (اس معمولی وقفہ کے بعد) اس سے ملاقات ہو تو اس کو دوبارہ سلام کرے۔'' (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول

ایک قصہ یاد آیا صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیکیوں کے عاشق اور قدردان تھے، اللہ تعالیٰ ان ہی کا نقشِ قدم ہمیں بھی نصیب فرمائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ حضرت ابو طفیل رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ

besturdubooks.wordpress.com

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان کے پاس آتے اور کہتے کہ چلو بازار چلتے ہیں، اور پھر وہ بازار میں جاتے اور جو شخص بھی راستے میں ملتا تو اس کو سلام کرتے اور سلام کرتے کرتے بازار سے گزر کر واپس آجاتے۔ ایک دن وہ اسی طرح میرے پاس آئے اور کہا ابوفضل چلو بازار چلیں۔ میں نے کہا کہ حضرت! بازار جانے سے کیا فائدہ، کیا کریں گے آپ بازار جا کر، نہ آپ سودا خریدتے ہیں، نہ اور کوئی چیز پسند کرتے ہیں، نہ کوئی نرخ معلوم کرتے ہیں، نہ کسی سے کوئی بات چیت کرتے ہیں، نہ کہیں بیٹھتے ہیں، نہ کچھ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں، بس سلام ہی سلام کرتے ہوئے جاتے ہیں، اور سلام ہی سلام کرتے ہوئے واپس آجاتے ہیں، تو وہاں جانے کا آپ کو کیا فائدہ ہوا؟ آپ یہیں بیٹھیں، یہیں بیٹھے بیٹھے اللہ اللہ کرلیں گے۔ دین کی باتیں اور دین کا تذکرہ یہیں ہو جائے گا، وہاں جانے کا کیا فائدہ؟

بازار نیکیاں کمانے جاتا ہوں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، ارے بھئی! معلوم بھی ہے میں کس لئے بازار جاتا ہوں۔ میں بازار سودا سلف لینے کے لئے نہیں جاتا ہوں، مجھے اس کے لئے جانے کی ضرورت ہی نہیں، میں تو صرف سلام کی عبادت پر عمل کرنے کے لئے وہاں جاتا ہوں کہ وہاں پر مسلمانوں کو سلام کروں اور مسلمانوں کو سلام کر کے نیکیاں کماؤں اور وہ میرے سلام کا جواب دیں اور وہ نیکیاں

besturdubooks.wordpress.com

کمائیں۔ اس لئے کہ جتنے لوگوں کو سلام کیا جائے گا تو کم از کم دس نیکیاں تو ہیں ہی اور وبرکاتہ تک کیا تو تیں نیکیاں ہوگئیں۔ تو اس طرح ایک چکر میں سینکڑوں نیکیاں کمالیں گے، گھر بیٹھے کہاں اتنی نیکیاں کماسکیں گے جو بازار کے ایک ہی چکر میں کمالیں گے۔ سارے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہی تھے کہ وہ نیکیوں کے بڑے حریص تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ حرص نصیب فرمائے۔ آمین۔

بازار جانے کی دعا کی فضیلت

اسی طرح بازار کی ایک مشہور دعا ہے کہ جو شخص بازار میں جائے اور یہ کلمات کہے:

لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

تو حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ فضیلت ارشاد فرمائی ہے کہ:

كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَاعَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ وَبَنَا لَهُ بَيْتًا فِيْ الْجَنَّةِ.

(رواہ الترمذی: ج۲ــص۱۸۱)

ترجمہ

''اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں (اس کے نامۂ

besturdubooks.wordpress.com

اعمال میں) لکھ دیتے ہیں اور دس لاکھ برائیاں (اس کے نامۂ اعمال سے) مٹادیتے ہیں، اور اس کے دس لاکھ درجات بلند فرمادیتے ہیں، اور جنت میں اس کا گھر بناتے ہیں۔"

دعا پڑھے بغیر نہ گذریں

بازار تو ایسی جگہ ہے کہ وہاں پر کون نہ جاتا ہوگا؟ ہر آدمی امیر ہو یا غریب عام طور پر اس کو بازار جانا ہی پڑتا ہے، کوئی دُکاندار ہے تو بازار جاتا ہے، خریدار ہے تو بازار جاتا ہے۔ دو حال سے کوئی خالی نہیں ہے کہ یا تو وہ دکاندار ہے یا خریدار! ہر آدمی کو بازار جانا ہی پڑتا ہے اور کچھ نہیں تو بازاروں سے گزرنا تو پڑتا ہی ہے کیونکہ بازاروں سے راستے گزرتے ہیں تو اگر کوئی خریداری نہ کرتا ہو تو گاڑی میں بیٹھے بیٹھے یا پیدل تو گزرنا پڑتا ہی ہے اور اس پر آدمی کو یہ عظیم ثواب حاصل ہوسکتا ہے، بازار میں داخل ہونے کے بعد ایک یا تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے، نماز کی کتابوں میں عام طور سے یہ کلمہ لکھا ہوا ہوتا ہے تو اس کو وہاں سے یاد کرلینا چاہئے۔

نیکیوں کے حریص لوگ

جب صحابۂ کرام نے یہ فضیلت سنی تو ان کی تو شان ہی یہی تھی کہ وہ تو نیکیوں کے حریص تھے۔ لہٰذا اگر بازار میں کوئی کام نہ بھی ہوتا تو خالی اسی کلمے کو پڑھنے کے لئے بازار چلے جاتے تھے۔ بھئی ادھر سے کلمہ پڑھتے ہوئے گھر سے

besturdubooks.wordpress.com

نکل جائیں گے تاکہ گھر بھی پہنچ جائیں اور کلمہ کا جو ثواب ہے وہ بھی مفت میں حاصل ہو جائے۔ تو بہر حال مسلمانوں کے سلام کا جواب دینا یہ بھی راستے کا ایک حق ہے۔ جو آدمی راستے میں ہو اور اس کو کوئی مسلمان سلام کرے تو اس کو سلام کا جواب دینا چاہئے اور سلام کا جواب دینا بھی نیکی ہے اور سلام کرنا بھی نیکی ہے۔

سلام میں پہل کرنے کی فضیلت

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سو رحمتیں اترتی ہیں، جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو سلام کرنے والے کو ننانوے ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو ایک ملتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

''جو سلام کرنے میں پہل کرے گا وہ تکبر سے پاک ہو جائے گا۔'' (مشکوۃ)

بیان کا خلاصہ

راستے کے آٹھ حقوق آپ کے سامنے تفصیل سے بیان ہو گئے ہیں کہ:

☆ راستے کا پہلا حق یہ ہے کہ اپنی نظر نیچی رکھیں، نامناسب یا گناہوں کی جگہوں میں اپنی نظر کو استعمال نہ کریں، غلطی ہو جائے تو معافی مانگ لیں اور آئندہ نظر کی حفاظت کریں۔ اس میں دکاندار بھی آ گئے اور خریدار بھی۔

☆ راستے کا دوسرا حق یہ ہے کہ تکلیف دہ چیزوں سے اپنے آپ کو بچائیں یعنی ایسا کام یا ایسی بات نہ کریں یا ایسی چیز راستے

besturdubooks.wordpress.com

میں نہ ڈالیں کہ جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو، اس سے پرہیز کریں۔

☆ راستے کا تیسرا حق یہ ہے کہ گزرنے والوں کے سلام کا جواب دیں، اس کا خیال اور دھیان رکھیں۔

☆ راستے کا چوتھا حق ہے "امر بالمعروف" یعنی لوگوں کو اچھی بات بتائیں، دین کی بات بتائیں، جائز بات بتائیں، گناہ کی باتیں نہ کریں، گناہ کی باتیں نہ سنائیں، گناہ کی باتیں نہ پھیلائیں اور کوئی بری بات نہ کریں۔

☆ پانچواں حق "نھی عن المنکر" ہے یعنی لوگوں کو بُری باتوں سے روکیں۔

☆ چھٹا حق یہ ہے کہ جو شخص راستہ یا جگہ بھول گیا ہو، اس کی رہنمائی کریں۔

☆ ساتواں حق یہ ہے کہ کوئی شخص مظلوم ہو، حیران اور پریشان ہو، مدد کا خواہاں ہو تو اس کی مدد کریں۔

☆ آٹھواں حق یہ ہے کہ جو شخص اپنے سر پر وزن لادے ہوئے ہو، اپنے سر پر وزن رکھنا یا وزن اُتارنا چاہتا ہو، اُس کی مدد کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

besturdubooks.wordpress.com

باطن کے تین تباہ کن گناہ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی دامت برکاتہم العالیہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب
مولانا محمد قاسم امین صاحب ملتانی
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی
استاذ جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر

besturdubooks.wordpress.com

حسد و بغض دین کے لئے مہلک ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِیَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ۔

(رواه احمد والترمذی بحواله مشکوٰة ص: ۴۲۸)

ترجمہ

"تم سے پہلی امتوں کی بیماری "حسد اور نفرت" تمہارے اندر بھی سرایت کر آئی ہے، یہ مونڈنے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سر کے بال مونڈتی ہے..... نہیں، بلکہ یہ بیماری دین کا صفایا کر دیتی ہے۔"

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا.

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ .

besturdubooks.wordpress.com

(الانعام: ۱۲۰)

ترجمہ

''اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی۔ بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں اُن کو اُن کے کئے کی عنقریب سزا ملے گی۔ (بیان القرآن)

گناہوں سے توبہ کا اہتمام

اللہ جل شانہ نے ہمیں جن باتوں، کاموں اور عادتوں سے منع کیا ہے، ان کو گناہ کہتے ہیں، اور گناہوں سے بچنے کا حکم ہے، جان بوجھ کر گناہ کرنا جائز نہیں، اگر غلطی سے کوئی گناہ ہو جائے تو سچی توبہ کر لیں بلکہ اگر جان بوجھ کر بھی کوئی گناہ کر لیا ہے اور اس کو کچھ احساس ہوا ہے کہ میں نے گناہ کا کام کیا تھا، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا تو اس کو سچے دل سے توبہ کر لینی چاہئے۔ توبہ جان بوجھ کر کئے ہوئے گناہوں سے بھی ہوتی ہے اور بھول کر، غلطی سے کئے ہوئے گناہوں سے بھی ہوتی ہے، ہر قسم کے گناہوں سے توبہ ہو سکتی ہے۔

ظاہر و باطن کے گناہ

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں، ظاہر کے گناہ اور باطن کے گناہ۔ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک ظاہر اور دوسرا باطن۔ ظاہر وہ ہے جو ہمیں نظر آتا ہے، اور باطن وہ ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا، اور اسی کو دل کی دنیا کہتے ہیں اور جو نظر آتا

besturdubooks.wordpress.com

ہے اسے ظاہر کی دنیا کہتے ہیں۔ چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا، قتل کرنا، شراب پینا، سود کھانا، رشوت لینا، رشوت کھانا، غصب کرنا، ظلم کرنا، گالی دینا، الزام تراشی کرنا یہ سب ظاہر کے گناہ ہیں اور یہ سب حرام اور ناجائز ہیں۔ اسی طرح دل سے متعلق بھی بہت سے گناہ ہیں اور جیسے تکبر
کرنا، ریاکاری کرنا، دنیا کی محبت کا دل میں غالب
ہونا اور عُجب وخود پسندی وغیرہ کا ہونا۔ یہ بھی حرام
اور ناجائز ہیں۔

تکبر کی علامتیں

تکبر اصل میں دل کے اندر ہوتا ہے اور دل میں ہونے کی وجہ سے ظاہر میں بھی اس کے اثرات نظر آتے ہیں جیسے اکڑ کر چلنا، دوسروں کے بارے میں حقارت آمیز باتیں کرنا، اپنی بڑائی کی باتیں کرنا، ایسے انداز سے اٹھنا بیٹھنا کہ گویا میں بالکل سب سے الگ، ممتاز اور بڑا ہوں، لوگ میرے سامنے جھکیں اور میری بات مانیں، کوئی میری غلطی نہ نکالے اور وہ دوسرے کی غلطی نکالنا پسند کرے، یہ سب اس تکبر کے اثرات ہیں جو اس کے دل کے اندر ہوتا ہے تب ہی باہر بھی اس کے آثار نظر آ رہے ہیں۔

خود پسندی کی وجوہات

اسی طرح انسان اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔ دل میں یہ سوچتا ہے کہ میں بہت اچھا ہوں، میں بڑا صاحب کمال ہوں، میں بڑا حسین وجمیل ہوں، میں

besturdubooks.wordpress.com

بڑا تندرست وتوانا ہوں، میں بڑا مالدار ہوں، میرا تعلق بڑے اعلیٰ خاندان سے ہے، غرض میں تو سب سے اچھا ہوں، وہ دوسروں کو بڑا سمجھے یا نہ سمجھے مگر اپنے آپ کو اپنے دل میں اچھا سمجھتا ہے۔ اسے عُجب اور خود پسندی کہتے ہیں۔

یہ بھی ایک ایسا گناہ ہے جو باطن کے اندر پایا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں آدمی کسی کو کچھ نہیں سمجھتا وہ ہر کسی میں عیب نکالے گا اور اس کو اپنے عیب نظر نہیں آئیں گے، اپنی اچھائیاں نظر آئیں گی کیونکہ یہ اپنے آپ کو پسند کر رہا ہے اور اچھا سمجھ رہا ہے۔ ظفر کا شعر ہے۔

تھے جو اپنے عیوب سے بے خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے عیوب پر جو نظر
تو جہاں میں کوئی برا نہ رہا

جب تک اس کو اپنے عیب نظر نہیں آرہے تھے وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھ رہا تھا، جس دن اپنے عیب نظر آئیں گے تو معلوم ہوگا کہ اچھائیاں ہیں ہی نہیں، درحقیقت برائیاں ہی برائیاں ہیں اور جو اس کے اندر اچھائیاں ہیں وہ بھی نام کی اچھائیاں ہیں حقیقۃً ان کو اچھائیاں نہیں کہا جاسکتا پھر دنیا والے اس کو اچھے لگیں گے اور ان کے مقابلہ میں اپنا آپا اس کو برا لگے گا۔

ریاکاری کے اثرات

ریاکاری کا جذبہ بھی اصل میں دل کے اندر ہوتا ہے۔ دل میں انسان یہ چاہتا ہے کہ میں عبادت، نماز، روزہ اس لئے کروں، ذکر وتسبیحات اور اللہ اللہ

besturdubooks.wordpress.com

اس لئے کروں تا کہ میں لوگوں کی نظروں میں عبادت گزار شمار کیا جاؤں! اور لوگ مجھے کہیں کہ یہ تو بڑا عابد وزاہد آدمی ہے۔ یا وہ زکوٰۃ، صدقہ وخیرات اور دوسرے کے کاموں میں پیسہ اس لئے خرچ کرتا ہے تا کہ لوگ کہیں کہ یہ بڑا سخی آدمی ہے، یہ غریبوں کا باپ اور ماں ہے، کوئی اس کے در سے خالی نہیں جاتا، یہ تو یتیموں اور بیواؤں کا سرپرست ہے۔ بس ان تعریفی کلمات اور شہرت کو سننے کے لئے وہ خوب اللہ کے راستے میں مال دیتا ہے تا کہ اس کو شہرت حاصل ہو، یہ آدمی جو شہرت کے لئے کام کر رہا ہے دراصل اس کے اندر ریاکاری کا جذبہ موجود ہے۔

دنیا کی محبت اور اس کی نشانیاں

اسی طرح دنیا کی محبت بھی دل کے اندر ہوتی ہے اور خدانخواستہ وہ محبت حد سے آگے بڑھ جائے تو بس پھر آدمی نہ حلال وحرام کی پرواہ کرتا ہے اور نہ ادب وتہذیب کی پرواہ کرتا ہے۔ وہ سارے اخلاق کی حدود پھلانگ کر اپنی من مانی کرتا ہے، چوری کرنا چاہے، چوری کرنے میں اسے کوئی خوف نہیں ہوتا، رشوت لینا چاہے، اسے کسی کا ڈر نہیں ہوتا اور اگر سود کھانا چاہے تو کوئی پرواہ نہیں کرتا، اس کے اوپر مال کی محبت غالب ہوتی ہے، اس لئے اب نہ اس کو آخرت کا ڈر ہے، نہ جہنم کا خوف ہے، نہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی اندیشہ ہے۔ وہ ہر چیز سے آزاد ہو کر اپنی من چاہی میں لگا ہوا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

تین تباہ کن گناہ

دنیا کی محبت، تکبر، ریاکاری اور خود پسندی، یہ سب دل کی دنیا کے حرام وناجائز اور گناہِ کبیرہ ہیں۔ باطن کے گناہوں میں سے تین گناہ اور بھی ہیں جن کی طرف میں اس وقت آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ان میں سے ایک کینہ، دوسرا بغض اور تیسرا حسد کا گناہ ہے۔ یہ گناہ بھی دل کے اندر ہوتے ہیں۔

آج کل گھر گھر بغض، کینہ اور حسد سے بھرے ہوئے ہیں، اور یہ دنیا کی زندگی کو بھی عذاب بنانے والے اور آخرت میں بھی انسان کو جہنم میں داخل کرنے والے گناہ ہیں۔ اس لئے ان گناہوں سے بچنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے ان کو بیان کرنے کا ارادہ کیا تاکہ ہم اپنے باطن کو ٹٹولیں اور اپنے دل کی دنیا میں جھانک کر دیکھیں کہ کون کون سے سانپ بچھو ہمارے اندر پل رہے ہیں اور اگر خدانخواستہ بغض، کینہ یا حسد سے دل بھرا ہوا ہے تو اس سے توبہ کریں اور اپنے سینے کو پاک کریں۔

بغض کی تعریف

بغض کے معنیٰ کسی سے نفرت کرنے اور اس کا برا چاہنے کے ہیں۔ کسی سے اپنے دل میں بغض رکھنا اور برا چاہنا دل کا گناہ ہے، جو بغض کہلاتا ہے۔ چاہے کسی بھی دنیاوی وجہ سے دل میں کسی کے لئے نفرت ہو، چاہے اس وجہ سے بغض رکھتا ہے کہ اس سے جھگڑا ہو گیا، یا اس وجہ سے بغض رکھتا ہے کہ اس نے دھوکہ دے دیا، یا اس وجہ سے بغض رکھتا ہے کہ اس نے مار پیٹ دیا اور ساتھ ہی

besturdubooks.wordpress.com

دل سے اس کا برا چاہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آپ یہ سوچ رہے ہونگے کہ اگر کسی نے مارا ہے تو ہم اسے دل سے برا نہ سمجھیں اور کیا اس سے پیار کریں، محبت کریں، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر کسی نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کی ہے، بدتمیزی کی ہے، ستایا ہے یا تکلیف دی ہے، مارا پیٹا ہے تو اس کی وجہ سے آپ کا جو دل دکھا ہے یہ بغض و کینہ نہیں، اس کو اپنے دل سے نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ طبعی اثر ہے۔ اگر کوئی ہمارے ساتھ بدسلوکی کرے گا تو اس سے ہمارا دل دکھے گا اور اگر کوئی اچھا سلوک کرے گا تو اس سے ہمارا دل خوش ہوگا۔ یہ ہماری فطرت ہے۔

بدلہ لے لو یا معاف کردو

شریعت کا کوئی حکم فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ اگر کسی نے ہمیں ستایا ہے یا پریشان کیا ہے تو ہمیں شریعت نے دو اختیار دیئے ہیں کہ بدلہ لے لو یا معاف کردو۔ تیسری چیز کی اجازت نہیں ہے اگر معاف بھی نہ کرو اور بدلہ بھی نہ لو اور اس کے بجائے دل کے اندر برائی رکھو اور اس کا برا چاہو اور اس سے ایسی نفرت کر کے بیٹھ جاؤ تو یہ قطع تعلقی ہوگی جس سے پھر مزید جھگڑا اور لڑائی ہوگی، یہ سب کچھ بغض رکھنے کی وجہ سے ہوگا۔ جو دل دکھ رہا ہے وہ صحیح ہے، یہ حکم نہیں ہے کہ کوئی تمہیں مارے تو تم ہائے بھی مت کرو۔ ہمارے پاس دو اختیار ہیں کہ ہائے کرنے کے بعد یا تو تم بھی اس کو ایسا مارو کہ وہ بھی ہائے کرنے لگے اور اگر اللہ

besturdubooks.wordpress.com

کے لئے معاف کردو تو یہ اعلیٰ درجہ ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَھُمُ الْبَغْیُ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ○ وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْھِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ○ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ (الشوریٰ: ۳۹ تا ۴۳)

''اور (صاحب ایمان ومتوکل ایسے منصف ہوتے ہیں) کہ جب ان پر (کسی کی طرف سے کچھ) ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ (اگر بدلہ لیتے ہیں تو) برابر کا بدلہ لیتے ہیں (زیادتی نہیں کرتے) اور (برابر کا بدلہ لینے کیلئے ہم نے یہ اجازت دے رکھی ہے کہ) برائی کا بدلہ ویسے ہی برائی ہے (بشرطیکہ وہ فعل فی نفسہ معصیت نہ ہو) پھر جو شخص معاف کردے اور (باہمی معاملہ کی) اصلاح کرلے (جس سے عداوت جاتی رہے اور دوستی ہوجائے کہ یہ معافی سے بھی بڑھ کر ہے) تو اس کا ثواب (حسب وعدہ) اللہ کے ذمے ہے (اور جو بدلہ لینے میں زیادتی کر گزرے تو وہ سن لے کہ) واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

besturdubooks.wordpress.com

اور جو (زیادتی نہ کرے بلکہ) اپنے اوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ہے، الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، (خواہ ابتدائی طور پر ظلم کرتے ہوں یا بوقتِ انتقام زیادتی کر جاتے ہوں) اور ناحق دنیا میں سرکشی (اور تکبر) کرتے (پھرتے) ہیں، ایسوں کے لئے دردناک عذا(مقرر) ہے اور جو شخص (دوسرے کے ظلم پر) صبر کرے اور معاف کردے تو یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ معاف کرنا اور درگزر کرنا سب سے بہتر اور اولوالعزمی ہے۔ اس لئے معاف کردینا چاہئے، اللہ کے لئے معاف کرنا تو ہر ایک کے اختیار میں ہے، معاف کرنے کے بعد بھی جو دل دکھا ہوا ہے وہ دکھتا رہے، اس حالت کو دور کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ حالت کوئی گناہ نہیں ہے، اس کی بالکل ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی آپ کو سوئی چبھودے اور آپ سی کرکے رہ جائیں اور پھر وہ پاؤں پکڑ کر معافی مانگ لے اور آپ اس کو معاف کردیں تو معاف کرنا درست ہے، لیکن جلن تو پھر بھی رہے گی تو معاف کرنے کے باوجود اس جلن کا ہونا فطری بات ہے۔ بدلہ لینا چاہو تو تم بھی سوئی چبھولو تاکہ جس طرح تمہاری سی نکلی تھی اس کی بھی سی نکل جائے تاہم اگر آپ نے اسے معاف کردیا تو اس کا گناہ معاف ہوگیا اور معاف کرنے میں زیادہ ثواب

besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ جیسا کہ ابھی قرآنی آیت میں گزرا۔

کسی کی ذات قابلِ نفرت نہیں

ایک بات اور سمجھ لیں کوئی انسان کیسا ہی بدتر سے بدتر اور برے سے برا ہی کیوں نہ ہو ایک اس کی ذات ہے، اور ایک اس کا فعل ہے مثلاً ڈاکو ہے ایک اس کی ذات ہے اور ڈاکہ ڈالنا اس کا فعل ہے۔ ہمیں ڈاکہ ڈالنے کے عمل سے نفرت ہونی چاہئے نہ کہ اس کی ذات سے، اس کی ذات قابلِ نفرت نہیں ہے، صرف اس کا فعل قابلِ نفرت ہے، اس کے فعل نے اس کو بدنام، ذلیل ورسوا کر دیا ہے لیکن ہم اس کی ذات کو برا نہیں سمجھ سکتے، اس کی ذات سے صرف جو حرام و ناجائز فعل صادر ہو رہا ہے اس کو برا اور اس کو حرام سمجھنا چاہئے اور اس سے بچنا چاہئے اور دوسرے کو بچنے کی تلقین کرنی چاہئے لیکن اس گناہ کی وجہ سے اس کی ذات کو حقیر اور ذلیل سمجھنا اور اس سے نفرت کرنا صحیح نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ:

معرفتِ خدائے عزوجل بر آنکس حرام است
کہ خود را از کافر فرنگی بہتر داند

ترجمہ

''اللہ تعالیٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے آپ کو فرنگی کافر سے بہتر سمجھے۔''

besturdubooks.wordpress.com

حضرت نے اس مکتوب میں آگے چل کر اس کی وجہ بھی تحریر فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ پاک فرنگی کافر کو ایمان کی دولت سے نواز دیں اور خود کو بہتر سمجھنے والے شخص سے اخیر عمر میں ایمان سلب فرمالیں اور اعتبار خاتمہ کا ہے، اس لئے کسی کی ذات سے ہرگز نفرت نہیں کرنی چاہئے۔

بغض اور کینہ

بغض اور کینہ دونوں ایک ہیں، الفاظ الگ ہیں مگر مفہوم دونوں کا ایک ہے، مثلاً جس شخص سے دل برا ہو جائے اس کی برائی چاہنا اور سوچنا شروع کر دے کہ کسی نہ کسی طرح وہ ذلیل ورسوا ہو جائے، کوئی اس کو عزت نہ دے، کسی طرح وہ ناکام ونامراد ہو، کسی طرح اس کا کاروبار فیل ہو، کہیں اس کا حادثہ ہو اور اس کا خاتمہ ہو۔ جب کوئی اس کو ذلیل کر دے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ یہ ہے دوسرے کی برائی اور بدخواہی چاہنا، اسی کا نام کینہ اور بغض ہے اور اسی بغض سے آگے چل کر انسان کے دل میں ایک اور گناہ پیدا ہوتا ہے جس کو حسد کہتے ہیں۔

حسد کی تعریف

حسد کے اندر انسان کسی دوسرے کے بارے میں دل کے اندر اپنے قصد واختیار سے یہ چاہتا ہے کہ اس کو جو عزت ملی ہوئی ہے یہ کسی طرح ختم ہو اور مجھے مل جائے، اگر مجھے نہ ملے تو کم از کم اس کے پاس بھی نہ رہے۔ اس کو جو صحت ملی ہوئی ہے وہ نہ رہے، وہ ختم ہو جائے، اس کے پاس جو مال ودولت ہے وہ ختم

besturdubooks.wordpress.com

ہو جائے، اس میں جو بھی کمال اور خوبی ہے یا جو بھی اس کے پاس نعمت ہے، اس کو دیکھ کر اس کے دل میں یہ کڑھن اور جلن ہوتی ہے کہ کسی طریقے سے اس کی یہ نعمت ختم ہو جائے، اس کی یہ ترقی ختم ہو جائے، اس کی عزت چلی جائے، اس کا عہدہ جاتا رہے، یہ اتنا آگے کیسے بڑھ گیا؟ میں کیوں پیچھے رہ گیا؟ بس یہ کسی طریقے سے میرے سے پیچھے ہو جائے۔ جب انسان اپنے دل میں اپنے قصد و اختیار سے ایسا ارادہ کرتا ہے تو اس کو حسد کہتے ہیں۔

حسد سے بچنے کی نصیحت

اور یہ تینوں گناہ بغض و کینہ اور حسد آج ہمارے معاشرے میں بہت پائے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ان سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اے بیٹے! تم سے ہو سکے تو تم صبح و شام اس حال میں کرو کہ تمہارے دل میں کسی مسلمان سے حسد نہ ہو۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِیَ الْحَالِقَةُ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ. (رواہ احمد والترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۲۸)

ترجمہ

besturdubooks.wordpress.com

''تم سے پہلی امتوں کی بیماری ''حسد اور نفرت'' تمہارے اندر بھی سرایت کر آئی ہے، یہ مونڈنے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سر کے بال مونڈتی ہے..... نہیں، بلکہ یہ بیماری دین کا صفایا کر دیتی ہے''

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پھر ہر مؤمن بندے کی بخشش ہو جاتی ہے، مگر ان دو بندوں کی بخشش موقوف کر دی جاتی ہے جن کے درمیان نفرت اور کینہ ہو، ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو جب تک یہ آپس میں صلح نہ کر لیں۔ (مشکوۃ ص ۴۲۸)

دیکھئے! آپ ﷺ کتنی تاکید کے ساتھ حسد سے بچنے کا حکم دے رہے ہیں۔

بغض اور حسد کا سب سے بڑا نقصان

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اندر پچھلی امتوں کی کچھ دل کی بیماریاں منتقل ہوئی ہیں۔ پچھلی امتیں باطنی طور پر جن بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا تھیں ان میں سے کچھ گناہ تمہارے اندر بھی سرایت کر گئے ہیں اور وہ بغض و حسد ہیں۔ بغض اور حسد دونوں دل کے گناہ ہیں اور ایسے گناہ ہیں جو مونڈنے والے

besturdubooks.wordpress.com

ہیں اور صاف کرنے والے ہیں بلکہ یہ دین کا صفایا کرنے والے ہیں کہ جس کے دل میں حسد و بغض ہو گا اس کے دل سے دین نکل جائے گا۔ اللہ بچائے!

حسد کی آگ ایسی ہے کہ اگر خدانخواستہ بھائی اس کے اندر مبتلا ہو جائے اور اس کو اپنے سگے بھائی سے حسد ہو جائے تو وہ اس کو جان سے مارنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ایک مسلمان کو اگر کسی مسلمان سے خدانخواستہ حسد ہو جائے تو وہ اس کی عزت بھی خاک میں ملا دیتا ہے، اس کو بے آبرو کر دیتا ہے اور ہر طرح سے اس کو خوار کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتا کہ یہ میرا بھائی ہے یا میرا مسلمان بھائی ہے یا میرا رشتہ دار ہے یا میرا پڑوسی ہے یا میرا عزیز ہے۔ اس کو نہ اس کی کار بھاتی ہے، نہ اس کا بنگلہ بھاتا ہے، نہ اس کا کارخانہ بھاتا ہے۔ بس رات دن جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا بیڑا غرق ہو جائے، چاہے وہ پہلے سے اس کا گہرا دوست ہو لیکن چونکہ یہ پیچھے رہ گیا اور وہ آگے نکل گیا اس لئے اب اس کو اس کی ترقی سے رات دن حسد ہوتا ہے، اس حسد کی وجہ سے وہ اس کی غیبتیں بھی کرے گا، اس پر الزام بھی لگائے گا، تہمتیں بھی لگائے گا، بدگمانی بھی کرے گا، بدزبانی بھی کرے گا اور اس کا بس چلے گا تو قتل بھی کر دے گا اور اگر خود نہیں کرے گا تو کسی سے کروا دے گا۔ اور اکثر اسی بغض و حسد کی وجہ سے جادو، ٹونہ اور کالا علم کروایا جاتا ہے۔

دیکھا! حسد نے کتنے بڑے کام کروائے؟ اس نے دین مونڈا یا نہیں؟ انسان کے دل سے خدا کا خوف نکل جاتا ہے، آخرت کی فکر نہیں رہتی، مسلمان کے حقوق کا پاس نہیں رہتا، اس کی عزت باقی نہیں رہتی، اس کا احترام اس کے دل

besturdubooks.wordpress.com

سے نکل جاتا ہے، یہ سب دین کے احکام تھے جو حسد کی وجہ سے اس نے فراموش کر دیئے اور پسِ پشت ڈال دیئے۔ اس لئے آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ بغض و حسد ایسے گناہ ہیں کہ یہ دین کا ایسا صفایا کرتے ہیں جس طرح استرا سر کے بال صاف کر دیتا ہے، جس طرح اس سے ایک بال نہیں بچتا، اسی طرح اس کے دل میں بغض و حسد کی وجہ سے دین کی رمق تک باقی نہیں رہتی۔

سب سے افضل کون؟

ایک روایت میں ہے کہ نبیٔ اکرم جناب رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ:

اىُّ النَّاسِ أفْضَلُ

''لوگوں میں سب سے افضل کون ہیں؟''

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ.

ترجمہ

''ہر وہ آدمی جو مخموم القلب ہو، زبان کا سچا ہو۔''

تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ حضور! صدوق اللسان کے معنیٰ تو ہماری سمجھ میں آ گئے کہ جو زبان کا سچا ہوا سے صدوق اللسان کہتے ہیں لیکن مخموم القلب کے معنیٰ سمجھ میں نہیں آئے۔ آپ ﷺ اس کے معنیٰ بتا دیجیے۔

آنحضرت ﷺ نے اس کی وضاحت ان الفاظ میں ارشاد فرمائی:

هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا

besturdubooks.wordpress.com

حَسَدَ. (سنن ابن ماجه: ۴۲۱۲)

ترجمہ

''مخموم القلب وہ آدمی کہلاتا ہے جو متقی و پرہیز گار ہو، اس کا دل ایسا صاف ہو کہ اس میں نہ تو گناہ کا نام ونشان ہو، نہ اس میں زیادتی، سرکشی، حسد اور کینہ (جیسے قبیح عناصر) ہوں۔''

مطلب یہ ہے کہ اس کا دل آئینہ کی طرح بالکل صاف شفاف ہو، کسی بھی قسم کی نافرمانی، بدعملی نہ ہو اور گناہ کے دھبہ سے اس کا دل داغ دار نہ ہو۔

دل کو صاف رکھنے کی فضیلت

جس کے دل کی دنیا پاک ہو جاتی ہے اس کی ظاہر کی دنیا بھی پاک ہو جاتی ہے، اگر کسی کی ظاہر کی دنیا گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے دل کی دنیا میں اندھیرا ہے، اس کا دل تاریک ہے۔ صاف دل آدمی کو کسی سے بغض نہیں ہوتا، کسی سے اس کو حسد نہیں ہوتا، کسی سے اس کو کوئی نفرت نہیں ہوتی اور کسی سے اس کو کینہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر ایک کا ہمدرد اور بہی خواہ ہوتا ہے اور ہر ایک کی خیر چاہنے والا ہوتا ہے۔ اور ایک بات آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ وہ زبان کا سچا ہوتا ہے۔ ''سارے لوگوں میں یہ دو قسم کے آدمی سب سے افضل اور سب سے بہتر ہیں'' کیونکہ جس کے اندر یہ اوصاف ہوں وہ عالی اخلاق کا مالک ہوگا۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ جو چیز میزانِ عمل میں بھاری ہوگی وہ اچھے اخلاق ہوں گے۔ نماز، روزہ اور زکوۃ بھی اتنے بھاری نہیں ہوں گے جتنا حسنِ اخلاق بھاری ہوں گے اور زبان کا سچا ہونا اور دل کا صاف

besturdubooks.wordpress.com

اور شفاف ہوتا کہ کسی کی طرف سے کوئی کدورت دل میں نہ ہوتا۔ یہ باتیں حسنِ اخلاق کی سردار اور بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔

حسد سے بچنے کی تاکید

ایک روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَ الْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ . (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ

''حسد سے بچو اس لئے کہ یہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا کر ختم کرتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر ختم کر دیتی ہے۔''

اب اگر کسی کے دل میں خدانخواستہ کسی کی نعمت دیکھ کر یا کسی کی عزت دیکھ کر یا کسی کا عہدہ دیکھ کر یا کسی کی ترقی دیکھ کر یا کسی کی قوت دیکھ کر یا کسی کی خوبصورتی کو دیکھ کر یا کسی کے زیور کو دیکھ کر یا کسی کے کپڑے کو دیکھ کر حسد ہو تو وہ کیا کرے! کیسے اس بیماری کا علاج کرے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تین باتوں پر وہ عمل کرے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اس حسد کی بیماری سے نجات مل جائے گی۔

حسد سے بچنے کا طریقہ

سب سے پہلے تو وہ یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے کا کیا فائدہ؟ میں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوں، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے اور یہ سب کچھ میرے مالک کا ہے، اس نے

besturdubooks.wordpress.com

اپنی حکمت، اپنی مصلحت اور اپنی قدرت سے عزت، دولت، صحت اور خوبصورتی تقسیم کی ہے۔ تو یہ سب ان کی تقسیم ہے، میں ان کی تقسیم پر اعتراض کر کے کہاں جاؤں گا؟ کہ مجھے یہ نعمت کیوں نہیں ملی اور اس کو کیوں ملی؟ دنیا تو مجھے مل ہی نہیں رہی اگر حسد کروں گا تو میرا آخرت کا حصہ بھی چلا جائے گا لہٰذا میں ایسے احمقانہ کام کیوں کروں؟ پہلے اس کو سوچیں۔ پھر یہ سوچیں کہ اگر میں حسد کروں بھی تو میرے حسد کرنے سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوگا، میرے دل میں حسد ہے جس سے اس کو تو کچھ بھی فرق نہیں پڑے گا، میرا دوگنا نقصان ہو رہا ہے، ایک تو مجھے کچھ مل بھی نہیں رہا، دوسرے خود میرا دل جل رہا ہے، میرا دل دکھ رہا ہے، یہ میرا اپنا نقصان ہے۔ اس کے نتیجے میں ہوسکتا ہے کہ شوگر ہو جائے، ہوسکتا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر ہو جائے، ہوسکتا ہے کہ کوئی اور خطرناک بیماری ہو جائے تو کتنا نقصان ہو گیا۔ بھئی ایک تو تکلیف ہو جانا خود ایک نقصان ہے، ملا ملایا کچھ نہیں اور بیٹھے بٹھائے تکلیف ہو رہی ہے، اس تکلیف کے نتیجے میں بڑی تکلیف ہوگئی تو اسپتال بھی پہنچ گئے۔ جو تھوڑے بہت پیسے تھے وہ بھی خرچ ہو گئے تو یہ سوچو کہ آخر اس کا کیا فائدہ ہے؟ یہ تو حرام اور ناجائز ہے اور اس کا یہ عذاب اور وبال ہے کہ جو کچھ نیکیاں ہیں ان کا بھی صفایا ہو جائے گا۔ اپنے آپ کو جھنجھوڑیں کہ کم بخت تو ایسا نہ کر، مال تو تجھے مل ہی نہیں رہا، حسد کرنے سے عزت ملنے سے رہی نہیں، جب تو اس سے حسد کرے گا تو تیری آخرت کا بھی نقصان ہو جائے گا۔ لہٰذا ان تین باتوں کو سوچنے سے ہی حسد کا قلع قمع ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

besturdubooks.wordpress.com

حسد سے بچنے کا دوسرا طریقہ

لیکن اگر بالفرض کسی کا حسد بہت ہی تگڑا ہو، تو ایک چوتھی بات اور بھی ہے وہ یہ کہ جس سے حسد ہو رہا ہے اس کے لئے خوب دعا کرنا شروع کر دیں کہ یا اللہ! اس کو اور عطا فرما۔ اگر مال سے حسد ہو رہا ہے تو یوں دعا کریں: ''یا اللہ! اس کے مال میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرما۔'' عزت سے ہو رہا ہے، تو اے اللہ! اس کی عزت میں اور اضافہ فرما۔ بس اس طرح دعا کرنے سے دل پہ آرہ چل جائے گا، دل تو چاہ رہا ہے وہ ذلیل ہو اور زبان سے کہہ رہا ہے یا اللہ! اس کی سو فیصد عزت میں اضافہ فرما، اس کو عہدہ اور ترقی عطا فرما۔ یا اللہ! اسکے منصب، عزت، مال و دولت میں اضافہ فرما۔ دعا کرنے کا عمل ایسا ہے کہ اِدھر اس کے لئے دعا شروع ہوگی، اُدھر انشاء اللہ تعالیٰ حسد کی جڑ کٹنی شروع ہو جائے گی، کیونکہ علاج کبھی ضد کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ گرمی لگ رہی ہو تو ٹھنڈی چیزیں کھلا دو اور سردی لگ رہی ہو تو گرم چیزیں کھلا دو۔ یہاں بھی وہی علاج ہو رہا ہے کہ دل چاہ رہا ہے کہ وہ خاک میں مل جائے، کچھ بھی اس کے پاس نہ رہے، سب میرے پاس آ جائے۔ اب کہہ رہا ہے کہ یا اللہ! مزید در مزید اس کو عطا فرما دے اور اس پر فضل فرما دے، اس کو اور زیادہ عطا فرما دے۔ اس طرح دعا کرنے سے دل میں جو غلط جذبہ پیدا ہو رہا ہے وہ مٹ جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ایک سبق آموز واقعہ

مؤمن کے دل میں کسی سے نہ بغض ہونا چاہئے، نہ کینہ ہونا چاہئے، نہ

besturdubooks.wordpress.com

حسد ہونا چاہئے۔ اس پر ایک عجیب واقعہ یاد آیا جو احادیثِ طیبہ میں آتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے بشارت دی کہ:

''ابھی ایک شخص آئے گا، تم جنتی آدمی کو دیکھنا چاہتے ہو تو اسے دیکھ لینا۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سب لوگ متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک انصاری صحابی جو زراعت پیشہ تھے ان کے باغات وغیرہ تھے جہاں وہ کام کرتے تھے، وہ آئے اور ان کے تازہ تازہ وضو کی وجہ سے داڑھی میں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے، وہ الٹے ہاتھ میں چپل لئے ہوئے تھے۔ اور آپ ﷺ کی خدمت میں آکر بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ کی باتیں سنیں اور پھر سلام کر کے چلے گئے۔

دوسرے دن پھر مجلس ہوئی تو آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اگر کسی کو جنتی شخص دیکھنا ہو تو ابھی آنے والے شخص کو دیکھ لے وہ جنتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا کہ آج کے دن کون صحابی تشریف لائیں گے؟ تھوڑی دیر میں کیا دیکھتا ہوں کہ جو صحابی کل آئے تھے وہی تشریف لا رہے ہیں اور اسی طرح آ رہے ہیں جس طرح کل آئے تھے اور پھر اسی طرح واپس چلے گئے۔ تیسرے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہوئی۔ پھر آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ جس کسی کو جنتی شخص دیکھنا ہو تو اسے

besturdubooks.wordpress.com

دیکھ لے جو ابھی آئے گا۔ تو کیا دیکھا کہ وہی پہلے دن والے صحابی تشریف لا رہے ہیں، اسی طرح جیسے پہلے اور دوسرے دن آئے تھے۔

دو اہم سنتیں

یہاں ان صحابی کے عمل سے دو اہم باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ جوتا بائیں ہاتھ میں لینا چاہیے، دائیں ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے۔ یہی سنت طریقہ ہے کہ دایاں ہاتھ اچھے اور اعلیٰ کاموں کے لئے ہے جبکہ بایاں ہاتھ برے اور ادنیٰ کاموں کے لئے ہے جیسے استنجا کرنا، ناپاکی کو دھونا، جوتا لینا اور ضرورت کے وقت گندگی میں ہاتھ ڈالنا وغیرہ۔ دایاں ہاتھ اچھے کاموں کے لئے ہے۔ اسی لئے وہ انصاری صحابی اس سنت پر عمل پیرا تھے۔

دوسرے وضو کرنے کے بعد پونچھنا اور نہ پونچھنا دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو دونوں سنتوں پر عمل کر سکتے ہیں۔ سردیوں میں پونچھ لیا کریں اور گرمیوں میں نہ پونچھا کریں۔ تو وہ صحابی اسی سنت پر عمل پیرا تھے کہ وضو کرنے کے بعد انہوں نے اپنا چہرہ صاف نہیں کیا اس لئے داڑھی سے ہلکے ہلکے پانی کے قطرے گر رہے تھے جیسے تازہ تازہ وضو میں گرتے ہیں۔ اس طرح سے وہ آئے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جستجو

حاضرین میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ

besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ عنہ جو صحابۂ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین میں عبادت گزار مشہور تھے وہ انصاری صحابی کے پیچھے چل دیئے اور راستے میں ان سے کہا کہ میری اپنے والد صاحب سے میری کچھ کھٹ پٹ ہوگئی ہے اور میں نے تین دن گھر نہ جانے کی قسم کھالی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ہاں تین دن گزار لوں، جب قسم پوری ہو جائے گی تو میں گھر چلا جاؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں کوئی بات نہیں، آجاؤ۔ حضرت عبداللہ تین دن تک ان کے گھر میں رہے اور ان کی نقل و حرکت کا جائزہ لیتے رہے اور دیکھتے رہے کہ ان کا دن کس طرح گزرتا ہے؟ اور رات کیسی گزرتی ہے؟ تین دن کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ظاہری طور پر ان کا کوئی عمل نظر نہیں آرہا جس کی بنیاد پر تین دن تک انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت حاصل کی ہے۔ صبح سے شام تک وہ اپنی زمین میں کام کرتے رہتے جبکہ نماز کے وقت سب کام چھوڑ کر اطمینان و سکون سے نماز پڑھتے اور پھر کام میں لگ جاتے۔ سارا دن کوئی گناہ کی بات نہیں کرتے تھے۔ اول تو بولتے ہی نہیں تھے اور بولتے تھے تو بھلائی کی بات بولتے تھے۔

دو سنہری عمل

ہمارے لئے اس واقعہ میں بہت بڑا سبق ہے کہ ہم اپنی زبان کو جو بے خوف و خطر اور بے لگام استعمال کرنے کے عادی ہیں، جس کے نتیجے میں بڑے بڑے گناہ ہماری زبان سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں، یہ نبیٔ اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا طریقہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا

besturdubooks.wordpress.com

ارشاد ہے کہ:

قُلْ خَيْرًا وَّاِلَّا فَاصْمُتْ

ترجمہ

''یا تو اچھی بات کہو ورنہ خاموش رہو''

وہ صحابی اسی پر عمل پیرا تھے۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں تین دن تک ان کے ساتھ رہا وہ بولتے نہیں تھے، جب بولتے تھے تو کوئی نہ کوئی اچھی بات بولتے تھے، بس ہر مؤمن کو یہی کرنا چاہئے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ بس زبان پر تالا لگادو، جب بولو سبحان اللہ کہو اور الحمد للہ کہو۔ میری گذارشات کا مقصد یہ ہے کہ گناہ کی باتیں اور بے کار باتیں زبان سے مت کرو۔ فضول باتیں، فضول بحثیں اور لایعنی گفتگو ہمارے معاشرے میں عام ہیں، اس سے بچیں، ہاں جائز اور مباح باتیں کرنے میں مضائقہ نہیں۔

بہر حال! ایک عمل ان کا یہ دیکھا کہ وہ نماز کے وقت نماز پڑھتے تھے اور وہ خاموش رہتے تھے اور بولتے تھے تو کام کی بات کرتے تھے۔ ان کا دن اس طرح گزرتا تھا پھر رات کو وہ گھر آتے اور عشاء کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر فوراً بستر پر چلے جاتے اور پھر ساری رات صبح صادق تک سوتے ہی رہتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے ان تین دن میں ان کو تہجد کے لئے بھی اٹھتا ہوا نہیں دیکھا۔ جبکہ صحابۂ کرام کے زمانے میں تہجد نہ پڑھنے کا تو سوال ہی نہیں تھا، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ صحابی ہو اور تہجد نہ پڑھے! صحابہ کرام پر بھی گو تہجد فرض نہیں تھی لیکن وہ تہجد گزار تھے۔ لیکن ان صحابی کو تین دن تک انہوں نے دیکھا کہ ساری

besturdubooks.wordpress.com

رات سوتے رہے، البتہ بھی رات کو آنکھ کھلی تو لیٹے لیٹے اللہ اللہ کر لی، اللہ اکبر، سبحان اللہ والحمد للہ کہہ لیا اور پھر نیند آ گئی، پھر سو گئے جیسے ہی فجر کی آذان ہوئی فوراً کھڑے ہو گئے۔

حقیقتِ حال کی وضاحت

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تین دن کے بعد ان انصاری صحابی کو اصل بات بتلائی کہ تین دن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے الگ الگ تین مجلسوں میں تمہارے جنتی ہونے کی بشارت سنی ہے۔ایسی بشارت میں نے کسی اور صحابی کے لئے نہیں سنی۔تو میں آپ پر رشک کرنے لگا کہ یہ صحابی کیسے ہیں؟ کہ حضور ﷺ ان کے بارے میں تین دن تک الگ الگ مجلسوں میں جنتی ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں اور نہ صرف یہ فرما رہے ہیں کہ جنتی ہے بلکہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ کسی کو دیکھنا ہو تو دیکھ لو! کہ جنتی ایسا ہوتا ہے۔اللہ اکبر! تو میرے دل میں آیا کہ میں بھی آپ کے ان اعمال کا جائزہ لوں کہ وہ کون سے اعمال ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے۔میں بھی وہ عمل کر لوں۔بس اس لئے میں آپ کے گھر آیا تھا تو تین دن کی تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ بظاہر آپ کا کوئی خاص اور بڑا عمل نہیں ہے اور بشارت اتنی بڑی ہے کہ اللہ بہتر جانے کہ آپ کو اتنی بڑی بشارت کس وجہ سے ملی ہے؟

جنت کی بشارت ملنے کی وجہ

انصاری صحابی نے جواب میں کہا کہ اے عبداللہ! حقیقت یہ ہے کہ جتنا

besturdubooks.wordpress.com

تم نے مجھے دیکھا ہے میں اتنا ہی عمل کرتا ہوں اس سے زیادہ عمل نہیں کرتا۔ اور انہوں نے سلام کیا اور چل دیئے، تھوڑی دور جانے کے بعد ان انصاری صحابی نے دوبارہ آواز دی یا عبداللہ! ادھر آؤ مجھے ایک بات اور یاد آگئی اور وہ یہ ہے کہ میرا عمل تو اتنا ہی ہے جتنا تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے لیکن میرے دل میں دو باتیں ہیں ایک تو میرے دل میں کسی مسلمان سے کوئی حسد نہیں ہے۔ میں دل سے ہر مسلمان کا خیر خواہ ہوں، میں ہر مؤمن کی ہمدردی اپنے دل میں رکھتا ہوں، دوسرے کسی مسلمان سے میرے دل میں کوئی کینہ نہیں ہے، میرا دل کینے سے صاف اور پاک ہے۔ بس یہ بات مجھے یاد آگئی جو میں تمہیں بتا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت! یہی تو وہ چیز ہے جس نے آپ کو یہ اعلیٰ درجہ عطا فرمایا ہے اور یہی وہ عمل ہے جس نے آپ کو یہ بشارت سنوائی ہے۔

جائزہ لینے کی ضرورت

یہی وہ عمل ہے جس سے اچھے اچھے لوگ خالی ہیں، بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل اس بلا سے پاک ہوتے ہیں۔ بعض عابدوں میں بھی، زاہدوں میں بھی، تاجروں میں بھی، زراعت پیشہ لوگوں میں بھی، عورتوں میں بھی، مردوں میں بھی بغض اور حسد کی آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ اللہ بچائے۔

جنتی بننے کا طریقہ

دیکھئے! ان صحابی میں ظاہری عمل تو اتنا نہ تھا لیکن ان کے دل میں کسی سے بغض، کینہ اور حسد نہ تھا تو اس کے نتیجے میں اللہ پاک نے ان کو کتنی بڑی

besturdubooks.wordpress.com

بشارت عطا فرمائی۔ یاد رکھو! یہ بشارت ہمیں بھی مل سکتی ہے اگر ہم بھی اس پر عمل کریں اور اپنے دل کو پاک وصاف رکھیں۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ اپنے دل میں جھانکیں۔ اگر خدانخواستہ بغض، کینہ یا حسد کی بیماری کا گناہ موجود ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں۔ لہٰذا دعا کریں کہ یا اللہ! ہمارے قلب کو صاف فرما کہ کسی سے ہمارے دل میں بغض، کینہ یا حسد نہ ہو۔ اس طرح اپنے دل کو صاف رکھیں اور ہر مسلمان کی دل سے خیر خواہی چاہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں بھی اور ان کو بھی عافیت عطا فرما۔ آمین!

❁❁❁ وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین ❁❁❁

besturdubooks.wordpress.com

گناہوں کا انجام

اور

نیکی کا فائدہ

حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی دامت برکاتہم
نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب

مولانا محمد قاسم امین صاحب ملتانی
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی
استاذ جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر

besturdubooks.wordpress.com

ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس

ليذيقهم بعض الذي عملوا لعلهم يرجعون

ترجمہ

لوگوں نے اپنے ہاتھوں جو کمائی کی، اس کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیلا، تاکہ انہوں نے جو کام کیے ہیں اللہ ان میں سے کچھ کا مزہ انہیں چکھائے، شاید وہ باز آجائیں۔ (الروم: ۴۱)

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

besturdubooks.wordpress.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَّذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ

(الذاریٰت ۵۵)

ترجمہ

''اور سمجھاتے رہئے کیونکہ سمجھانا ایمان (لانے) والوں کو (بھی) نفع دے گا۔'' (بیان القرآن)

وقال تعالیٰ:

وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا کَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ ۔ (الانعام: ۱۲۰)

ترجمہ

''اور تم ظاہری گناہوں کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہوں کو بھی چھوڑ دو بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں اُن کو اُن کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی۔'' (بیان القرآن)

صدق اللّٰہ العظیم

میرے قابلِ احترام بزرگو!

ہماری اصل بیماری اور اس کا علاج

ہمیں گناہوں سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ ظاہر کے گناہوں سے بھی اور باطن کے گناہوں سے بھی۔ دونوں قسم کے گناہوں سے بچنے کا اہتمام ضروری ہے۔ اس لئے کہ از روئے حدیث ہماری اصل بیماری

besturdubooks.wordpress.com

ہمارے گناہ ہیں اور اس کا علاج توبہ واستغفار ہے یعنی گناہوں سے توبہ کرنا اوران سے بچنے کا اہتمام کرنا۔ گناہوں سے ہمیں دنیا میں بھی بہت نقصان پہنچ رہا ہے اور مرنے کے بعد قبر میں عذاب بھی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ قبر کا عذاب برحق ہے اور قیامت کے دن میدانِ حشر میں بھی گناہوں کی وجہ سے تکلیف پہنچ سکتی ہے اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہونے کا بھی خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے گناہوں کے عذاب سے اور وبال سے محفوظ رکھے لیکن گناہوں کا نقصان اپنی جگہ برحق ہے اور نیکی کا فائدہ اپنی جگہ سچا ہے جیسے برف ٹھنڈا کرتی ہے اور آگ جلاتی ہے، برف کا ٹھنڈا کرنا اپنی جگہ بالکل بجا اور آگ کا جلانا اپنی جگہ درست ہے اسی طرح نیکی سے راحت پہنچنا اور راحت کا ذریعہ ہونا اور گناہ کا مثل انگارے کے نقصان دہ ہونا بالکل درست ہے۔

گناہ سے بچنے والی ایک عورت کا واقعہ

نزہۃ البساتین میں ایک عجیب وغریب حکایت لکھی ہے جو ایک بزرگ سے مروی ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک عورت کو دیکھا جو بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی اور یوں کہہ رہی تھی:

یا کریم یا کریم عھدک القدیم

ترجمہ

''اے کریم! اے کریم! آپ کا وعدہ قدیم اور پرانا ہے۔''

besturdubooks.wordpress.com

میں نے اس عورت سے پوچھا کہ تیرا اللہ تعالیٰ سے کونسا ایسا وعدہ ہے جس کو تو اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہی ہے اور اس کا واسطہ دے رہی ہے تو اس عورت نے اپنا واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے بچے کو لے کر اپنے گھر والوں کے ساتھ دریائی سفر پر روانہ ہوئی۔ اس زمانے میں دریائی سفر بادبانی کشتیوں کے ذریعے ہوتا تھا کہ جب ہوا کا صحیح رخ ہوا تو منزل مراد پر پہنچ گئے، ہوا مخالف ہوگئی تو منزل مراد سے دور ہو گئے اور کشتی خدانخواستہ بھنور میں پھنس گئی تو ڈوب گئے۔ اس دریائی سفر پر ہمارے ساتھ تاجروں کی ایک جماعت بھی تھی۔ وہ بھی اس کشتی کے اندر سوار تھے اور ہم لوگ اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ راستے میں کشتی بھنور میں پھنس گئی اور پاش پاش ہوگئی اور کشتی والے دریا میں ڈوب گئے۔ ایک تختہ پر میں اور میرا بچہ بچ گئے اور دوسرے تختہ پر ایک کالا حبشی بچ گیا۔ رات اسی تختے پر گزر گئی۔ سویرے اس حبشی نے مجھے دیکھا تو پانی کاٹتا ہوا میرے پاس آیا اور اپنے تختے سے میرے تختے پر آ گیا اور مجھے راضی کرنے لگا اور گناہ کا ارادہ ظاہر کرنے لگا۔ میں نے کہا او! اللہ کے بندے! خدا سے ڈر! ہم کس قدر خطرناک صورتحال سے دوچار ہیں ہمارے سارے ساتھی دریا میں ڈوب چکے ہیں، اللہ نے اپنی رحمت وفضل سے ہماری جان بچائی اور تو گناہ کا ارادہ ظاہر کر رہا ہے۔ یہ موقع ایسا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے اور اس سے دعا کرنی چاہئے اور اس سے مدد مانگنی چاہئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ خیر سے گھر پہنچا دے

besturdubooks.wordpress.com

چہ جائیکہ ہم اللہ کی نافرمانی کریں۔ تجھ کو ذرا بھی اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر نہیں لگتا۔ اس حبشی نے سنی ان سنی کردی یعنی میری کسی بات کی طرف توجہ نہ دی بس اس کے اوپر تو شہوت کا بھوت سوار تھا اللہ بچائے! پھر میں نے گناہ سے بچنے کے لئے اپنے سوئے ہوئے بچے کے چٹکی بھری تو وہ بیدار ہوا اور زور زور سے رونے لگا، مقصد میرا یہ تھا کہ میں کسی طریقے سے گناہ سے بچ جاؤں اور میں نے اس سے کہا کہ ذرا بچے کو چپ کرالوں پھر دیکھا جائے گا لیکن اس نے ہاتھ بڑھایا اور بچے کو میری گود سے لے کر دریا میں پھینک دیا۔

گناہ سے بچنے پر اللہ کی مدد

جب اس نے میرے بچے کو پانی میں پھینکا تو میرا کلیجہ منہ کو آ گیا اور دل دل میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگی کہ یا اللہ! آپ ہی انسان کے اور اس کے خیالات کے درمیان حائل ہونے والے ہیں، آپ ہی مجھے اس گناہ سے اور اس ظلم سے نجات دینے والے ہیں۔ یا اللہ! میری مدد فرما، میری اعانت فرما، میری نصرت فرما، ابھی یہ کلمات کہنے نہ پائی تھی کہ یکایک دریا میں سے ایک خوفناک جانور نمودار ہوا اور پلک جھپکنے میں اس نے حبشی کو اپنا لقمہ بنا کر منہ میں دبایا اور دریا میں واپس چلا گیا۔ اب میں اکیلی اس تختے پر رہ گئی، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس گناہ سے بچالیا اور پانی میرے تختے کو تھپیڑے دیتا رہا اور حرکت دیتا رہا اور چلتے چلتے وہ ایک جزیرہ میں جا کر رُک گیا، میں تختے سے اتر کر اس جزیرہ میں چلی گئی، وہاں میں نے دیکھا بڑی ہریالی ہے، بڑا سبزہ ہے اور پانی بھی

besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں یہاں کافی پانی پیوں گی سبزہ کھاؤں گی اور زندگی گزاروں گی اور جو بھی اللہ تعالیٰ میری نجات کی صورت عطا فرمائیں گے اسے اختیار کروں گی پھر چار دن تک اسی جزیرہ میں رہی اور جو کچھ وہاں سبزیاں اور پھول لگے ہوئے تھے وہ کھاتی رہی اور پانی پیتی رہی۔ چوتھے دن میں نے سمندر میں دور ایک کشتی دیکھی تو میری جان میں جان آئی اور میں ایک ٹیلے پر چڑھی اور وہاں زور زور سے کپڑا ہلا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے لگی۔ اللہ کی شان کہ انہوں نے مجھے دیکھ لیا اور آہستہ آہستہ وہ اپنی کشتی میری طرف لائے اور بڑا بیڑا تو انہوں نے دور ہی کھڑا کر دیا چھوٹی کشتی میں تین آدمی بیٹھ کر میرے جزیرہ میں آئے اور پھر میں ان کے ساتھ کشتی میں بیٹھی اور بڑے بحری بیڑے کے اندر جا کر داخل ہوئی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

بچے کو اٹھالو ورنہ آگے نہیں جاسکتے

جب میں بحری بیڑے میں پہنچی تو میں نے ایک آدمی کی گود میں اپنا بچہ دیکھا، اسے دیکھ کر میں بے قابو ہوگئی اور بیتابانہ انداز میں اپنے آپ کو اس پر گرایا اور اس کو بوسہ دینے لگی اور پیار کرنے لگی۔ لوگوں نے کہا کیا ہوا تجھ کو؟ پاگل ہوگئی ہے کیا! یہ تیرا بچہ ہے! وہ کہنے لگی ہاں یہ میرا ہی بچہ ہے۔ تیرا بچہ کہاں سے آیا؟ کہنے لگی نہیں یہ میرا ہی بچہ ہے۔ اور پھر میں نے ان کو سارا واقعہ سنایا کہ کس طرح سے وہ دن گزرا تھا اور پھر کس طرح سے اس حبشی نے میرے بچے کو سمندر میں پھینکا تھا۔ وہ سب سن کر تعجب کرنے لگے اور حیرانی کا اظہار کرنے لگے کہ بھئی تیرا

besturdubooks.wordpress.com

عجیب معاملہ ہے، پھر انہوں نے کہا کہ ہم بھی تجھے ایک تعجب والا واقعہ سناتے ہیں، ہمارے ساتھ بھی عجیب وغریب معاملہ ہوا کہ ہم اس بحری بیڑے میں سمندر کا سفر کررہے تھے اور ہوا بھی ہمارے موافق چل رہی تھی، بڑے آرام سے ہمارا سفر ہورہا تھا کہ اچانک ایک بہت بڑا دریائی جانور ہماری کشتی کے سامنے نمودار ہوا اور اس کی کمر پر یہ بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ سبحان اللہ! اور ایک غیب سے آواز دینے والا آواز دے رہا تھا کہ یا تو اس بچہ کو اٹھالو ورنہ تمہیں آگے جانے نہیں دیا جائے گا، تمہیں نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ ہماری کشتی میں سے ایک آدمی اترا اور اس جانور کی کمر پر گیا اور وہاں سے اس بچہ کو اٹھا کر لایا تب وہ جانور غائب ہوا۔ اس طرح ہمارے ساتھ یہ قصہ پیش آیا، ہمیں کیا معلوم کہ یہ تیرا بچہ ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین!

اس عبرت ناک واقعہ سے نصیحت

یہ کیسا عبرتناک واقعہ ہے! اس واقعہ کے اندر نیکی اور بدی کا، اطاعت اور نافرمانی کا کتنا بڑا اسبق ہے؟ اس حبشی نے گناہ کا ارادہ کیا اور ایسے عبرتناک واقعہ میں بھی اس نے گناہ سے بچنے کی کوشش نہ کی تو جانور نے اس کو اپنے منہ کا لقمہ بنالیا۔ خدا جانے اس کا کیا انجام ہوا ہوگا! اور یہ عورت شروع ہی سے گناہ سے بچنے کا ارادہ کررہی تھی اور کوشش بھی کررہی تھی، اللہ نے اس کی کیسی مدد فرمائی! اس کی بھی جان بچائی اور اس کے بچے کی بھی، اس عورت کو حفاظت سے جزیرہ میں پہنچایا، وہاں بھی کھانے کو دیا، پینے کو دیا اور پھر اس کی حفاظت کے لئے کشتی کو بھیجا، کشتی والوں نے اس کو آرام سے بٹھا کر حفاظت سے بیڑے میں

besturdubooks.wordpress.com

پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بچہ کی بھی اس طرح حفاظت فرمائی کہ اس جانور نے اس کو وہاں پہنچادیا، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت! جو گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ قدم قدم پر اس طرح اس کی مدد کرتے ہیں اور جو گناہوں سے باز نہیں آتا اور گناہ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا اس کی اس طرح پکڑ ہوتی ہے، اللہ بچائے! اللہ بچائے!

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنا جائزہ لیں اور اپنے دل کو ٹٹولیں کہ ہم کیا کیا گناہ کر رہے ہیں؟ چاروں طرف گناہوں کا ماحول ہے یا یوں کہئے کہ گناہوں کا سیلاب ہے، بڑے بڑے گناہ بھی عام ہو چکے ہیں اور عام ہوتے جارہے ہیں، عام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ گناہوں کے عام ہو جانے سے ان کا گناہ ہونا اور زیادہ بڑھ جاتا ہے، اس کے باوجود بھی انسان اپنے گناہوں کی طرف توجہ نہ دے اور ان سے بچنے کی کوشش نہ کرے تو پھر گناہوں کا وبال، گناہوں کی وجہ سے پریشانیاں، گناہوں کی وجہ سے تکلیفیں اور مصیبتیں بڑھتی ہی جائیں گی، اور بڑھتی جارہی ہیں۔

ٹی وی دیکھنے کا گناہ

ٹی وی دیکھنا تو ایک عام گناہ ہوگیا ہے، گھر گھر یہ گناہ عام ہو چکا ہے اور اتنا عام ہوگیا ہے کہ لوگوں کے ذہنوں سے بھی اس کا گناہ ہونا نکلتا جارہا ہے چنانچہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی کوئی گناہ ہے بس سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ایک تفریح ہے دن بھر آفس میں رہیں، دکان پر رہیں، نوکری پر رہیں، جب فارغ ہو کر گھر

besturdubooks.wordpress.com

آئے، کھانا کھایا اور ٹی وی دیکھنے بیٹھ گئے۔ اب گھنٹوں ٹی وی دیکھ رہے ہیں، اس کے ڈرامے اور ہنگامے دیکھ رہے ہیں، فلمیں دیکھ رہے ہیں، ڈانس دیکھ رہے ہیں اور بعض وہ بھی ہیں جو عریاں فلمیں دیکھتے ہیں، کیبل کا رواج اتنا عام ہوتا جارہا ہے کہ الامان والحفیظ اور کیبل کے ذریعے جو کچھ دیکھا جاتا ہے وہ عریاں یا نیم عریاں فلمیں ہوتی ہیں یوں یہ گناہ اتنا ہے کہ گھر گھر عام ہوتا جارہا ہے یہاں تک کہ سمندر کے کناروں پر بھی کھانے کو نہیں، پینے کو نہیں لیکن جھونپڑے میں ڈش انٹینا لگا ہوا ہے، فلمیں چل رہی ہیں اور لوگ فلمیں دیکھ رہے ہیں، شاہراؤں پر اور مین روڈ پر آپ جا کر دیکھو جگہ جگہ ہوٹل ہیں، غریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، بس ایک چائے کی پیالی پی رہے ہیں اور فلمیں دیکھ رہے ہیں جس میں اور گناہوں کے ساتھ ساتھ سب سے بڑا گناہ بدنگاہی اور بدنظری کا ہوتا ہے، بدکاری سیکھنے کا گناہ ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی بدنگاہی اور بدنظری کا گناہ بہت ہی عام ہے لیکن جتنا بھی عام ہو جائے گناہ گناہ رہے گا، چاہے ٹی وی پر ہو چاہے براہِ راست کسی نامحرم عورت کے دیکھنے سے ہو، یا اس کی تصویر دیکھنے سے ہو۔

تصویر کشی کا گناہ

اسی طرح تصویر کشی کا گناہ کتنا عام ہو گیا ہے کہ الامان والحفیظ۔ یہ گناہ چاروں طرف عام ہے، بلاضرورت تصویر کھچوانا گناہ ہے، جہاں قانونا مجبوری ہو تو وہ الگ بات ہے، علماء کرام نے قانونی مجبوری کی صورت میں اس کی گنجائش دی ہے۔ لیکن شوقیہ تصویر کھچوانے کا بڑا رواج ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر تصویر کشی کا

besturdubooks.wordpress.com

رواج عام ہے۔ اجتماعی تصویر کشی کا بھی لوگوں کے اندر بڑا رواج ہے۔ یہ تصویر کشی بڑے گناہ اور وبال کی چیز ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ:

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً عِندَ اللّٰہِ یَومَ الْقِیٰمَۃِ الْمُصَوِّرُوْنَ.

(بخاری: کتاب اللباس - باب عذاب المصورین یوم القیامۃ)

ترجمہ

''قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر کھینچنے والوں کو ہوگا۔''

نیز ایک دوسری روایت میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

اَنَّ اَصحاب ھٰذہِ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ، وَیُقَالُ لَھُمْ : اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ. (متفق علیہ - مشکوٰۃ ، باب التصاویر)

ترجمہ

''وہ بلاشبہ تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے روز عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اب اسے زندہ کرو۔''

عبادات کے ساتھ گناہوں سے بچنا ضروری ہے

نماز پڑھنے کے ساتھ، تلاوت کرنے کے ساتھ، روزہ رکھنے کے ساتھ، حج کرنے کے ساتھ گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے ورنہ اعمال صالحہ کا ثواب تو بلاشبہ برحق ہے لیکن گناہوں کا وبال بھی برحق ہے جیسے برف کا ٹھنڈا کرنا برحق

besturdubooks.wordpress.com

ہے، انگارے کا جلانا برحق ہے اب کوئی برف کی ڈلیاں بھی جمع کرے اور انگارے بھی جمع کرے گا تو دونوں اپنا اپنا اثر دکھائیں گے۔ اس طرح جو نماز پڑھے گا، روزہ بھی رکھے گا، حج بھی کرے گا، زکوۃ بھی دے گا، صدقہ بھی دے گا۔ تلاوت بھی کرے گا، تسبیح بھی پڑھے گا اور ساتھ ساتھ بدنگاہی اور بدزبانی بھی کرے گا، جھوٹ بھی بولے گا، غیبت بھی کرے گا، دوسرے کا حق بھی مارے گا، دوسرے کو ستائے گا اور پریشان کرے گا، تو نیکیوں کا نیک اثر ہوگا اور گناہوں کا برا اثر ہوگا، نیکیوں کا ثواب ملے گا اور گناہوں کا وبال ہوگا۔

ایک صاحبِ قبر کا عبرتناک واقعہ

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زیدؓ اپنا واقعہ سناتے ہیں کہ ایک دن میں چاندنی رات میں اپنے گھر سے نکلا اور قبرستان میں پہنچ گیا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک قبر میں سے ایک مردہ نکلا اور اس کے گلے میں زنجیر بندھی ہوئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بھاگ کر نکلا ہو لیکن جیسے جیسے وہ بھاگ رہا تھا اور نکل رہا تھا زنجیر بھی اس کے ساتھ ساتھ کھنچتی آرہی تھی، تھوڑی دیر میں اسی قبر میں سے ایک اور آدمی نکلا اور اس نے زنجیر کو زور سے کھینچا تو پہلا آدمی جس کے گلے میں زنجیر تھی کھنچتا ہوا واپس قبر میں آ گیا، جو کھینچ رہا تھا وہ فرشتہ تھا اور جو کھنچ رہا تھا وہ اس قبر کا مردہ تھا۔ جب وہ واپس اندر چلا گیا تو میں ذرا قبر کے قریب آیا، میں نے اندر سے یہ آواز سنی۔ وہ مُردہ یہ کہہ رہا تھا کہ:

الم اکن اصلی، الم اکن اغتسل، الم اکن اصوم

besturdubooks.wordpress.com

ترجمہ

''کیا میں نماز نہیں پڑھتا تھا؟ کیا میں غسلِ جنابت نہیں کرتا تھا؟ کیا میں روزے نہیں رکھتا تھا؟''

میں نے سنا کہ وہ فرشتہ جواب یوں کہہ رہا تھا کہ تو بے شک نماز پڑھتا تھا، غسلِ جنابت کرتا تھا اور روزے رکھتا تھا لیکن جب تو تنہائی میں جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہو کر گناہ کرتا تھا پھر تجھ کو خدا یاد نہیں آتا تھا۔ اب دیکھو! کہ وہ قبر کی میت نمازی تھی، غسلِ جنابت کرتی تھی اور روزہ دار تھی لیکن تنہائی میں گناہوں سے نہیں بچتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے خوف کا اصل پتا تو تنہائی میں چلتا ہے اور تنہائی کے خوف کا اصل اعتبار ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا اصل معیار

تنہائی میں پتا چلتا ہے کس کے اندر خوفِ خدا ہے کس کے اندر نہیں ہے؟ ورنہ لوگوں کے سامنے تو بعض لوگ بڑے پارسا نظر آتے ہیں، بڑے متقی اور پرہیزگار معلوم ہوتے ہیں، شکل وصورت بھی بزرگوں جیسی ہے، باتیں بھی بزرگوں کی طرح ہیں، اٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا بھی بزرگوں اور نیک لوگوں کی طرح ہوتا ہے لیکن تنہائی میں وہ ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ ان کے گناہوں سے شیطان بھی شرما جائے۔ تو اصل خوفِ خدا وہ ہے جو آدمی کو تنہائی میں گناہ سے روکے اور یہ کتنا عبرت کا واقعہ ہے! اس لئے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کہ ہم نماز پڑھ رہے ہیں، روزے رکھ رہے ہیں، تلاوت کر رہے ہیں تسبیح پڑھ رہے ہیں یہ ہماری

besturdubooks.wordpress.com

پوری نجات کے لئے کافی ہو جائیں گے۔ یہ اس وقت نجات کے لئے کافی ہیں جب ان کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بھی بچا جائے۔ تنہائی اور خلوت میں بھی، سب کے سامنے اور جلوت میں بھی گناہوں سے بچنا لازمی ہے۔

جیسے فرائض وواجبات کوئی سامنے ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں ادا کرنے ضروری ہیں اور اللہ کے واسطے ادا کرنے ضروری ہیں۔ اسی طرح گناہوں سے بھی سب کے سامنے بچنا ضروری ہے اور تنہائی میں بھی بچنا ضروری ہے۔ جلوت وخلوت دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف ضروری ہے۔

اصلاح کا اصل مقصد

اصلاح اللہ والوں کے یہاں کی جاتی ہے اور کرائی جاتی ہے اور اس کی اہمیت ذہن نشین کی جاتی ہے وہ اصل اصلاح یہی ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ایسا خوف پیدا ہو جائے کہ چاہے وہ بالکل اکیلا ہو، کمرہ میں کوئی اور نہ ہو، تب بھی گناہوں سے بچے، سب کے سامنے تو اس لئے گناہوں سے بچتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ لیکن اصل یہ ہے کہ گناہوں سے اس لئے بچے کہ اللہ تعالیٰ کیا کہیں گے؟ اور تنہائی میں اس لئے گناہ کر لیتا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ کوئی دیکھ ہی نہیں رہا حالانکہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ وہ حلیم اور بردبار ہیں لیکن اگر گناہوں سے باز نہ آیا تو اول تو دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل اور رسوا کر دیتے ہیں، اللہ پاک نے ڈھیل دے دی تو بھی قبر کا عذاب تو برحق ہے اور یہ واقعات اللہ تعالیٰ عبرت کے لئے، سبق سکھانے کے لئے اور نصیحت کرنے کے لئے دکھلاتے ہیں

besturdubooks.wordpress.com

تا کہ ان واقعات کو ہم سنیں، پڑھیں، سمجھیں اور پھر اللہ کے عذاب سے ڈریں، اللہ کی پکڑ سے ڈریں، اور جلوت وخلوت میں اس کی نافرمانی سے بچیں۔

قبرستان جاکر کیا کرنا چاہئے؟

ایسے ہی ایک واقعہ حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں میرا قبرستان جانے کا بکثرت معمول تھا۔ میں کثرت سے قبرستان آتا جاتا رہتا تھا اور اس وجہ سے جاتا تھا تا کہ میں اپنی موت کو یاد کرلوں اور قبر میں دفن ہونے والے مردوں کے مٹی ہو جانے کو سوچوں اور اس طرح میرے دل سے دنیا کی محبت نکلے اور آخرت کی فکر پیدا ہو اور قبرستان جانے میں یہی سبق ہمیں لینا چاہئے۔ کم از کم جمعرات اور جمعہ کو قبرستان جانا چاہئے اور وہاں فاتحہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنے مرنے کو سوچنا چاہئے، مرنے والوں کے انجام کو سوچنا چاہئے تا کہ دل سے دنیا کی محبت نکلے اور آخرت کی فکر پیدا ہو۔

تنہائی میں گناہ کرنے کا عبرتناک انجام

حضرت ابراہیم تیمیؒ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں معمول کے مطابق قبرستان گیا اور پھر وہاں جا کر میں لیٹ گیا اور مجھے نیند آ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا، کہ ایک قبر پھٹی اور اس میں سے ایک میت کے ہائے ہائے کرنے کی آواز سنائی دی جیسا کہ اسے کوئی دردناک اور ہولناک عذاب ہو رہا ہو اور میں نے یہ آواز بھی سنی کہ کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے کہ یہ زنجیر لو اور اس کے منہ سے داخل کر کے پاخانے کے مقام سے نکالو۔

besturdubooks.wordpress.com

اب ظاہر ہے کہ یہ دردناک اور اذیت ناک عذاب تھا تو یہ سن کر وہ میت کانپنے لگی اور عاجزی کرنے لگی اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنے لگی: ''یا اللہ! میں تو آپ کے لئے نماز بھی پڑھتا تھا، روزے بھی رکھتا تھا، آپ کے گھر کا حج بھی کرتا تھا، صدقہ بھی دیتا تھا، خیرات بھی کرتا تھا، تلاوت بھی کرتا تھا، تسبیح بھی پڑھتا تھا، یا اللہ پھر میرے ساتھ عذاب کا معاملہ کیوں ہو رہا ہے؟ یا اللہ! مجھے اس سے بچائیے۔'' اس کی اس عاجزی کے بدلے میں اس کو یہ جواب دیا گیا کہ ہاں ٹھیک ہے تو یہ کام کرتا تھا لیکن تنہائی میں اور خلوت میں جب تو جاتا تھا تو ہم کو فراموش کر دیا کرتا تھا پھر نافرمانی کے نشے میں دھت ہو جاتا تھا اور جو تیرا دل چاہتا وہ گناہ کر بیٹھتا تھا اس لئے تجھ کو یہ عذاب ہو رہا ہے اور یہ سزا تجھ کو مل رہی ہے۔

تنہائی میں گناہوں سے زیادہ بچیں

اس واقعہ میں ہمارے لئے کس قدر واضح عبرت اور سبق ہے کہ ہم ظاہر میں بھی گناہوں کو چھوڑیں، باطن میں بھی گناہوں کو چھوڑیں، خلوت میں بھی گناہوں کو چھوڑیں اور جلوت میں بھی گناہوں کو چھوڑیں۔ جلوت میں تو لوگوں کی وجہ سے آدمی گناہ سے بچتا ہے، اس لئے کہ لوگوں کے اندر بدنامی ہو جائے گی، لوگ کیا کہیں گے ارے! یہ شخص چوری کرتا ہے، یہ شخص ڈاکا ڈالتا ہے، لوگوں کی وجہ سے آدمی گناہوں سے بچ جاتا ہے اور یہ بھی غنیمت ہے بھئی! اگرچہ گناہوں سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچنا چاہئے لیکن چلو اگر لوگوں کے اندر

besturdubooks.wordpress.com

بدنامی ہونے کی وجہ سے بچ جائے تب بھی غنیمت ہے، بھئی! کسی بھی وجہ سے بچا، انگارے سے تو بچا لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ تنہائی میں دیکھا جاتا ہے کہ کون کتنا گناہوں سے بچتا ہے اس لئے تنہائی میں گناہ سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام ہونا چاہئے۔

تنہائی اور خلوت کے گناہ

تنہائی اور خلوت میں بعض مرتبہ آدمی بڑے سنگین گناہوں کے اندر مبتلا رہتا ہے۔ خاص طور سے نوجوان طرح طرح کے جنسی اور شہوانی گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ تنہائی اور خلوت میں اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنا چاہئے اور گناہوں سے بچنا چاہئے۔ اگر کوئی اور نہیں دیکھ رہا ہے تو بھی اپنی نظر کی حفاظت کرنی چاہئے، اپنے ہاتھوں کی حفاظت کرنی چاہئے، اپنے دل کی حفاظت کرنی چاہئے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنی چاہئے، اگر کمرہ کے اندر کوئی نہیں ہے اور دوسرے ساتھی کا موبائل رکھا ہے تو اس کو چرانے سے بچنا چاہئے، بلا اجازت استعمال کرنے سے بچنا چاہئے، دوسرے ساتھیوں کی کھانے پینے کی اور پہنے کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں ان کو بلا اجازت استعمال کرنے سے بچنا چاہئے۔

لوگوں کو معاملات میں خوفِ خدا نہیں

آج کل اللہ کا خوف اتنا کم ہو گیا ہے کہ دوسرے کی چیزیں لے لینے میں لوگ ڈرتے نہیں، موبائل چوری کرنے میں، پیسے چوری کرنے میں، چیزیں اٹھا

besturdubooks.wordpress.com

کر کھالینے میں، کوئی ڈر محسوس نہیں کرتے جس کو جہاں موقع ملتا ہے وہ فوراً اٹھالیتا ہے الا ماشاء اللہ، خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کا قحط پڑ گیا ہے۔ ظاہر دیکھو تو بڑا اچھا معلوم ہوتا ہے کہ بھئی یہ بڑا دین دار آدمی ہے، نمازی ہے، حاجی ہے، لیکن مالیات میں اللہ بچائے وہ صفر ہے۔ بعض لوگوں کے معاملات کتنے خراب ہیں؟ الامان والحفیظ! یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ کے خوف کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی جس طرح فرائض و واجبات اور احکام بجالائے اور معمولات کو ادا کرے، اسی طرح گناہوں سے بھی زیادہ پرہیز کرے اور بچے!

ایک رشوت خور کا قصہ

ایسے ہی ایک قاضی کے قاصد کا قصہ لکھا ہے، عدالتوں میں آج کل جج ہوتے ہیں پہلے زمانے میں قاضی ہوتے تھے۔ بلوچستان میں اب بھی قاضی وغیرہ ہوتے ہیں تو قاضی کا ایک قاصد تھا جو مختلف کاموں کو انجام دینے پر مقرر تھا، اسے رسول القاضی کہتے ہیں، قاضی کا رسول یعنی قاضی کا نمائندہ! اس کی تنخواہ بہت تھوڑی تھی، وہ غریب آدمی تھا لیکن پھر دیکھتے ہی دیکھتے لکھ پتی ہو گیا، جیسا کہ آج کل لوگ سرکاری عہدوں پر ہوتے ہیں، عہدوں پر فائز ہونے سے پہلے بڑے غریب اور مسکین ہوتے ہیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے لکھ پتی بن جاتے ہیں جس کی ظاہری وجہ رشوت لینا اور دینا ہوتا ہے، رشوت لے لے کر وہ کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں اللہ بچائے! اور حدیث میں ہے کہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ قاضی کا نمائندہ بھی ایسا ہی تھا، وہ تھا تو غریب آدمی لیکن

besturdubooks.wordpress.com

جب وہ قاضی کا نمائندہ بن گیا تو دیکھتے ہی دیکھتے بڑا مالدار ہوگیا۔ پھر اس کا انتقال ہوگیا، انتقال کے بعد اس کو دفنایا گیا۔ دفنانے کے بعد جن صاحب نے یہ واقعہ سنایا وہ بتاتے ہیں کہ میں قبرستان گیا اور اس کی برابر والی قبر میں ایک میت کو اتارا، جب ہم اس کو دفنا چکے تو اچانک برابر والی قبر کی دیوار گر گئی۔ اس قاضی کے نمائندے کی قبر میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی گردن کے پاس کالے رنگ کا ایک خوفناک کتا بندھا ہوا تھا جو اس پر حملہ کرنے اور اس کو عذاب دینے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ ہمیں اس کو دیکھ کر اتنی دہشت ہوئی کہ قبر کو بند کئے بغیر ہی ہم وہاں سے الٹے پاؤں بھاگے۔

اس لئے عزیزو! یہ دنیا چند روزہ ہے ایک دن سب کچھ چھوڑ کر جانا ہے لہٰذا گناہوں سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ گناہ قبر میں جا کر ہمارے لئے وبال بن جائیں، گناہ بڑا ہو یا چھوٹا، دونوں انگارہ اور چنگاری کی طرح ہیں دونوں سے بچنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا اپنا جائزہ لینے کی اور گناہوں سے توبہ کرنے کی اور بچنے کی آئندہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نیک اعمال کے فائدے

جس طرح گناہوں سے بچنا ضروری ہے اسی طرح نیک کام کرنے بھی ضروری ہیں۔ نیک اعمال اور نیک کاموں کا فائدہ دنیا میں بھی انسان کو حاصل ہوتا ہے اور مرنے کے بعد قبر اور حشر میں اور آخرت میں ضرور حاصل ہوگا انشاء

besturdubooks.wordpress.com

اللہ تعالیٰ۔ آخرت میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نیک آدمی جنت میں جاتا ہے جیسے جہنم تکلیفوں اور حقیقی عتابوں کا مرکز ہے ایسے ہی جنت اللہ تعالیٰ کی حقیقی نعمتوں، راحتوں، مسرتوں اور عافیتوں کا مرکز ہے، اسی طرح نیک کام کرنے سے قبر میں بھی انسان کو راحت ملتی ہے اس پر بھی مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ جی چاہتا ہے کہ سنا دوں، سنانے کا مقصد نصیحت، عبرت اور سبق لینا ہے تاکہ ہم نیک کاموں کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کریں اور ساتھ ساتھ گناہوں سے بھی بچیں۔

ایک فاحشہ عورت کی بخشش کا عجیب واقعہ

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کا عجیب وغریب واقعہ ہے اس لئے امید ہے کہ سننے والوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ حضرت سید غوث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے دوران حیات تھے۔ یہ اپنے حالات میں اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں حاضر تھے اور سبق پڑھ رہے تھے، دوران سبق ایک آدمی آیا جو ظاہری وضع قطع اور لباس پوشاک سے مالدار معلوم ہوتا تھا اور اس نے آکر عرض کیا، حضرت! میرا واقعہ عجیب وغریب ہے۔ میں حیران ہوں کہ کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ آپ سے ملنے آیا ہوں اور آپ سے مشورہ چاہتا ہوں۔ جیسا آپ کہیں گے اس پر عمل کروں گا۔

پھر اس نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں نوکری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ

besturdubooks.wordpress.com

پالتا تھا۔ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں بے روزگار ہوگیا اور گھر میں فاقے ہونے لگے۔ بیوی بچے پریشان ہو گئے تو میں روزگار کی تلاش میں گھر سے نکلا کہ کسی دوسرے شہر میں جاؤں، نوکری دیکھوں تاکہ کوئی ملازمت مل جائے، کچھ کماؤں تو پیسے گھر بھیجوں، بچوں کا گزارا ہو، اور میری یہ پریشانی دور ہو۔ میں گھر سے ثمر پور کے لئے روانہ ہوا، راستے میں ریواڑی آیا اُس زمانے میں ریواڑی نہ تو کوئی شہر تھا، نہ کوئی بستی تھی اور نہ وہاں کوئی خاص آبادی تھی بس ایک تکیہ اور ایک سرائے تھا، قبرستان میں بیٹھنے کے لئے جو جگہ بنائی جاتی ہے جہاں عموماً مجاور وغیرہ یا قبرستان کے اندر قبر بنانے والے گورکن یا ویسے ہی قبرستان میں فاتحہ وغیرہ پڑھنے کے لئے آنے والے لوگ بیٹھتے ہیں اسے تکیہ کہتے ہیں۔سرائے مہمان خانے کو کہتے ہیں۔ پہلے زمانے میں راستے میں جگہ جگہ سرائے بنائی جاتی تھیں اور اس کے اندر گزرنے والے لوگ ٹھہرتے تھے اور آرام کرتے تھے جس کو آج کل ہوٹل کہتے ہیں وہاں ایک سرائے تھی جس میں کچھ بھٹیارنیں رہتی تھیں، اس کے علاوہ ایک دو کسبی عورتیں بھی رہتی تھیں، بھٹیارن اور بھٹیارا کھانا پکا کر بیچنے والوں کو کہتے ہیں جس کو آج کل ہوٹل والا کہتے ہیں۔ جو عورتیں مسافروں کو کھانا بنا کر بیچتی ہیں وہ اس سرائے کے اندر مقیم تھیں اور کسبی عورت بازاری وفاحشہ عورت کو کہتے ہیں، کچھ کسبی عورتیں بھی وہاں سرائے میں رہتی تھیں اور آنے جانے والے وہاں ان سے اپنا مطلب پورا کیا کرتے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

فاحشہ عورت کی ایک نیکی

وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں سرائے میں جا کر ٹھہرا، اور میں نے اپنا گھوڑا ایک جگہ باندھا اور چار پائی پر سر جھکا کر بیٹھ گیا کیونکہ میں متفکر تھا کہ گھر میں کھانے اور پہننے کو نہیں ہے، میرے پاس کچھ زادِراہ بھی نہیں ہے، میں آگے جا رہا ہوں، معلوم نہیں نوکری ملے گی بھی یا نہیں۔ تو ایک کسبی عورت میرے پاس آئی اور اس نے کہا کہ جوان کیا بات ہے؟ کھانے پینے کا انتظام کرنا ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ بھئی میں تھکا ہارا سفر سے آرہا ہوں اور آگے بھی مجھے سفر پر جانا ہے، میں ذرا استالوں پھر میں کچھ سوچوں گا، وہ واپس چلی گئی، تھوڑی دیر میں پھر آئی اور پھر اس نے مجھ سے کہا کہ کیا ارادہ ہے؟ میں نے پھر وہی بات اس کو بتلادی جو پہلے اس کو کہی تھی، کچھ دیر انتظار کے بعد پھر دوبارہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی تو ایسے ہی بیٹھا ہے جیسے آکر بیٹھا تھا، تو کیوں اتنا متفکر ہے۔ جب تیسری دفعہ اس نے پوچھا تو میں نے حقیقتِ حال بتلائی کہ میرے پاس پیسے ہیں نہیں، گھر کے اندر فقر و فاقہ چھوڑ کر آیا ہوں، میرے پاس یہ ایک گھوڑا ہے اور کچھ ہتھیار ہیں جس پر سوار ہو کر میں یہاں تک پہنچا ہوں۔ میں نے ثمر پور نوکری کے لئے جانا ہے، اب پیسے نہیں ہیں تو میں کیا کھاؤں؟ اب اگر میں یہ گھوڑا اور ہتھیار فروخت کرتا ہوں تو نوکری کرنے کے لئے آگے کیسے جاؤں؟ اس فکر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ میری غم کی داستان سن کر اس پر بڑا اثر ہوا، وہ میری بات سن کر گئی اور تھوڑی دیر بعد واپس

besturdubooks.wordpress.com

آئی اور آ کر اس نے مجھے دس روپے دیئے اور کہا کہ یہ دس روپے میں نے چرخے پر سوت کات کر اپنے کفن ودفن کے لئے جمع کئے ہیں تاکہ میرا کفن ودفن حلال پیسے سے ہو کیونکہ کسی عورت کی کمائی تو حرام ہوتی ہے۔ وہ جانتی تھی کہ یہ پیشہ حرام ہے اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے، نامعلوم وہ کسی مجبوری سے اس گناہ میں مبتلا تھی، اس نے کہا کہ میں یہ تجھ کو بطور قرض کے دیتی ہوں، اگر تیرے پاس ہو جائیں تو لوٹا دینا۔ یہ روپے لے، کھانا بھی کھا اور آرام سے جا، روزگار تلاش کر، اللہ تیری مدد کرے۔

حلال کمائی کی برکتیں

میں نے وہ دس روپے لئے اور کھانا کھایا اور یہاں سے آگے روانہ ہوا، ثمر پور میں ایک راجہ کے ہاں مجھ کو جاتے ہی معقول ملازمت مل گئی۔ اس ملازمت میں بڑی آمدنی تھی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ چند سالوں میں، میں امیر کبیر بن گیا، میرے پاس سواری کے لئے گھوڑے اور ہاتھی ہو گئے، پہلے زمانے میں ہاتھیوں پر بھی سواری ہوتی تھی، راجہ، مہاراجہ بادشاہ لوگ ہاتھیوں پر سواری کرتے تھے تو میرے پاس گھوڑے بھی ہو گئے، ہاتھی بھی ہو گئے، حشم وخدم اور نوکر چاکر بھی ہو گئے، اچھا خاصا ٹھاٹھ باٹھ مجھ کو حاصل ہو گیا۔ اتنے میں میرے گھر سے خط آیا کہ لڑکا جوان ہو گیا ہے لڑکی والے شادی کا تقاضہ کر رہے ہیں، آپ آؤ پیسے لاؤ اور اس کی شادی کا انتظام کرو تو جو کچھ میں نے وہاں کمایا تھا اس کو میں نے سمیٹا،

besturdubooks.wordpress.com

زمین جائیداد اور ہاتھی گھوڑے میں نے بیچے، سب کو میں نے نقد رقم میں تبدیل کیا تو آٹھ ہزار تھے جو آج کے پچاس لاکھ کے برابر ہو نگے۔ ہنڈی لے کر میں ثمر پور سے اپنے گھر واپس چلا، راستے میں پھر ریواڑی آیا اور اسی سرائے میں جا کر ٹھہرا اور وہاں میں نے اس کسبی عورت کا پتا معلوم کیا کہ اس طرح کی کسبی عورت یہاں رہتی تھی تا کہ میں دس روپے اس کو پہنچاؤں اور اس کے احسان کا شکریہ ادا کرتا جاؤں کہ اس نے ایسے بابرکت پیسے دیئے کہ جاتے ہی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہوگئی۔ کسی نے کہا کہ وہ تو بہت بیمار اور صاحبِ فراش ہے اور اس کے انتقال کا وقت قریب ہے، میں اس کے پاس گیا تو وہ واقعی بہت سخت بیمار تھی۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں اس کے پاس بیٹھا، اتنے میں اس کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ میں نے جا کر باقاعدہ دفنایا اور دفنا کر فارغ ہو کر میں سرائے میں ٹھہر گیا۔ رات کو میں سویا تو کوئی رات کے بارہ بجے میری آنکھ کھلی اور مجھے یاد آیا کہ میں اپنی ہنڈی تو دیکھوں کہ ہے یا نہیں تو جہاں میں نے اس کو رکھا تھا وہاں دیکھا تو وہ موجود نہیں تھی۔ بہت ڈھونڈنے کے باوجود بھی وہ ہنڈی مجھ کو نہ ملی۔ میں بڑا پریشان ہوا کہ وہ زندگی بھر کی کمائی تھی پھر مجھے خیال آیا کہ ہو نہ ہو وہ ہنڈی اس عورت کی قبر میں گری ہوگی۔

ایک مسلمان کی مدد کرنے کا انعام

رات ہی کو میں اٹھا اور سیدھا قبرستان گیا اور میں نے قبر کھودی، جب

besturdubooks.wordpress.com

میں قبر کے اندر نیچے اترا تو میں حیران رہ گیا کہ نہ میت ہے، نہ ہنڈی ہے اور نہ کوئی شئی ہے اور گڑھا بالکل خالی ہے، میں بہت حیران ہوا کہ میت ابھی تو یہاں رکھی گئی ہے وہ کہاں گئی؟ اس کا کیا ہوا؟ کون لے گیا؟ اور ہنڈی بھی مجھے نظر نہ آئی البتہ مجھے اس قبر میں سے ایک دروازہ نظر آیا اور میں اس دروازے سے اندر چلا گیا، اندر جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان اور نہایت ہی ہرا بھرا باغ ہے جو بہت ہی خوبصورت ہے، ہر جگہ پھلوں کے درخت اور پھولوں کے پودے لگے ہوئے ہیں اور ان کے بیچ و بیچ ایک نہایت حسین وجمیل عورت بیٹھی ہوئی ہے اسے دیکھ کر میں سمجھا کہ کسی بادشاہ کی شہزادی ہوگی اور میں یہاں غلطی سے آگیا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے گرفتار کر لیں اور کوئی سزا دیں تو میں اس کو دیکھ کر الٹے پاؤں پیچھے جانے لگا تو اس عورت کے اردگرد جو نوکر چاکر اور غلام باندیاں تھیں ان میں سے ایک غلام میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ وہ عورت بلا رہی ہے میں ڈرتا ڈرتا اس کے پاس گیا، اس نے کہا تو نے مجھے پہچانا نہیں؟ میں نے کہا کہ میں نے تو نہیں پہچانا اس نے کہا کہ میں وہی کسبی عورت ہوں جس نے تجھے دس روپے دیئے تھے اور جو دس روپے میں نے تجھ کو دیئے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی کے طفیل مجھے یہ ساری نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اللہ اکبر! زندگی کیسے گزاری اور نجات دس روپے میں ہوگئی، تو میں ہکا بکا رہ گیا اور اس نے مزید کہا: ''لے یہ تیری ہنڈی ہے تو جار ہا تھا کہ تیرے سے قبر میں گر گئی تھی''۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اس نے مجھ سے کہا کہ تو جلدی سے واپس چلا جا۔ ورنہ دنیا میں نہ جانے کیا انقلاب آچکا ہوگا۔

besturdubooks.wordpress.com

عالمِ برزخ اور عالمِ دنیا میں وقت کا حساب

وہ صاحب کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس تین گھڑی رہا، چوبیس یا پچیس منٹ کو اردو میں گھڑی کہتے ہیں تو تین گھڑی کا مطلب ہو گیا سوا گھنٹہ۔ جیسے ہی قبر سے باہر آیا تو ہنڈی میرے پاس موجود تھی لیکن دنیا کا منظر ہی میرے سامنے تبدیل ہو گیا نہ وہ تکیہ ہے، نہ وہ سرائے ہے نہ وہ لوگ ہیں، کوئی بھی میری نظروں کے سامنے نہیں ہے، نئے لوگ اور نئی دنیا اور نئی عمارتیں تھیں اور اس سرائے کی جگہ میں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان شہر آباد ہے اور مجھے کوئی جان پہچان والا نظر نہیں آیا، سب نو عمر، نئے لوگ اور نئے آدمی ہیں، میں ان سے پوچھ رہا ہوں کہ بھئی یہ ریواڑی شہر ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں، پوچھا کہ بھئی یہاں پر ایک تکیہ تھا وہ کہاں گیا؟ اور یہاں پر ایک سرائے تھی وہاں بھٹیارنیں رہتی تھیں جو کھانا پکا کر بیچا کرتی تھیں وہ کدھر ہیں؟ انھوں نے کہا کہ تو پاگل ہے کیا، یہاں کہاں تکیہ اور کہاں سرائے؟ پھر ایک ادھیڑ عمر کا آدمی مجھے ملا اس کو میں نے کہا کہ میں یہاں سے گزرا ہوں اور یہاں دوبارہ آیا بھی ہوں یہاں یہ چیزیں تھیں اس نے کہا کہ تو بھئی کیسی باتیں کر رہا ہے میں اپنے دادا کے پاس تجھے لے جاتا ہوں ان کو جا کر تو اپنی داستان سنا شاید وہ تیری بات سمجھ سکیں۔ اس کے دادا بہت بوڑھے ہو چکے تھے، پلکیں بھی ان کی نیچے گر گئیں تھیں میں ان کے پاس گیا اور میں نے جا کر ان کو سارا قصہ سنایا تو انہوں نے کہا کہ بھئی میرے دادا بتایا کرتے تھے کہ کسی زمانے میں اس جگہ پر کوئی تکیہ اور سرائے تھی اور تکیہ کے اندر کچھ بھٹیارنیں اور کچھ کسبی عورتیں رہتی

besturdubooks.wordpress.com

تھیں۔ اور ایک رات ایک امیر آدمی آ کر سرائے میں ٹھہرا تھا اور رات کو بارہ بجے وہ غائب ہو گیا پھر پتا نہ چلا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں وہی تو ہوں! بوڑھے آدمی کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی ہائیں تو وہ آدمی ہے، میرے دادا وہ واقعہ سنایا کرتے تھے اور تو میرے پوتوں کی جگہ بھی نہیں ہے اور وہاں سب لوگ میری بات سن کر ہکا بکا رہ گئے اور حیران ہوئے کہ یہ کیسا آدمی ہے؟ پھر انہوں نے کہا کہ بھئی ایسا کر تو دلی جا اور وہاں جا کر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا قصہ سنا اور ان سے مشورہ کر اور جیسا وہ کہیں ویسا کر!

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا مشورہ

یہ سارا قصہ سنا کر اس نے کہا حضرت! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ بتائیں میں کیا کروں؟ تو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی تو قبر میں جس دروازے سے اندر گیا تھا وہ عالمِ برزخ تھا اور وہاں کی ایک گھڑی یہاں کے سو سال کے برابر ہے، اب تو تین گھڑی اندر رہ کر آیا ہے تو تین سو سال گزر چکے ہیں، اس لئے تیرا اپنے گھر جانا بھی بے کار ہے، سب قبرستان میں پہنچ چکے ہوں گے اور مٹی ہو چکے ہوں گے، اب تجھے نہ یہاں رہنے کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور جگہ جانے کی ضرورت ہے۔ تیرا یہاں رہنا بھی بے کار ہے، پھر حضرت نے اپنے پاس سے کرایہ دیا اور کہا تو مکہ مکرمہ چلا جا اور وہاں جا کر عبادت کر اور پھر وہیں دفن ہو جا۔ یہ کیسا عجیب و غریب واقعہ ہے! دنیا کا عالم الگ ہے، عالمِ برزخ الگ ہے، عالمِ آخرت الگ ہے ہر ایک کی شان الگ

besturdubooks.wordpress.com

ہے۔

عالمِ برزخ برحق ہے

یہ دراصل عالمِ برزخ تھا۔ وہ کسبی عورت مرنے کے بعد عالمِ برزخ میں پہنچ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی قبر کو ایک باغ میں تبدیل فرمادیا تھا، جہاں ہر طرح کی راحتیں اس کو میسر تھیں نوکر چاکر، غلام باندیاں اللہ نے اس کو دل بہلانے کے لئے عطا فرمادی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ ہمارے لئے عبرت کے واسطے ظاہر فرمادیا جس سے عالمِ برزخ کا برحق ہونا واضح ہوگیا اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ جب آدمی کی مغفرت ہو جاتی ہے تو قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ تیسرا یہ کہ اس کا عمل ایسا قبول ہوا کہ اس کی نجات کا سبب بن گیا۔

لیکن اس میں ہمارے لئے جو سب سے بڑا سبق ہے وہ یہ ہے کہ یہاں کوئی نیک کام کرے تو برزخ میں اس کے لئے نجات کا سامان ہے جیسے یہاں کوئی گناہ کرے تو عذاب کا اندیشہ ہے۔ عذابِ قبر کے کتنے بے شمار اور ان گنت واقعات ہیں۔ عالمِ برزخ برحق ہے، وہاں کا عذاب وثواب برحق ہے یہاں رہ کر جو نیک کام کرے گا تو وہ عالمِ برزخ میں اس کے لئے راحت کا سبب بنیں گے۔ اب دیکھو! وہ کسبی عورت تھی، جس کا پیشہ بھی برا اور اس کی آمدنی بھی ناجائز تھی لیکن اس نے حلال کے دس روپے کمائے اور ایک مسلمان کی مجبوری دیکھ کر

besturdubooks.wordpress.com

اس کو بطور قرض دے دیئے اور اس کا یہ نیک عمل قبول ہو گیا اور اس ایک نیکی کے قبول ہونے کی وجہ سے زندگی بھر کے سارے گناہ مٹ گئے اور آخرت میں اس کے لئے آرام و راحت کا سامان ہو گیا۔

بُرے سے بُرے شخص کو بھی حقیر نہ سمجھیں

اس واقعہ میں دوسرا سبق یہ ہے کہ دیکھو! کیسی عورت تھی؟ اور عمل کیسا نیک کر رہی ہے؟ لہٰذا کسی بدکار سے بدکار اور بُرے سے بُرے آدمی کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہئے اور کبھی اس کے ظاہری فسق و فجور سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔ اس لئے کہ ہمارے سامنے اس کا تھوڑا سا ظاہر ہے، پورا ظاہر بھی ہمارے سامنے نہیں ہے اور باطن ہمارے سامنے ہے ہی نہیں، اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہیں، اس لئے کیوں کوئی ایسے شخص کو حقیر سمجھ کر تکبر میں مبتلا ہو اور اپنی آخرت خراب کرے؟ کہ شاید اس کا کوئی نیک عمل اللہ کے یہاں مقبول ہو کر ذریعۂ نجات بن جائے، اس لئے کسی کو ذلیل و حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔ ہر مسلمان سے فی الحال اپنے آپ کو حقیر اور کم تر سمجھنا چاہئے اور دوسروں کو اپنے سے اچھا سمجھنا چاہئے، چاہے کوئی ظاہر میں کتنا ہی برا ہو، اس لئے کہ دوسرے کو اپنے سے حقیر سمجھنا اور اپنے کو دوسرے سے اچھا سمجھنا تکبر ہے، اور تکبر سے بڑھ کر کیا گناہ ہوگا؟ ہاں گناہوں کو برا سمجھنا چاہئے

besturdubooks.wordpress.com

اور ان سے بچنا چاہئے۔ بہرحال! تھی تو وہ کسبی عورت لیکن اس غریب کے ساتھ احسان کرگئی اور اس کی یہ نیکی اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوگئی۔

صحبتِ اہل اللہ ضروری ہے

اور اس واقعہ کے اندر تیسرا سبق یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت کتنی اکسیر، کتنی زبردست اور کیسی نافع چیز ہے کہ وہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی خدمت میں چلا گیا تو اس کا مسئلہ آسانی سے حل ہوگیا ورنہ ساری دنیا اس کے لئے اندھیرا تھی، نہ اس کی ماں ہے، نہ اس کا بھائی ہے، نہ اس کے گھر والے، نہ رشتے دار ہیں، نہ خاندان والے ہیں، نہ برادری والے ہیں کیونکہ تین سو سال گزر گئے، دنیا میں تین سو سال کے اندر کیا انقلاب آجاتا ہے۔

جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے
جھاڑ ہیں ان کی قبر پر اور نشان کچھ بھی نہیں

اللہ والوں سے مشورہ کرنا چاہئے

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری نصیب ہوگئی انہوں نے کیسا مشورہ دیا! کہ تو دنیا کو لات مار اور خانہ کعبہ جاکر اللہ اللہ کر اور جانے کا کرایہ بھی اپنے پاس سے عطا فرمایا۔ اس میں ہمارے لئے نصیحت یہ ہے کہ ہمیں اپنے اہم معاملات میں اپنے بڑوں سے مشورہ لینا چاہئے اور اس پر عمل

besturdubooks.wordpress.com

کرنا چاہیے، اپنی رائے پر نہیں چلنا چاہیے جو آدمی اپنی رائے پر عمل کرتا ہے وہ اکثر غلطی کرتا ہے اس کا انجام خراب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس واقعے سے سبق لینے کی توفیق عطا فرمائیں اور بے حیائی اور دیگر گناہوں سے زیادہ سے زیادہ بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

besturdubooks.wordpress.com

مقامِ خوف

اور

اُس کے درجات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہم العالیہ

نائب مفتی: جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب

مولانا محمد قاسم امیر صاحب ملتانی

متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی

استاذ جامعہ مسعود شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

رأس الحكمة مخافة الله

ترجمہ

حقیقی حکمت ودانائی خوفِ الٰہی ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب "تعلیم الدین" کی پانچویں فصل خوف کے بیان میں ہے، انسان کے باطن اور اس کے دل میں جو اچھی اچھی عادتیں ہونی چاہئیں ان میں سے ایک عادت اور خصلت خوفِ خداوندی ہے، ہر مسلمان مرد و عورت کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہونا چاہئے۔

خوف و امید کی درمیانی کیفیت کا نام ایمان ہے

جس طرح اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی امید رکھنی چاہئے اسی

besturdubooks.wordpress.com

طرح اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ہونا چاہئے، حدیث شریف میں ہے کہ:

"اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الرَّجَاءِ وَ الْخَوْفِ"

ترجمہ

''ایمان امید اور خوف کے درمیان ہے''۔

یعنی وہ شخص صاحب ایمان ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کی امید ہو، مغفرت اور بخشش کی امید ہو، اور اس کے عذاب اور اس کی پکڑ کا خوف بھی ہو، جس کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں، وہ صاحب ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل مایوس ہو جانا بھی کفر ہے، اور سرے سے بے خوف ہو جانا بھی کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے کا مطلب

اگر اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس ہو جائے یعنی یہ سمجھے کہ میرے گناہ تو اتنے ہیں، اتنے ہیں اور بڑے بڑے ہیں کہ اب معاف نہیں ہو سکتے، اور العیاذ باللہ میری بخشش نہیں ہو سکتی، اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں کر سکتے، یہ مایوسی ہے، یہ کفر ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں جگہ جگہ ارشاد فرما دیا کہ میں غفور الرحیم ہوں، میں سارے گناہوں کو بخش دوں گا، اور بڑے سے بڑا کافر اور مشرک بھی اگر سچے دل سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ اس کی بھی

besturdubooks.wordpress.com

بخشش فرما دیتے ہیں، ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

يَا عِبَادِي لَوْاَنَّ اَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَ إِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلٰى أَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مِلْكِيْ شَيْئًا ، يَا عِبَادِيْ لَوْ اَنَّ أَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَانَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مِلْكِيْ شَيْئًا.

(مشکوۃ، ص ۲۰۳)

ترجمہ

''اے میرے بندو! تمہارے پہلے اور پچھلے انسان و جنات سب کے سب ایک سب سے متقی آدمی کے دل کی مانند ہو جاؤ تو اس سے میری بادشاہی میں ذرہ برابر اضافہ نہ ہوگا، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے، انسان و جنات سب کے سب ایک انتہائی فاجر دل انسان کی مانند ہو جائیں تو میری بادشاہی میں ذرہ برابر کمی نہیں آئے گی''۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا تو قرآن و حدیث کے بالکل

besturdubooks.wordpress.com

خلاف ہے، قرآنِ کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ، إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. (الزمر : ۵۳)

ترجمہ

(اے ہمارے پیغمبر!) آپ کہہ دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر (میری نافرمانی کرکے) زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے تم مایوس مت ہو، بلاشبہ اللہ (تمہارے) سارے گناہ معاف کردے گا، بے شک وہ بڑا ہی غفور الرحیم ہے۔

نیز حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْعُقُوبَةِ ، مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ ، مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ.

(أخرجه البخاري : ۶۴۶۹ ومسلم : ۲۷۵۵)

ترجمہ

besturdubooks.wordpress.com

"اگر مؤمن کو اس عذاب و سزا کا پتہ چل جائے جو (نافرمانوں کے لئے) اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کی طمع نہ کرے اور اگر کافر کو اس رحمت کا علم ہو جائے تو کوئی اس کی جنت سے مایوس نہ ہو"۔

بہرحال اللہ بچائے رحمت سے مایوسی کفر ہے، ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت کی امید رکھے، اور یہ سمجھے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میری بخشش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائیں گے، کم از کم اس قدر تو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھنی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہونے کا مطلب

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے، اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہو جانا اور نڈر ہو جانا اور یہ سمجھ لینا کہ العیاذ باللہ میری پکڑ ہو ہی نہیں سکتی، مجھے اللہ تعالیٰ عذاب دے ہی نہیں سکتے تو یہ بھی کفر ہے، اس لئے کہ قرآن و حدیث اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھرے ہوئے ہیں، جس طرح قرآن و حدیث میں بار بار جنت کا ذکر ہے، اسی طرح جہنم کا بھی ذکر ہے، اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جنت حق ہے، جہنم حق ہے، اور فی الحال دونوں موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

besturdubooks.wordpress.com

اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ اَنَّ وَعْدَکَ حَقٌّ ، وَلِقَاءَ کَ حَقٌّ وَالْجَنَّةَ حَقٌّ ، وَالنَّارَ حَقٌّ ، وَاَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّارَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّکَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ.

(تفسیر ابن کثیر: ج۔۱،ص۔۵۰۹)

ترجمہ

''اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا وعدہ برحق ہے، آپ کی ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور بیشک قیامت آئے گی، اس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں، اور آپ مُردوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھائیں گے''۔

معلوم ہوا کہ جنت بھی موجود ہے اور جہنم بھی موجود ہے، اور دنیا سے جانے کے بعد جنتی جنت میں جائیں گے اور جہنمی جہنم میں جائیں گے۔ جنت کی نعمتیں برحق ہیں، جہنم کے عذاب برحق ہیں، اور قسم قسم کے عذابوں کا اللہ پاک نے کلام پاک میں ذکر فرمایا ہے، احادیثِ طیبہ میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے، وہ اسی لئے فرمایا ہے تاکہ ہم لوگ اللہ کے عذاب سے ڈریں، جہنم سے ڈریں، قبر کے عذاب سے ڈریں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں۔ لہٰذا جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہوجائے، نڈر ہوجائے تو چونکہ یہ قرآن و

besturdubooks.wordpress.com

حدیث کے بالکل خلاف ہے اس لئے یہ بھی موجب کفر ہے، ایمان یہ ہے کہ ہر بندۂ مؤمن کے دل میں اللہ کی طرف سے بخشش کی امید بھی ہو، اور پکڑ کا خطرہ بھی ہو کہ میری پکڑ بھی ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے عذاب بھی دے سکتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کے دل میں خوف بھی ہونا چاہئے۔

خوف کے معنی اور مؤمن ہونے کے لئے کتنا خوف ضروری ہے؟

خوف کے معنی ڈر کے ہیں اور تصوف کی اصطلاح میں خوف اسے کہتے ہیں کہ آدمی اپنے بارے میں یہ سمجھے کہ مجھے عذاب ہوسکتا ہے، میری پکڑ ہوسکتی ہے، کم ازکم اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف ہونا شرطِ ایمان ہے، اتنا خوف ہوتو سمجھو کہ وہ صاحب ایمان ہے، اور ہر صاحب ایمان میں اتنا خوف تو ہوتا ہی ہے کیونکہ اس کو خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں میری پکڑ نہ ہوجائے، اس کو پکڑ کا اندیشہ اور ڈر ہوتا ہے، جیسے امید ہوتی ہے کہ میری بخشش بھی ہوجائے گی اسی طرح ڈر بھی ہے کہ کہیں میری پکڑ نہ ہوجائے، تو خوف کا اتنا درجہ تو کم ازکم ہر مسلمان مرد و عورت کے دل میں ہونا ضروری ہے، یہ شرطِ ایمان ہے۔ اور اسی کو خوف عقلی کہتے ہیں۔ از روئے عقل آدمی یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کوئی حد نہیں ہے، وہ جب چاہیں، جہاں چاہیں، جس وقت چاہیں، جس طرح چاہیں،

besturdubooks.wordpress.com

میری پکڑ فرما سکتے ہیں، اور مجھے عذاب دے سکتے ہیں۔خوف کا یہ درجہ ایماندار ہونے کے لئے ضروری ہے جس کے دل میں اتنا خوف ہوگا وہ صاحب ایمان ہوگا، اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے رکھے۔(آمین)۔

خوف کا درجۂ فرض

دوسرا درجہ خوف کے اندر یہ ہے کہ جب گناہ کا کوئی موقع آجائے، نافرمانی کا کوئی موقع آجائے، فسق و فجور کا کوئی موقع آجائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب کو یاد کر کے اس گناہ کی وعیدوں کو مستحضر کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، اس کی عظمت، اس کے جلال کو یاد کر کے اس گناہ سے بچ جائے، خوف کا یہ درجہ فرض ہے اور اس کو حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت کے اوپر ضروری ہے، فرض ہے۔اب ہمیں اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ یہ درجہ فرض ہم نے ادا کیا ہوا ہے یا نہیں؟ ہم اس فرض پر عمل کر رہے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کر رہے تو پھر سمجھ لیجئے کہ جیسے فرض کا چھوڑنے والا گناہ گار ہوتا ہے اسی طرح خوف کے اس درجۂ فرض کا چھوڑنے والا بھی گناہ گار ہے، کافر تو نہیں ہوگا کیونکہ جتنا خوف شرطِ ایمان ہے وہ موجود ہے، لیکن جتنا خوف ہونا فرض ہے وہ موجود نہیں، یعنی جب گناہ کا موقع آتا ہے تو بے خوف و خطر وہ گناہ کر لیتا ہے، جہاں گانا گاتے ہوئے کسی کو دیکھا، سننا شروع کر دیتا ہے، جہاں کسی کو ڈانس کرتے ہوئے دیکھا تو ڈانس دیکھنا

besturdubooks.wordpress.com

شروع کر دیتا ہے، جہاں جھوٹ اور غیبت کا موقع آیا، بے دھڑک غیبت اور جھوٹ بولنا شروع کر دیتا ہے، جہاں جھوٹی قسم کھانے کا موقع آیا، فوراً اس نے جھوٹی قسم کھالی، تہمت لگادی، الزام لگادیا، غصب کرلیا، ظلم کرلیا، رشوت لے لی، سود کھالیا، ذرا بھی اللہ کے عذاب سے نہ ڈرے، ذرا بھی اللہ کی پکڑ سے نہ ڈرے۔ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، اور قرآن و حدیث سے اس کا ناجائز اور گناہ ہونا ثابت ہے۔ تب ہی تو چاروں امام اس کے حرام ہونے پر متفق ہوئے ہیں، اب جب موقع آتا ہے تو بے دھڑک، بے خوف و خطر ڈاڑھی منڈوالیتا ہے، اللہ کے عذاب سے ڈرتا نہیں ہے۔ اللہ کی پکڑ سے ڈرتا نہیں ہے، اللہ کی ناراضگی سے ڈرتا نہیں ہے، اپنی ڈاڑھی منڈا رہا ہے۔ یہی حکم ایک مٹھی سے چھوٹی ڈاڑھی رکھنے کا بھی ہے، یعنی ڈاڑھی رکھتا تو ہے لیکن خشخشی ڈاڑھی رکھے ہوئے ہے، کتروا کر اپنی ڈاڑھی چھوٹی کر رکھی ہے، یہ بھی حرام ہے، یہ بھی ناجائز ہے، یہ بھی گناہ ہے۔ جہاں بدنگاہی کا موقع آیا، حکم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اپنی آنکھ نیچی کرلو، دل میں اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف ہونا ضروری ہے کہ اس خوف کی وجہ سے اولاً تو آدمی کسی نامحرم عورت پر یا جہاں نظر ڈالنا ناجائز ہے وہاں قصداً نظر ہی نہ ڈالے، اور اگر پڑ جائے تو فوراً ہٹالے، یہ خوف خدا کا تقاضا ہے، اور خوف خدا نہیں ہے تو بے خوف و خطر دیکھ رہا ہے، بے دھڑک اپنی آنکھوں کو گندا کر رہا ہے، آنکھوں سے بھی ز۔

besturdubooks.wordpress.com

کر رہا ہے، دل سے بھی زنا کر رہا ہے، کیونکہ نامحرم عورتوں کو شہوت کے ساتھ دیکھنا یا نامحرم عورتوں کا شہوت سے نامحرم مردوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ تصور ہی تصور میں، خیال ہی خیال میں اور دل ہی دل میں نامحرم مردوں کا، نامحرم عورتوں سے لذت لینا دل کا زنا ہے۔ یا نامحرم عورت کو چھونا یا نامحرم عورت کا نامحرم مرد کو چھونا، ہاتھوں کا زنا ہے۔ اور اس مقصد سے چل کر جانا یہ پیروں کا زنا ہے۔ اب ہر مسلمان مرد و عورت کے دل میں اتنا خوف خدا ہونا فرض ہے کہ جب گناہ کا موقع آئے تو وہ فوراً اللہ کے خوف سے اپنی آنکھوں کو نیچے کر لے، اپنا ہاتھ روک لے، اپنے دل سے اُس خیال کو نکال دے، اپنے پیروں کو اُس گناہ کی طرف چلنے سے روک لے۔

ایک عجیب وغریب دعاء

حدیث شریف میں یہ دعاء آئی ہے کہ:

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ.

(جامع الترمذی باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید، حدیث نمبر ۳۴۴۴)

ترجمہ

''یا اللہ ہمیں اتنا خوف عطاء فرمادیجئے کہ جو ہمارے اور آپ

besturdubooks.wordpress.com

کی نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے''۔

یعنی ہمارے دل میں آپ اپنا اسقدر خوف بھر دیجئے کہ جب گناہ کا موقع آئے تو ہم اس خوف کی وجہ سے گناہ سے بچ جائیں۔

وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَکَ.

ترجمہ

''اور اپنی اتنی عبادت اور بندگی نصیب فرما جو ہمیں جنت تک پہنچادے''۔

وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا.

ترجمہ

''اور اپنی ذات اقدس پر اپنا یقین عطا فرما دیجئے کہ دنیا کی مصیبتیں سہل ہو جائیں''۔

یعنی ہمارے دل میں یہ یقین پیدا ہو جائے کہ جو بھی پریشانیاں ہیں، جو بھی بیماریاں ہیں، جو بھی تکلیفیں ہیں اور جو بھی حادثات وسانحات ہیں سب اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں، اور سراسر ہمارے حق میں نافع اور مفید ہیں، جب یہ یقین پیدا ہو جائے گا تو مصیبت مصیبت نہیں رہے گی، صورۃً تو مصیبت ہو گی لیکن حقیقۃً مصیبت نہ ہو گی۔

besturdubooks.wordpress.com

حکمت الٰہیہ کو سمجھنے کے لئے ایک مثال

ایک بزرگ نے اس کو بڑی اچھی مثال سے سمجھایا ہے کہ دیکھو ایک سانپ اصلی ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی مجمع میں ڈال دو تو مجمع بکھر جائے، خوف کے مارے سب بھاگ پڑیں، اور ایک کاغذ کا سانپ ہوتا ہے کہ جس کو بچہ بچہ ہاتھ میں لئے پھرے، اور کسی کو ڈر نہ لگے، حالانکہ بعض مرتبہ کاغذ کے اوپر بنا ہوا سانپ اصل سے بھی زیادہ چمکیلا اور خوفناک ہوتا ہے، ہیں تو دونوں سانپ، لیکن ایک سانپ سے ڈر لگ رہا ہے اور دوسرے سانپ سے ڈر نہیں لگ رہا، تو جس کے دل میں یقین آجائے کہ اللہ پاک جو کر رہے ہیں سب حکمت سے کر رہے ہیں، ہماری مصلحت سے کر رہے ہیں، سراسر ہمارے فائدے کے لئے کر رہے ہیں، تو اس کے لئے بیماری بھی راحت ہو جاتی ہے، ورنہ تو معمولی سی تکلیف بھی انسان کے پیمانۂ صبر کو لبریز کر دیتی ہے، اور انسان حواس باختہ ہو جاتا ہے، اور اتنا پریشان ہو جاتا ہے کہ کسی کروٹ اس کو سکون نہیں آتا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عجیب وغریب دعا فرمائی:

وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا.

besturdubooks.wordpress.com

(جامع الترمذی: باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید، حدیث نمبر ۳۴۴۴)

ترجمہ

''اور آپ ہمیں نفع اٹھانے کی توفیق دیتے رہئے، ہماری سماعتوں سے اور ہماری بصارتوں سے اور ہماری قوتوں سے جب تک آپ ہمیں زندہ رکھیں۔''

یعنی جو چلنے کی قوت ہے، بولنے کی قوت ہے، سننے کی قوت ہے، سونگھنے کی قوت ہے، کھانے کی قوت ہے، ان ساری طاقتوں کو، ساری قوتوں کو آخیر دم تک بحال رکھئے، اور ان سے ہمیں نفع اٹھانے کی توفیق دیتے رہئے، مرتے دم تک ہر معذوری سے، مجبوری سے، لاچاری سے، اور بیکسی سے محفوظ رکھئے، ہماری بینائی بھی صحیح رہے، ہماری سماعت بھی صحیح رہے، ہمارے سارے اعضاء صحیح سلامت رہیں۔ آمین۔

ایک بزرگ کی عجیب وغریب دعائیں

چنانچہ ایک بزرگ، مولانا عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے دارالعلوم کے کتب خانہ کے ناظم تھے اُن کے والد حافظ عبدالولی صاحبؒ جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے میں نے اُن کی الحمد للہ بارہا زیارت کی ہے، وہ ایک دعا بہت کثرت سے کرتے تھے کہ یا اللہ سلامتی اعضاء اور سلامتی

besturdubooks.wordpress.com

ایمان کے ساتھ دنیا سے لے جاتا، سبحان اللہ، سلامتی اعضاء اور سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھانا یعنی جب تک آپ دنیا میں رکھیں ہر معذوری سے محفوظ رکھے گا، اور ایمان سلامت رکھئے گا کہ سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے چلے جائیں، اس لئے کہ ایمان دنیا اور آخرت میں سب سے بڑی نعمت ہے۔

ایسے ہی جب کوئی نکاح کرنے کے بعد ان کے پاس آتا تو اس کو بھی ایک عجیب دعا دیتے تھے جو یاد رکھنے کی ہے کہ نکاح کی مبارک باد دیتے اور اس میں یہ دعاء دیتے کہ نیک رہو، اور ایک رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں نیک رکھے اور ایک رکھے۔ یعنی گھل مل کر رہو، مزاج میں موافقت رہے اور نیکی پر قائم رہو، اسی لئے کہ اگر نیک نہ رہو تو مصیبت، ایک نہ رہو تو مصیبت، میاں بیوی میں اتفاق ہے تو سب کچھ ہے، نا اتفاقی ہے تو کچھ بھی نہیں ہے، پھر گھر کے اندر سوائے عذاب اور تکلیف کے کچھ بھی نہیں۔

گناہ کے موقع پر کیا کرنا چاہئے؟

بہر حال! اس دعا کے شروع میں آپ نے فرمایا کہ:

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ.

ترجمہ

besturdubooks.wordpress.com

''یا اللہ! ہمیں اتنا خوف عطا فرما دیجئے جو ہمارے اور آپ کی نافرمانی کے درمیان حائل ہو جائے''۔

لہٰذا خوف کا یہ درجہ تو فرض ہے کہ جب کوئی گناہ کا موقع آ جائے اور بھئی! صبح سے شام تک ایسے مواقع آتے ہی رہتے ہیں، اور جب صبح سے شام تک آتے رہتے ہیں تو ساری زندگی آتے ہیں، جس طرح نماز کا موقع آتا ہے، ذکر کا موقع آتا ہے، تسبیح کا موقع آتا ہے، شکر کا موقع آتا ہے، صبر کا موقع آتا ہے، اسی طرح گناہ کے مواقع بھی صبح وشام آتے رہتے ہیں، لہٰذا جب گناہ کا موقع آ جائے تو اُس وقت اس گناہ سے اپنے آپ کو اللہ کے خوف کے ذریعے بچالے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو مستحضر کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس گناہ سے بچ جائے، یہ فرض ہے۔

خوف کا درجۂ فرض چھوڑنا گناہ ہے

اب یہ جو فرض بیان کیا جا رہا ہے، اس لئے بیان کیا جا رہا ہے کہ ہم اس درجۂ فرض کو حاصل کریں، ورنہ اس فرض کو چھوڑنے کی وجہ سے بھی گناہگار رہوں گے، جیسے بندہ شکر کا درجۂ فرض چھوڑنے سے گناہگار رہتا ہے، خوف کا درجۂ فرض چھوڑنے سے بھی گناہ گار ہوتا ہے اس لئے کہ جس طریقے سے اللہ پاک نے قرآن شریف کے اندر نماز کا حکم دیا ہے، نماز کو فرض قرار دیا ہے، روزہ کو فرض

besturdubooks.wordpress.com

قرار دیا ہے، صبر کو فرض قرار دیا ہے، شکر کو فرض قرار دیا ہے، زہد کو فرض قرار دیا ہے، رجاء کو فرض قرار دیا ہے، خوف کو بھی فرض قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ. الآية

(سورة البقرة: ۱۵۰)

ترجمہ

''ان سے مت ڈرو، مجھ سے ڈرو''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ خوف کا حکم دے رہے ہیں، اس طرح اور بہت ساری آیات ہیں کہ جن میں اللہ پاک نے اس کا ذکر فرمایا ہے کہ ''مجھ سے ڈرو'' لہٰذا اس درجۂ فرض کی ہمیں فکر کرنا چاہئے، یہ درجۂ فرض ہمیں حاصل ہو جائے تو سمجھو کہ ہماری اصلاح ہو جائے۔

گناہ کیوں ہوتے ہیں؟

یہ سارے گناہ جو ہو رہے ہیں یہ بے خوفی کی وجہ سے ہو رہے ہیں کہ جب گناہ کا موقع آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا استحضار نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا استحضار نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور ان کے جلال کا ہمیں اندیشہ نہیں ہوتا، بس اس وقت ہم بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ اور غافل ہونے کی بناء پر گناہ کر بیٹھتے ہیں، لیکن فرض یہ ہے کہ ہم اس وقت یاد کریں اور یہ یاد کرنا ہمارے

اختیار میں ہے، جیسے نماز پڑھنا اختیار میں ہے، روزہ رکھنا اختیار میں ہے، اسی طرح گناہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کو یاد کرنا بھی سو فیصد ہمارے اختیار میں ہے، لہٰذا اس وقت یاد کریں اور یاد کر کے پھر گناہ سے بچیں۔

شراب کا دسواں مٹکا نہیں توڑا

ایک عجیب واقعہ یاد آیا، ایک بزرگ مولانا ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو اپنے زمانے میں بہت بڑے اور پائے کے عالم سمجھے جاتے تھے، ایک دن یہ دریا کے کنارے ٹہل رہے تھے کہ اچانک دیکھا کہ ایک کشتی آئی، اور اس میں سے شراب کے مٹکے اتار اتار کر کنارے پر رکھے جانے لگے، اور یہ کسی مسلمان خلیفہ کے زمانے کا واقعہ ہے، جب مسلمانوں کی حکومت دنیا میں قائم تھی، خلافت قائم تھی، اور اسلامی نظام قائم تھا، مولانا ابوالحسن نوری پہلے تو اس بات سے حیران ہوئے کہ اسلامی حکومت میں شراب کیسے آگئی؟ پھر ان لوگوں کے پاس گئے جو کشتی میں سے شراب کے مٹکے اتار اتار کر دریا کے کنارے پر رکھ رہے تھے، ان سے پوچھا کہ یہ شرب کس کے لئے ہے اور کہاں سے آئی؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو خلیفہ کے لئے آئی ہے، خلیفہ کا نام سن کر ان کو اور بھی شدید غصہ آگیا، کہ خلیفہ جس کا کام یہ ہے کہ شرب نوشی کو بند کرے اور شراب پینے والوں کو سزا دے، ان پر حدِ شرعی جاری کرے، یہ شراب خود اسی کے لئے آرہی ہے؟ خلیفہ پر انہیں بڑا طیش آیا،

اور ہاتھ میں عصا تھا، بس انہوں نے غصہ میں آکر ایک ایک کر کے مٹکے توڑنا شروع کردیئے، کل دس مٹکے تھے، نو توڑ دیئے اور ان سب کی شراب بہہ کر دریا میں چلی گئی، لیکن دسواں مٹکا چھوڑ دیا، جب خلیفہ کی شراب دریا میں بہہ گئی تو شراب اتارنے والے دوڑ کر خلیفہ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کے لئے اسپیشل شراب تیار کرا کے لائی گئی تھی، اور فلاں فلاں ایسے شخص نے شراب کے مٹکوں میں سے نو مٹکے توڑ دیئے ہیں اور ایک چھوڑ دیا ہے، خلیفہ نے فوراً گرفتاری کا حکم دیا، اور انہیں گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا، اس زمانے میں جو خلیفہ تھا وہ بھی بڑے خونخوار انداز میں دربار میں بیٹھا کرتا تھا، ایک خود اس کے سر پر ہوتا تھا، اس میں بڑے بڑے دو سینگ ہوتے تھے، اور اس کا سارا سر اور سینہ لوہے کے اندر چھپا رہتا تھا، دربار میں اس طرح ہیبت ناک شکل بنا کر بیٹھتا تھا تاکہ درباریوں پر اس کا رعب رہے، آنکھیں بھی لال لال، چہرہ بھی کالا کالا اور اس پر یہ خوفناک شکل اور خود پہنا ہوا، اس میں بھی دو سینگ نکلے ہوئے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آدھا کوئی خوفناک جانور ہے، اب مولانا ابوالحسن نوری کو پکڑ کر لے گئے تو یہ جری آدمی تھے اس کی ہیبت وغیرہ سے متاثر نہ ہوئے، اور جا کر کے اس کے قریب بیٹھ گئے، پہلے تو وہ اس طرزِ عمل سے ہی جھینپا کہ یہ کیسا آدمی ہے سب تو میری شکل دیکھ کر کانپتے ہیں، اور یہ میرے پاس ہی آکر بیٹھ گئے، خیر اس نے اپنی خفت کو

besturdubooks.wordpress.com

چھپایا، اور پھر کہا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ کہا کہ عبداللہ، اُس نے کہا کہ عبداللہ تو سب ہی ہوتے ہیں، تمہارا اصلی نام کیا ہے؟ فرمایا میرا نام تو یہ ہے لیکن میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، جیسے تو اللہ کا بندہ ہے، دونوں اللہ کے بندے ہیں، تو اس نے کہا کہ یہ شراب کے مٹکے تم نے توڑے ہیں؟ کہا ہاں میں نے توڑے ہیں، خلیفہ نے کہا کس کے حکم سے توڑے ہیں؟ کہا اُس کے حکم سے توڑے ہیں جو تجھ پر بھی حاکم ہے، اللہ اکبر، تھا تو وہ بھی مسلمان، اب جو یہ سنا تو ایک دم اس کے غصہ کا پارہ نیچے بیٹھ گیا، اور اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، نادم اور شرمندہ ہو گیا کہ ہائے دیکھو کیسی بات کہہ رہے ہیں، بات بھی کیسی عجیب کہ اس کے حکم سے توڑے ہیں جو تجھ پر بھی حاکم ہے، اصل حاکم تو اللہ تعالیٰ ہیں، اس کے حکم سے توڑے ہیں تو اس نے کہا کہ پھر تم نے نو کیوں توڑے؟ ایک کیوں بچایا؟ دس کے دس کیوں نہ توڑ دیئے؟ تو انہوں نے کہا کہ جب میں مٹکے توڑنے لگا تو نو تک مجھے سوائے اللہ تعالیٰ کے واسطے غصہ آنے کے کوئی اور وجہ نہ تھی، اور اللہ تعالیٰ کے خوف کے سوا کسی کا بھی مجھے خوف نہیں تھا، اللہ کے لئے مجھے طیش آیا اس طیش کے اندر میں لاٹھی مارتا چلا گیا، جب نو توڑ چکا تو خیال آیا کہ خلیفہ کیا کہے گا کہ اتنا بے خوف ہے کہ مجھ سے بھی نہ ڈرا، بس میں نے اسی وقت لاٹھی روک لی کہ اب توڑنا اپنی بہادری دکھانے کے لئے ہوگا، اللہ کے لئے نہیں ہوگا، اللہ اکبر۔ دیکھو کتنی باریک بات ہے کہ دسواں

besturdubooks.wordpress.com

نہیں توڑا اس لئے کہ وہاں پر طیش خالص اللہ کے واسطے نہیں تھا، اب وہ توڑنا تو اپنی بہادری دکھانے کے لئے ہوتا کہ ایسے خونخوار خلیفہ کے لئے شراب لائی جارہی ہے اور یہ اتنا نڈر ہے کہ اس کی شراب بھی اس نے دریا میں بہادی، تو اب یہ توڑنا خالص اللہ کے واسطے نہیں ہوگا، بھئی! خوفِ خدا ہو تو ایسا ہو، اور اللہ کے لئے غصہ ہو تو ایسا ہو۔

جب خلیفہ نے سنا تو اس نے کہا کہ حضرت آپ آج سے میرے شعبۂ احتساب کے وزیر اعلیٰ ہیں کہ جب آپ اتنا فرق کر سکتے ہیں کہ کہاں غصہ اللہ کے لئے کر رہے ہیں، کہاں غیر اللہ کے لئے ہو رہا ہے، اور وہ کام کر رہے ہیں جو اللہ کے لئے ہے اور نہیں کر رہے تو غیر اللہ کے لئے نہیں کر رہے، بس آپ ہی اس لائق ہیں کہ اس منصب کو سنبھال لیں، آج سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا شعبہ آپ کے حوالے کرتا ہوں، تو مٹکے بھی توڑے اور اللہ تعالیٰ نے منصب بھی عطا فرمادیا کہ ساری مملکت اسلامیہ کے شعبہ امر و نہی کے وہ رئیس بن گئے۔

لہٰذا جب گناہ کا موقع آئے تو انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو یاد کرے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو یاد کرے، اس گناہ کے عذاب و وبال کو یاد کرے، اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو یاد کرے، اللہ تعالیٰ کے حساب لینے کو یاد کرے، اگر یہ کام کرے تو کون گناہ کرسکتا ہے، کس سے گناہ ہوسکتا ہے، یہ گناہ ہوتے ہی جب ہیں

besturdubooks.wordpress.com

کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ سے غافل ہوتا ہے، گناہوں کے عذاب اور وبال سے انسان غافل ہوتا ہے، اور گناہ کرتا چلا جاتا ہے۔

ایک عورت کے خوف نے توبہ کرادی

احادیث طیبہ میں ایک نوجوان کا واقعہ مذکور ہے کہ وہ نوجوان ہر قسم کے گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، چنانچہ ایک دفعہ اس نے کسی عورت کو گناہ کرنے کے لئے ساٹھ روپے دیئے، لہٰذا وہ عورت بیچاری محتاج اور حاجتمند تھی، مجبوراً اس نے پیسے قبول کر لئے، جب یہ گناہ کے ارادے سے اس کی طرف بڑھا تو وہ تھر تھر کانپنے لگی، اس نے کہا کیا بات ہے؟ اس عورت نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ڈر لگ رہا ہے، آج تک کبھی میں نے یہ کام نہیں کیا، اس نوجوان نے کہا کیا اللہ تعالیٰ سے ڈر لگ رہا ہے؟ عورت نے جواب دیا: ''ہاں مجھے اللہ تعالیٰ سے خوف آرہا ہے'' تو وہ نوجوان کہنے لگا میں تجھ سے زیادہ اس لائق ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈروں، جا! وہ پیسے بھی میں نے تجھے ہدیہ کئے اور میں قسم کھاتا ہوں کہ آج کے بعد سے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی نہیں کروں گا، تو اس عورت نے اس کو بھی توبہ کروادی، وہ خود بھی بچ گئی اور اس کی وجہ سے یہ بھی بچ گیا، اور اس نے یہ قسم کھالی تھی کہ میں زندگی بھر کوئی گناہ نہیں کروں گا، اللہ کی شان دیکھئے کہ وہ دن گزرا رات ہی کو اس کا انتقال ہوگیا، سویرے لوگوں نے دیکھا کہ من جانب اللہ اس کے

besturdubooks.wordpress.com

گھر کے دروازے پر لکھا ہوا تھا کہ یہ بخشا ہوا ہے، اللہ اکبر، اس لڑکی کے خوف سے اس میں خوف منتقل ہوگیا اور اس خوف نے ذرا سی دیر میں اس کی سچی توبہ کروادی، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ"

ترجمہ

"توبہ کرنے والا تو ایسا ہوتا ہے کہ جیسے کوئی گناہ ہی نہ کیا"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (الزمر:۵۳)

ترجمہ

"آپ میرے ان بندوں سے کہہ دیجئے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اللہ تعالیٰ سارے ہی گناہ معاف فرمادیں گے، بلاشبہ وہ بڑا ہی بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے"۔

besturdubooks.wordpress.com

بہر حال صبح اس نوجوان کے گھر کے دروازے پر منجانب اللہ لکھا ہوا تھا کہ اس کی بخشش کر دی گئی۔

اہل اللہ کی صحبت کی برکات

اس واقعہ سے ایک نکتہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو اللہ کا خوف ہے یہ بھی صحبت سے بہت جلدی آتا ہے، گو کوشش سے بھی آتا ہے، لیکن صحبت سے بہت جلدی آتا ہے، لہٰذا اگر خوف پیدا کرنا ہے تو آدمی اہل خوف کی صحبت اختیار کرے، بلکہ تقریباً یہ بات طے شدہ ہے کہ جتنے بھی باطنی فضائل ہیں اور اچھے اچھے اخلاق و اعمال ہیں اور جتنے بھی رذائل ہیں ان سب میں اصل چیز یہی ہے کہ کسی اللہ والے کی خدمت و صحبت میں آدمی بیٹھے، ان کی خدمت و صحبت میں رہنے سے چپکے چپکے یہ فضائل پیدا ہوتے رہتے ہیں، رذائل دور ہوتے رہتے ہیں، اللہ پاک نے اس میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ محاسن پیدا ہوتے رہتے ہیں، فضائل اور اچھے اچھے اخلاق پیدا ہوتے رہتے ہیں، برے اخلاق اور برے اعمال غیر محسوس طریقے سے دور ہوتے رہتے ہیں، جیسے غیر محسوس طریقے سے خربوزہ خربوزے کا رنگ پکڑتا ہے، ایسے ہی غیر اللہ والا اللہ والے کا رنگ کھینچ لیتا ہے اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ بھئی! ہم تو بدکار ہیں، سیاہ کار ہیں، اس لئے کہیں ان کے اوپر ہمارا رنگ نہ چڑھ جائے، ایسا نہیں ہوتا، عادۃ اللہ یہ نہیں ہے کہ کوئی کسی اللہ والے کے پاس

جائے اور اپنا برا رنگ ان پر چڑھا دے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا پکا رنگ لئے ہوئے ہیں کہ ان کے پاس جانے سے لوہا سونا بنتا ہے، سونا لوہا نہیں بنتا، وہ تو پارس ہیں کہ جس کے لگا دیں وہی سونا، لہٰذا ہمارا جو لوہا ہے وہاں جا کر سونا تو بن سکتا ہے، ان کا سونا ہمارے جانے سے لوہا نہیں بن سکتا، اس لئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا قربِ خاص حاصل ہے، وہ مقامِ عشق پر فائز ہیں جہاں کوئی مردود نہیں ہوتا۔

حضرت حکیم الامتؒ کی ایک عجیب بات

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ میں یہ بات مذکور ہے کہ بھئی چار عینؔ ہیں، ایک عابد کا عینؔ، ایک عالم کا عینؔ، ایک عارف کا عینؔ، ایک عاشق کا عینؔ، ان چاروں میں عین ہے، حضرتؒ فرماتے ہیں کہ عابد بھی بہک سکتا ہے، عالم بھی بہک سکتا ہے، کتنے واقعات ہیں عابدوں کے اور عالموں کے بہکنے، بھٹکنے اور بے راہ ہونے کے، عارف بھی بھٹک سکتا ہے، لیکن عاشق نہیں بھٹک سکتا، اور پھر مثال کے طور پر بیان کرتے ہیں کہ دیکھو شیطان میں تینوں عینؔ جمع تھے، عابد بھی کتنا بڑا تھا، اس کی عبادت کا تو یہ عالم تھا کہ آٹھ لاکھ سال اس نے عبادت کی ہے، زمین و آسمان میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں اس نے سجدہ نہ کیا ہو، اور عالم بھی اس پائے کا کہ مُعلّم الملائکۃ یعنی فرشتوں کا استاد، اس کا لقب تھا،

besturdubooks.wordpress.com

فرشتوں کو کتنا علم حاصل ہے، ان سے بڑھ کر اس کو علم حاصل تھا، چنانچہ عالم کے پاس عالم بن کر جائے، جاہل کے پاس جاہل بن کر جائے، ہرفن مولا ہے، اللہ بچائے، یہ سارے علوم وفنون کا ماہر ہے۔ حضرت امام رازیؒ کا قصہ ہے، پہلے بھی ایک دفعہ آپ کو سنایا تھا وہ آپ کو یاد ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنے کی امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی ننانوے دلیلیں اس نے کاٹ دیں اور توڑ دیں، تو اس درجے کا یہ عالم ہے۔ اور عارف اس پائے کا ہے کہ جب اللہ پاک نے اس کو حکم دیا کہ تو آدم علیہ السلام کو سجدہ کر تو اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں ناری ہوں وہ خاکی ہے، نار اوپر جاتی ہے، خاک نیچے جاتی ہے، لہٰذا ناری خاکی کے سامنے کیسے سجدہ کرلے، اس کو تو مجھے سجدہ کرنا چاہئے نہ کہ میں اس کو سجدہ کروں، اُس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے سے صاف صاف انکار کر دیا، اسی وقت اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوگیا، آٹھ لاکھ سال کی عبادت پر پانی پھر گیا، اس کا علم جہل میں تبدیل ہوگیا، باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو رہے ہیں، لعنت فرمار ہے ہیں، اور یہ فرمار ہے ہیں کہ یہاں سے نکل جا تو مردود ہے، اتنا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض اور اس کے اوپر اس قدر غضب نازل ہو رہا ہے، لعنت برس رہی ہے، لیکن عارف اس درجے کا ہے کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہے یعنی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے کتنے ہی غصے میں ہیں،

besturdubooks.wordpress.com

چاہے کیسے ہی غضبناک ہیں، لعنت فرمارہے ہیں، لیکن اگر میں دعا کروں گا تو رد نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ ایسے مہربان ہیں کہ ایسی حالت میں بھی کوئی ان سے دعا مانگے وہ دعا ضرور قبول فرمائیں گے، رد نہیں فرمائیں گے، لہٰذا اس حالت میں بھی وہ اس قدر اللہ تعالیٰ کی معرفت سے آگاہ تھا کہ اگر اس وقت بھی میں دعا کروں گا تو دعا قبول ہوگی۔ تو اس وقت اُس نے یہ دعا مانگ لی کہ یا اللہ قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دیدیجیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رَبِّ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ○ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ، اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ.

(سورۃ الحجر: ۳۷، ۳۸)

ترجمہ

''اے میرے رب! مجھے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دیدیجیے، فرمایا: (جا) تجھ کو معین وقت کی تاریخ تک مہلت دی گئی''۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ عارف اس درجے کا تھا، اور یہ کوئی معمولی معرفت نہیں ہے، اگر کوئی دوسرا ہوتا تو مایوس ہوجاتا، جبکہ یہ مایوس ہونے کے دعا مانگ رہا ہے، اور دعا بھی کیسی مانگ رہا ہے کہ جس کا مقصد اس نے خود یہ

besturdubooks.wordpress.com

بیان کیا تاکہ میں قیامت تک آنے والے انسانوں کو بہکاؤں اور بھٹکاؤں اوران سب کو جہنم رسید کردوں، وہ دعا بھی اللہ پاک نے قبول فرمالی۔ پھر فرمایا کہ وہ عاشق نہیں تھا، اگر عاشق ہوتا تو فوراً سجدے میں گر جاتا، جیسے ملائکہ اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے کہ بے چوں چرا بس حکم ملتے ہی سجدے میں گر گئے، کیا دیکھنا ناری کو، کیا دیکھنا خاکی کو، کیا دیکھنا نوری کو، بس حکم ہے تو سر آنکھوں پر، اس لئے فرشتے فوراً سجدے میں گر گئے، وہ عاشق تھے اور جو عاشق ہوتا ہے وہ چوں چرا نہیں کرتا، وہ تو کہتا ہے کہ حکم فرمادیا ہے؟ اور حکم سنتے ہی وہ فوراً حکم پورا کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے، عاشق کا تو یہ حال ہوتا ہے۔

خون کی موجیں گذرجائیں نہ کیوں
آستانہ میں نہ چھوڑوں گا مگر
آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو تیری خاطر بنانا ہے مجھے
یہ دل پامال ہو یا زیست کا پیمانہ بھرجائے
مگر ہر سانس میرا آپ کے در پر گذر جائے
آمین

یہ عاشق کی باتیں ہیں، بھئی اور یہ عاشق کے شعر ہیں، مجذوب صاحب

besturdubooks.wordpress.com

حضرت تھانویؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس دل میں خدا جانے کیا آگ بھری ہوگی

مجذوب صاحب فرماتے ہیں:

پھر ذرا مطرب اسی انداز سے
جی اٹھے مُردے تیری آواز سے

مجذوب صاحب فرماتے ہیں:

اے عشق کہیں لے چل یہ دیر و حرم چھوڑیں
ان دونوں مکانوں میں جھگڑا نظر آتا ہے

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے شعر ہیں:

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیرے عاشقوں میں مرنا تیرے عاشقوں میں جینا

جی چاہتا ہے کہ جا کے رہوں وہاں
رہتا ہو جہاں کوئی درد بھرا دل لئے ہوئے

حق اور سچ تو یہ ہے کہ جب کوئی عاشق ہو جاتا ہے تو پھر وہ مردود نہیں ہوتا، یہ اللہ والے اللہ تعالیٰ کے عاشق ہوتے ہیں، اس لئے ہمارے جانے سے ہماری

besturdubooks.wordpress.com

برائیوں کا ان پر عکس نہیں پڑے گا، بلکہ ان کی اچھائیوں کا عکس ہم پر پڑے گا، جس طرح اس لڑکی کے خوفِ خدا سے نوجوان کی کایا پلٹ گئی، اسی طرح جب ہم کسی اللہ والے کی خدمت وصحبت میں جا کر اخلاص کے ساتھ رہیں گے تو ہماری بھی کایا پلٹ جائے گی، جب چاہو، جہاں چاہو، اس کا تجربہ کر کے دیکھ لو، کسی آوارہ بدمعاش کے پاس دس دن رہ کر دیکھ لو اور کسی اللہ والے کے پاس جا کر دس دن بیٹھ کر دیکھ لو، زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا، یہاں پر برائیاں چھوٹتی نظر آئیں گی، وہاں پر برائیاں گھستی نظر آئیں گی، بہرحال خوف کا درجۂ فرض یہ ہے کہ جب گناہ کا موقع آجائے، نافرمانی کا موقع آجائے، فسق وفجور کا موقع آجائے، تو آدمی اللہ تعالیٰ کے غضب کو یاد کر لے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو یاد کر لے اور یاد کر کے اس گناہ سے بچے، یہ فرض ہے، اس کے بعد ایک درجہ مستحب کا یہ ہے، اور ایک درجہ غیر محمود ہے، وہ پھر انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عمل عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے ہمیں اتنا خوف عطا فرمائے جو ہمارے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ (آمین)

❁❁❁ واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ❁❁❁

besturdubooks.wordpress.com

قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ الکریم

فِی بُیُوتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَن تُرفَعَ وَیُذکَرَ فِیہَا اسمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیہَا بِالغُدُوِّ وَالاٰصَالِ

ترجمہ

جن گھروں کے بارے میں اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کو بلند مقام دیا جائے اور ان میں اس کا نام لے کر ذکر کیا جائے، ان میں صبح و شام وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں۔ (النور:۳۶)

besturdubooks.wordpress.com

خوفِ خدا

اور

اکابرین کے چند واقعات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہم

نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب

مولانا محمد قاسم امین [illegible]

[illegible]

[illegible]

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

besturdubooks.wordpress.com

صفحہ نمبر	عنوان

besturdubooks.wordpress.com

اللہ کی رحمت اور عقوبت کی کوئی حد نہیں

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَاعِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْعُقُوْبَةِ، مَاطَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ، وَلَوْیَعْلَمُ الْکَافِرُ مَاعِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ، مَاقَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ أَحَدٌ.

(اخرجه البخاری: ۶۴۶۹ ومسلم ۲۷۵۵)

ترجمہ

''اگر مؤمن کو اس عذاب وسزا کا پتہ چل جائے جو (نافرمانوں کے لئے) اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کی طمع نہ کرے اور اگر کافر کو اس رحمت کا علم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے، تو کوئی اس کی جنت سے مایوس نہ ہو''۔ (ماخوذ از بیان ''مقام خوف اور اس کے درجات'')

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

دین کی گاڑی خوفِ خدا سے چلتی ہے

گذشتہ اتوار کو آپ کی خدمت میں ''خوفِ الٰہی'' سے متعلق بیان کیا گیا تھا اور اس میں بتایا گیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہمارے دل میں پیدا ہو جائے تو یہ ایک ایسی بنیادی چیز ہے جو تمام گناہوں سے بچانے والی اور ساری ہی نیکیاں کرانے والی ہے، خوفِ خدا میں دل کی گاڑی کو چلانے کی پوری طاقت ہے، جس طرح پٹرول سے گاڑی چلتی ہے اور پٹرول نہ ہو تو گاڑی نہیں چل سکتی اسی طرح ہمارے دین کی گاڑی اللہ کے خوف سے چلتی ہے، اللہ کا خوف نہ ہو تو یہ نہیں چل سکتی، جب بھی کوئی گناہ کسی سے ہوتا ہے تو اس وقت بندے کے دل میں خدا کا

besturdubooks.wordpress.com

خوف نہیں ہوتا، اسی طرح جب کوئی فرض وواجب سامنے آجاتا ہے تو جس کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہوتا وہ اس فرض وواجب کو ادا نہیں کرتا لیکن جس کے دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے وہ اس فرض وواجب کو ادا کرتا ہے، جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا اس کے سامنے جب نماز کا وقت آئے گا تو نہ اس کی دکان اس کو روکے گی، نہ تجارت روکے گی، نہ زراعت روکے گی، نہ ملازمت اور ڈیوٹی روکے گی، وہ ہر حال میں وقت پر نماز ادا کرے گا، اور جس کے دل میں اللہ کا خوف نہ ہوگا وہ دکان پر بیٹھا رہے گا، اذان بھی سن لے گا اسے معلوم بھی ہوگا کہ اب جماعت کھڑی ہے لیکن وہ دوکانداری میں مشغول رہے گا، زمینداری میں مشغول رہے گا، ڈیوٹی کا بہانہ کردیگا کہ یہ ڈیوٹی بھی تو ضروری ہے، دنیا کی ڈیوٹی کو اللہ تعالیٰ کی ڈیوٹی سے ''اللہ بچائے'' اہمیت دے گا، اور نماز چھوڑ دیگا لیکن ڈیوٹی نہیں چھوڑے گا۔ حالانکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنا، دنیا کی ڈیوٹی سے زیادہ ضروری ہے۔

مارکیٹ اور سفر میں خوفِ خدا کا امتحان

اس کا امتحان سفر میں اور مارکیٹ میں ہوتا ہے کہ جن کے دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے وہ دکان چھوڑ چھوڑ کر مسجد میں چلے جاتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کر لیتے ہیں اور جن کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہوتا وہ دکان پر بیٹھے رہتے ہیں، روزانہ یہ امتحان ہر مسلمان کا ہوتا ہے، ایسے ہی سفر میں بھی ہوتا ہے چاہے ہوائی

besturdubooks.wordpress.com

جہاز کا سفر ہو یا ٹرین کا سفر ہو یا بس کا سفر ہو یا گاڑی کا سفر ہو جن کے دل میں اللہ کا خوف ہوتا ہے وہ ہوائی جہاز میں بھی نماز پڑھتے ہیں، ٹرین کے پُر مشقت سفر میں بھی پڑھتے ہیں، بس سے اتر کر بھی پڑھتے ہیں، گاڑی روک کر بھی پڑھتے ہیں اور جن کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوتا وہ جہاز جیسے آرام دہ سفر میں بھی سیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں، معمولی وجوہات کی بناء پر نماز قضا کر دیتے ہیں، گاڑی کے اندر بھی بیٹھے رہتے ہیں، نماز نہیں پڑھتے، اس پر حد یہ ہے کہ کوئی نماز پڑھنا چاہے تو اسے بھی روک دیتے ہیں۔

سفر میں نماز پڑھنے سے روکنا

یہ لوگ کس طرح نماز پڑھنے سے روکتے ہیں؟ مثلاً یہ کہتے ہیں کہ سیٹ پر بیٹھ کر پڑھ لو، گاڑی میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں العیاذ باللہ، اور جدھر تمہارا منہ ہے ادھر ہی پڑھ لو، قبلے کی طرف منہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بغیر وضو کے ہی پڑھ لو، سفر ہے، تیمم کرلو، حالانکہ وہ ہٹے کٹے اور صحت مند ہوتے ہیں، کھا بھی رہے ہیں، پی بھی رہے ہیں اور لیٹرین میں بھی جا رہے ہیں، لیٹرین میں جانے کے وقت تو کوئی نہیں کہتا کہ سیٹ پر بیٹھے بیٹھے فارغ ہو جاؤ، اندر جانے کی کیا ضرورت ہے، گر جاؤ گے، چکر آ جائے گا، وہاں کوئی نہیں کہتا، اور جہاں کسی بیچارے مسکین نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا ڈبے والے اس کو مبنی بر جہالت فتویٰ دینا شروع کر دیتے ہیں، یہ جو فتویٰ دیتے ہیں کہ تم بیٹھ کر پڑھ لو، قبلے کی طرف منہ

besturdubooks.wordpress.com

کرنے کی بھی ضرورت نہیں، وضو کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں یہ دراصل اس کو نماز پڑھنے سے روکنا ہے کہ خود تو پڑھتے نہیں اس کو بھی پڑھنے نہیں دیتے۔

نہ خود چلے اور نہ دوسرے کو چلنے دے

یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے حضرت مولانا تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی جگہ جہاد ہوا اور اس جہاد میں کچھ مسلمان بھی شہید ہو گئے اور کچھ ہندو بھی مارے گئے، جو مسلمان شہید ہوئے تھے ان کے درمیان ایک زخمی مسلمان زندہ تھا اس نے جہاد کے بعد دیکھا کہ سب طرف لاشیں ہی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، لہٰذا اس کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ میں یہاں اکیلا ہوں، رات کیسے گذرے گی، نہ ابھی مجھے کوئی اٹھانے والا آئے گا نہ میں خود چل کر جا سکتا ہوں، اگر کوئی آیا بھی تو صبح آئے گا، کیونکہ اب تو چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے، اچانک اس کی نظر ایک بنیئے پر پڑی جو وہاں سے گزر رہا تھا، مشہور ہے کہ ''لالہ جی'' بہت ڈرپوک ہوتے ہیں، بنیئے نے جب دیکھا کہ یہاں تو لاشیں ہی لاشیں پڑی ہیں تو وہ بہت ڈرا ڈرا اور سہما سہما وہاں سے جانے لگا، زخمی مجاہد نے اسے دیکھ لیا اور زور سے کہا: ''لالہ جی! یہاں آؤ میری کمر پر اشرفیوں کی ہمیانی بندھی ہوئی ہے وہ تم کھول لو، تمہارے کام آجائے گی''، پہلے تو وہ ڈرا کہ ارے مردہ بول اٹھا لیکن جب اس نے سنا کہ اشرفیوں کی ہمیانی اس کی کمر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے تو اسکی آنکھیں چمکیں اور رال ٹپکنے لگی، لہٰذا وہ ڈرتا ڈرتا، چپکے چپکے، آہستہ آہستہ قدم

besturdubooks.wordpress.com

رکھتے ہوئے آخر کار اس مجاہد کے پاس آ گیا، جب وہ بالکل نزدیک آیا تو مجاہد نے تلوار اٹھائی اور لالا جی کے پیروں پر دے ماری، وہ ایک خوفناک چیخ کے ساتھ دھڑام سے نیچے گر گیا، اور چلنے کے قابل نہ رہا لیکن لالا جی نے گرتے گرتے اور کراہتے کراہتے بھی اس کی کمر ٹٹولی کہ وہ ہمیانی کہاں ہے جس کے اندر اشرفیاں ہیں تو مجاہد نے کہا: ''لالا جی پاگل ہو گئے ہو کیا؟ مجاہد جہاد میں کوئی اشرفیاں لایا کرتا ہے؟'' اس نے کہا: پھر مجھے کس لئے بلایا؟ مجاہد نے کہا: میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ میں یہاں تنِ تنہا زخمی پڑا ہوں، میرے ساتھ رات گذارنے والا کوئی نہیں، اب تم آ گئے تو بڑے مزے سے دونوں کی رات گذرے گی، لالا جی نے کہا ''اوت کا اوت نہ خود چلے اور نہ دوسرے کو چلنے دے''، بالکل یہی حال ٹرین کے اندر ہوتا ہے، یہی حال جہاز کے اندر ہوتا ہے کہ خود تو نماز پڑھتے نہیں، اور جو اللہ کا بندہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو فتویٰ دے دے کر روکنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ یہ بھی نماز نہ پڑھے، تو میرے عزیزو! ہوائی جہاز اور ٹرین میں پتا چلتا ہے کہ کس کے دل میں خوفِ خدا ہے اور کس کے اندر خوفِ خدا نہیں ہے؟ جس کے دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے وہ ہر حال میں فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوشاں رہتا ہے، آپ دیکھ لیجئے کہ تبلیغی جماعت والے کراچی سے لاہور تک اسٹیشنوں پر جماعت سے نماز پڑھتے ہوئے جاتے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھتے ہوئے آتے ہیں اور بھی بہت سارے مسلمان جو انفرادی سفر کرتے ہیں

besturdubooks.wordpress.com

ان کے دل میں بھی خوفِ خدا ہوتا ہے اس لئے انکی نماز نہ گھر میں قضا ہوتی ہے، نہ سفر میں قضا ہوتی ہے جس طرح وہ گھر میں نماز باجماعت پڑھتے ہیں سفر میں بھی پڑھتے ہیں، یہ خوفِ خدا ہونے اور نہ ہونے کی بات ہے جس کے دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے اس کے لئے گھر اور سفر برابر ہے وہ سفر وحضر کہیں بھی فرائض سے نہیں چوکتا، اور اگر اللہ کا خوف نہیں ہے تو پھر سفر اور گھر برابر ہے کہ جیسے گھر میں نہیں پڑھتے سفر میں بھی نہیں پڑھتے۔

جتنے بھی فرائض وواجبات ہیں سب کا یہ حال ہے کہ جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوتا ہے وہ پائی پائی کی زکوٰۃ نکالتا ہے جس پر حج فرض ہوجاتا ہے سب سے پہلے فریضۂ حج ادا کرتا ہے اور جس کے دل میں خوف نہیں ہوتا وہ طرح طرح کے بہانے کرتا رہتا ہے، حیلے تراشتا رہتا ہے، سستی وکاہلی کا شکار رہتا ہے، غفلت میں پڑا رہتا ہے اور اسکو توجہ دلائیں تو بھی نہیں کرتا، کوئی بتائے تو بھی نہیں مانتا، وہ کیسے مانے؟ جبکہ اللہ کا خوف ہی دل میں نہیں ہے۔

گناہوں سے بچنے کے لئے خوفِ خدا

اس طرح جتنے بھی گناہ ہیں ان سے بچنے میں بھی خوفِ خدا نہایت ضروری اور مؤثر ہے، جتنا خوفِ خدا دل میں ہوگا اتنا ہی وہ گناہوں سے بچے گا، سب کے سامنے بھی گناہوں سے بچے گا، خلوت اور تنہائی میں بھی بچے گا، وہ ڈیوٹی بھی صحیح سرانجام دے گا۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا مظہر صاحبؒ کا خوفِ خدا

ہندوستان کے ضلع سہارنپور میں مدرسہ ''مظاہر العلوم'' ایسا ہی اہم اور مرکزی مدرسہ ہے جیسے دیو بند میں دار العلوم دیو بند، ہندوستان میں یہی دو مرکزی مدرسے ہیں، ایک دار العلوم دیو بند، دوسرا مدرسہ مظاہر العلوم۔ ان کے علاوہ باقی مدارس جن کا جال ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں پھیلا ہوا ہے دراصل یہ انہی کی شاخیں ہیں اور انہی کا فیض ہیں جو دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکا ہے، مدرسہ مظاہر العلوم کے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا مظہر صاحبؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب حضرت مدرسے میں بیٹھتے تھے تو اوقاتِ مدرسہ میں جو مدرسہ کا ڈیوٹی ٹائم ہے اگر کوئی صاحب ان سے ذاتی ملاقات کے لئے آجاتے تو گھڑی میں ٹائم دیکھ لیتے اور پھر اس سے باتیں کرتے اور جب وہ جاتا تو گھڑی دیکھ لیتے اور جتنے منٹ اس سے بات کی ہوتی اُتنے ہی منٹ اپنے پاس نوٹ کر لیتے تھے کہ دس منٹ، پندرہ منٹ، بیس منٹ میں نے ذاتی گفتگو کی ہے، ذاتی ملاقات کی ہے، مدرسے کا کام نہیں کیا ہے، اسی طرح تاریخ وار پورے مہینے میں اپنے اوقات نوٹ کرتے رہتے تھے اور مہینے کے اختتام پر اس کا حساب لگاتے، اگر اس کی آدھے دن سے کم کم چھٹی بنتی تو آدھے دن کی چھٹی منظور کروا لیتے اور اگر آدھے دن سے زیادہ ایک دن سے کم کی چھٹی بنتی تو ایک دن درخواست منظور کروا لیتے کہ مجھے میری ایک دن کی چھٹی منظور کر لو اور چھٹی لینے کا تو سب کو اختیار

besturdubooks.wordpress.com

ہوتا ہے، قانونی طور پر اس کی عام اجازت ہوتی ہے۔ اس طرح کرنے پر ان کو خوفِ خدا مجبور کرتا تھا، ورنہ بعض لوگ گھنٹوں ڈیوٹی کے اوقات ذاتی استعمال میں لے لیتے ہیں، اور پروا بھی نہیں کرتے، کیونکہ ان کا دل خوفِ خدا سے خالی ہے۔

دارالعلوم کراچی کے اساتذہ کرام کا ایک ضابطہ

الحمدللہ ہمارے دارالعلوم کراچی کے اندر سارے اساتذہ کرام نے یہ بات طے کر رکھی ہے اور طے کر کے منظور کرائی ہوئی ہے کہ ہر استاد جب کلاس میں جاتا ہے تو وہ اپنا ٹائم دیکھتا ہے، اگر دس منٹ تاخیر سے آئے تو دس منٹ، پندرہ منٹ تاخیر سے آئے تو پندرہ منٹ، آدھا گھنٹہ تاخیر سے آئے تو آدھا گھنٹہ، پانچ منٹ تاخیر سے آئے تو پانچ منٹ رجسٹر میں باقاعدہ نوٹ کرتا ہے، پورے مہینے میں یہ روزانہ نوٹ کرتا ہے اور جب پورا مہینہ ہو جائے گا تو پھر وہ رجسٹر شعبۂ محاسبی میں جاتا ہے اور وہاں اس کے پورے مہینے کے تاخیری اوقات کو جمع کیا جاتا ہے، اور جمع کر کے جتنا وقت دارالعلوم کی طرف سے معاف ہے مثلاً نو منٹ تک دیر سے آنا معاف ہے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن جب دس منٹ ہو گئے تو اس کی تنخواہ کٹے گی، پندرہ منٹ تاخیر سے آئے تو اس کی تنخواہ کٹے گی، صدر صاحب سے لیکر چپڑاسی تک سب کی تاخیر ہر ماہ باقاعدہ نوٹ ہوتی ہے پھر اس کا حساب ہوتا ہے، حساب ہونے کے بعد ہر ایک کی تنخواہ کٹ جاتی ہے بلکہ بعض شعبے تو ایسے ہیں کہ قانوناً ان میں جانے کا وقت بھی لکھنا ہوتا ہے اور آنے کا وقت

besturdubooks.wordpress.com

بھی لکھنا ہوتا ہے اور وہ ہمارا دارالافتاء کا شعبہ ہے جب مفتی دارالافتاء میں جاتا ہے تو جاتے ہوئے بھی ٹائم لکھتا ہے، اور جب وہاں سے اٹھ کر جائے تو بھی ٹائم لکھتا ہے، اور اگر جلدی چلا گیا تو بھی پیسے کٹیں گے، دیر سے آیا تو بھی پیسے کٹیں گے، اور سب خوشی سے کٹواتے ہیں، یہ خوف خدا کی بات ہے اور جس کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہوتا وہ اوور ٹائم لگائے بغیر لکھوا دیتے ہیں، دس بجے آتے ہیں ٹائم نو بجے کا نوٹ ہوگا، چار بجے جاتے ہیں لیکن وقت پانچ بجے کا نوٹ ہوگا اور کتنے ہی اسکول ایسے ہیں کہ پورا مہینہ ٹیچر گھر میں بیٹھا رہتا ہے، ادھر حاضریاں ہوتی رہتی ہیں اور گھر بیٹھے تنخواہ ملتی رہتی ہے، یہ خوف خدا نہ ہونے کی بات ہے۔

حضرت مولانا سہارنپوریؒ کا خوفِ خدا

ایسے ہی مظاہر العلوم سہارنپور کے ہمارے بڑے بزرگ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے شیخ اور مرشد ہیں اور یہ دونوں شیخ اور مرید جنت البقیع میں آرام فرما ہیں، جب حضرت مولانا سہارنپوریؒ ۱۹۳۸ء میں مدینہ منورہ سے سفر کر کے واپس مظاہر العلوم پہنچے تو انہوں نے مدرسے میں یہ درخواست لکھ کر دیدی کہ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں، کمزور ہوگیا ہوں ضعیف ہوگیا ہوں، اب مجھ سے مدرسے کا کام پورا نہیں ہوتا، لہٰذا میں تنخواہ سے معذرت چاہتا ہوں، آپ ان کا زہد و تقویٰ، خوف وخشیتِ الٰہی ملاحظہ فرمائیں کہ ایسے وقت میں تنخواہ لینے سے انکار کر رہے ہیں جبکہ

besturdubooks.wordpress.com

عموماً زیادہ تنخواہ لینے کا یہی وقت ہوتا ہے کیونکہ اس وقت آدمی زیادہ محتاج ہوتا ہے، زیادہ ضرورت مند ہوتا ہے لیکن خوف خدا ایسی چیز ہے کہ اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی تمام تر ضروریات کے باوجود فرما رہے ہیں کہ اب میں مدرسے کا کام پورا نہیں کرسکتا تو تنخواہ کس بات کی لے لوں، اس وقت حضرت مولانا تھانویؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے بہت کوشش کی کہ حضرت آپ لے لیا کریں تاکہ آپ کا گذر اوقات ہو، حضرت مولانا سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ بھئی بات یہ ہے کہ میں کام کروں تو پیسے لوں، جب کام نہ کروں تو پیسے کس بات کے لوں؟ آخر میں ان حضرات نے کہا کہ اچھا حضرت! آپ اپنے ضعف کی وجہ سے سبق نہیں پڑھا سکتے تو نظامت تو کر سکتے ہیں، اگر آپ مدرسے میں آکر بیٹھیں گے تو سارے مدرسے والے آپ کے معتقد اور مرید ہونے کی وجہ سے اپنے کاموں کو توجہ کے ساتھ انجام دیں گے تو آپ ناظم بن جایئے، بمشکل بادل نخواستہ اپنے ناظم ہونے کا عہدہ قبول کرلیا اور اس کی تنخواہ لی اور سبق پڑھانے کے زمانے میں حضرتؒ کی احتیاط یہ تھی کہ جہاں بیٹھتے تھے وہاں مدرسے والوں نے قالین بچھایا ہوا تھا، اس قالین پر بیٹھ کر حضرتؒ سبق پڑھایا کرتے تھے، لکھا ہے کہ جب سبق پڑھاتے تو قالین پر بیٹھتے اور جب کوئی ملنے آتا تھا تو قالین سے اتر جاتے اور کہتے کہ یہ مدرسے والوں نے ہمارے پڑھنے، پڑھانے کے لئے بچھایا ہے، کوئی ذاتی ملاقات کرنے کے لئے، یاروں سے ملنے کے لئے تھوڑی بچھا رکھا ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

مولانا عنایت علی صاحبؒ کا خوفِ خدا

اس مدرسے کے ایک مہتمم یا ناظم حضرت مولانا عنایت احمد صاحبؒ تھے، ان کا بھی عجیب حال تھا، ان کے سامنے دو قلمدان رکھے رہتے تھے، ایک ذاتی اور ایک مدرسے کا، جب مدرسے کی کوئی چیز لکھتے تو مدرسے کے قلمدان سے قلم استعمال کرتے اور جب ذاتی خط لکھتے یا کوئی ذاتی کام لکھتے تو اپنے ذاتی قلم کو استعمال کرتے، دیکھو! یہ ہے خوفِ خدا۔

دفتری اشیاء ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں

اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا جب خوف ہوتا ہے تو یہ حال ہوتا ہے، اب ہمارے دفتروں کا حال دیکھو کیا کاغذ، کیا قلم، اور کیا پینسل سب ذاتی استعمال میں صرف ہو رہے ہیں بلکہ گھر پہنچے ہوئے ہیں، گھر میں وہیں کے لفافے استعمال ہو رہے ہیں وہیں کے قلم استعمال ہو رہے ہیں، وہیں کی روشنائی استعمال ہو رہی ہے، فیکس مشین بھی ذاتی استعمال میں آ رہی ہے، فوٹو اسٹیٹ مشین بھی ذاتی استعمال میں آ رہی ہے غرضیکہ دفتر کی ہر چیز ذاتی استعمال میں آ گئی، یہ سب چوری ہے، ناجائز اور خلافِ شرع ہے، تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ دیکھو اللہ کا خوف نہ ہونے سے کس قدر گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے اور اللہ کا خوف ہونے سے کیا زبردست احتیاط ہوتی ہے، اس لئے اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا خوف، اللہ کی پکڑ کا خوف اور برے انجام کا ڈر پیدا کریں، آنحضرت صلی اللہ علیہ

besturdubooks.wordpress.com

وسلم کو اللہ پاک نے نبوت و رسالت عطا فرمائی، تمام مخلوقات پر فضیلت دی، جنت کا سب سے اعلیٰ مقام آپ کو دینے کا وعدہ کیا گیا، اس کے باوجود کبھی آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ ، وَاللّٰہِ لَااَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ

(رواہ البخاری بحوالہ مشکوۃ ج ۲، ص ۴۵۹)

ترجمہ

"اللہ کا رسول ہو کر بھی اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم، اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا (یعنی میرا تمہارا انجام کیا ہوگا؟ کچھ خبر نہیں)"۔

اور کبھی یوں ارشاد فرماتے ہیں:

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ ، وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ، اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَھَا اَنْ تَاِطَّ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا فِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا لِلّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلاً وَلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ ، قَالَ اَبُوْذَرٍّ، یَالَیْتَنِیْ

besturdubooks.wordpress.com

كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ .

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ ۔ مشکوٰۃ ص ۴۵۷)

ترجمہ

''اس میں کوئی شک نہیں جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے، میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے، آسمان چلاّ تا ہے اسے چلانے کا حق ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، آسمان میں چار انگشت برابر بھی جگہ خالی نہیں، مگر وہاں فرشتہ اپنی پیشانی اللہ پاک کے سامنے رکھے ہوئے سجدہ ریز ہے، اللہ کی قسم! اگر تمہیں پتہ چل جائے جو میں جانتا ہوں تو تمہارا ہنسنا کم ہو جائے اور رونا دھونا بڑھ جائے، تم بستروں پر بیویوں سے لذت لینا ترک کردو، جنگلات اور صحراؤں میں نکل جاؤ، اور اللہ کے پاس پناہ ڈھونڈتے پھرو، حضرت ابوذر غفاریؓ نے یہ حدیث سن کر کہا، کاش! میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا، (اور اس کا قصہ ہی ختم ہو جاتا، کوئی حساب وکتاب نہ دینا پڑتا)''۔

اس لئے اپنے دلوں میں فکرِ آخرت، اندیشۂ عاقبت اور خوفِ الٰہی پیدا کریں۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت تھانویؒ کا خوف خدا

اب حضرت مولانا تھانویؒ کا واقعہ بھی سنو، حضرت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رات کو گاڑی پر سوار ہونے کے لئے اسٹیشن پر گیا تو بارش شروع ہوگئی اور وہ اسٹیشن ایسا تھا کہ اس میں بارش سے بچنے کا کہیں بھی انتظام نہیں تھا، چھت وغیرہ بھی نہیں تھی، بس کھلی چھت کا چھوٹا سا اسٹیشن تھا مگر وہاں کا اسٹیشن ماسٹر مجھے جانتا تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو جلدی سے ملازم سے کہا کہ تم حضرت کو گودام میں بٹھا دو تاکہ کم از کم بارش سے بچ جائیں، اور جب گاڑی آئے تو گاڑی میں تشریف لے جائیں. فرماتے ہیں کہ اس نے مجھے ریلوے کے گودام میں ایک طرف بٹھا دیا اور پھر اسٹیشن کے ملازم سے کہا کہ حضرت کے لئے لالٹین جلا دو، بجلی کا دور نہیں تھا، لالٹین جلتی تھی، حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے یہ شبہ ہوا کہ یہ ریلوے کی لالٹین نہ لے آئے، ریلوے کی لالٹین جلانا تو صحیح نہیں ہے لیکن ساتھ ہی میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ اگر میں اس سے ریلوے کی لالٹین نہ لانے کا کہوں تو کہیں گے کہ ان کا اسلام تو بڑا تنگ ہے، ایسی مصیبت کی گھڑی میں بھی اس بتی کے استعمال کرنے کی اس مذہب میں گنجائش نہیں ہے، یہ بڑا سخت مذہب ہے تو مجھے اس کی بدگمانی کا بھی خطرہ ہوا، میں نے دعا شروع کی کہ یا اللہ مجھے اس ریلوے کی لالٹین سے بچائیے، کہتے ہیں کہ بس میں دعا کر ہی رہا تھا کہ اس نے ملازم سے کہا کہ میری ذاتی لالٹین لیجا کر جلانا، ریلوے کی مت لانا، یہ ہے خوف

besturdubooks.wordpress.com

خدا، اور یہی خوفِ خدا اللہ تعالیٰ سے رجوع کی طرف متوجہ کردیتا ہے یعنی اگر بچنا چاہے تو بس اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس طرح بچا دیتے ہیں، حضرتؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا کہ کچھ کہنا بھی نہ پڑا، اور الحمدللہ میں ریلوے کی لالٹین کے استعمال سے بھی بچ گیا پھر فرمایا کہ اگر وہ ریلوے کی لالٹین لے بھی آتا تب بھی میں اس کو استعمال نہ کرتا، اندھیرے میں بیٹھا رہتا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا خوفِ خدا

یہ ایسا ہی واقعہ ہے جیسا حضرت امام ابوحنیفہؒ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کسی آدمی کی بیمار پرسی کرنے کے لئے تشریف لے گئے ، رات کا وقت تھا جب اس کی بیمار پرسی کرلی تو فارغ ہوتے ہی دیکھا کہ اب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہے یعنی مرنے کا وقت قریب ہے تو حضرت نے سوچا کہ اب کیا جانا، اب تو اس بے چارے کا آخری وقت ہے، اب تو یہیں بیٹھنا چاہئے چنانچہ حضرت وہیں بیٹھ گئے، مریض کا سانس چل گیا اور تھوڑی دیر میں اس کا انتقال ہوگیا، رات کا وقت تھا بجلی کا کہیں نام ونشان نہیں تھا ایک چراغ اس کے کمرے میں جل رہا تھا، اب جیسے ہی اس کا انتقال ہوا حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے وہ چراغ گل کردیا جو ساتھی ہمراہ تھے انہوں نے کہا حضرت! چراغ جلنے کا یہی تو وقت ہے آپ نے چراغ ہی گل کردیا؟ فرمایا: نہیں یہ وقت جلانے کا نہیں یہ وقت تو اس کے بجھانے کا ہے اور پھر حضرت نے وجہ بتائی کہ بھئی! جب تک یہ

besturdubooks.wordpress.com

زندہ تھا چراغ اس کی ملکیت میں تھا اور یہ اپنی ملکیت سے زندہ ہونے کی حالت میں استفادہ کر رہا تھا اس کی اجازت سے ہم بھی استفادہ کر رہے تھے، ہمارے لئے بھی اس کا استعمال کرنا جائز تھا اور جب اس کا انتقال ہو گیا تو چراغ اس کے وارثوں کی ملکیت میں چلا گیا اس کا رہا ہی نہیں اب ہمیں نہیں معلوم کہ کون کون وارث ہیں، اور وہ بالغ ہیں یا نابالغ ہیں، اجازت دیتے ہیں یا نہیں دیتے ہیں، ہمیں کیا معلوم ہے اس لئے میں نے چراغ گل کر دیا کہ اب اس کا استعمال کرنا ہمارے لئے درست نہیں رہا، پھر حضرت نے اپنا ذاتی چراغ گھر سے منگوایا اور وہاں جلایا پھر اسکے غسل اور کفن ودفن کا انتظام کرایا، یہ خوفِ خدا کی بات ہے کہ تھوڑی سی دیر کے لئے بھی چراغ کی روشنی استعمال کرنا گوارہ نہ کی۔

تقسیم میراث اور ہمارا معاشرہ

ہمارے یہاں اکثر یہ ہوتا ہے کہ دادا کی میراث تقسیم نہیں ہوئی، اسکے بیٹے بھی بغیر تقسیم کے کھا رہے ہیں اور پوتے بھی بغیر تقسیم کے کھا رہے ہیں، پی رہے ہیں اور جو کوئی حصہ مانگتا ہے اس سے لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں جس کے قبضے میں جو آ گیا بس وہ اس کا مالک بن بیٹھا، عورتوں کو تو میراث دیتے ہی نہیں ہیں بہنوں کو تو میراث دیتے ہی نہیں ہیں اگر کوئی بہن مانگ لے تو کہتے ہیں کہ بھائی چاہئے یا حصہ چاہئے؟ (العیاذ باللہ) چاروناچار بہنیں کہہ دیتی ہیں کہ

besturdubooks.wordpress.com

ہمیں تو بھائی چاہیے، پیسے لے کر کیا کریں گی، بہنوں کا حصہ اس طرح ہڑپ کر کے ساری زندگی حرام خوری کرتے ہیں، بہنوں کا، بیٹیوں کا، ماؤں کا حصہ غصب کرتے ہیں جو ظلم عظیم ہے یاد رکھئے ایسا کرنا اپنے پیٹ میں جہنم کے انگارے بھرنے ہیں یہاں نہیں دیں گے تو آخرت میں پائی پائی دینی پڑے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِيْنَ.

(متفق علیہ۔ مشکوۃ ص ۲۵۴)

ترجمہ

''جو شخص ناحق کسی کی بالشت بھر زمین لے گا، قیامت کے روز سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا (یعنی ناحق زمین لینے کے جرم میں اس کو اس زمین میں سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا، جب وہ سات زمینوں تک دھنس جائے گا، تو خود بخود سات زمینوں کا ہار اس کی گردن میں آجائے گا، آدمی کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس ہار اور اس طوق کو اٹھائے۔)''

بعض لوگ جو اپنے آپ کو متقی اور پرہیزگار سمجھتے ہیں وہ اتنا کر لیتے ہیں

besturdubooks.wordpress.com

کہ بہنوں سے اپنے حق میں ان کے حصے کی دست برداری کروالیتے ہیں اور جب کوئی کہے کہ تم نے بہنوں کا حصہ نہیں دیا؟ تو کہتے ہیں کہ ہماری بہنیں ہمارے حق میں دست بردار ہوگئی ہیں انہوں نے اپنا حصہ اپنی خوشی سے ہمارے حق میں چھوڑ دیا ہے بھئی تم نے بہنوں کے حق میں کیوں دست برداری نہ کی؟ آج تک کسی بھائی نے اپنی بہن کے حق میں اپنا حصہ نہیں چھوڑا ہوگا، صدیوں سے بے چاری بہنیں ہی اپنا حصہ چھوڑتی چلی آرہی ہیں، یہ ایثار صرف بہنوں کے حصے میں آتا ہے بھائیوں کے حصے میں کیوں نہیں آتا، یاد رکھیں مروجہ دست برداری تو محض ایک حیلہ بہانا ہے ایک چکر اور ڈھونگ ہے ورنہ درحقیقت یہ بہنوں کا حصہ ناحق ہضم کرنے کا ایک ڈھنگ ہے، ان کا حصہ ہڑپ کرنے کا ایک عنوان ہے، اللہ بچائے اللہ بچائے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تو مرنے والے کے مرنے کے بعد اس کا چراغ استعمال کرنے سے ڈر رہے ہیں، حضرت تھانویؒ ریلوے کا چراغ ذاتی طور پر استعمال کرنے سے ڈر رہے ہیں اور یہاں جناب لاکھوں کڑروں روپے وارثوں کے ہضم کئے جارہے ہیں اور ڈکار بھی نہیں لیتے، واقعات کا یہ فرق خوف خدا ہونے اور نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

حضرت تھانویؒ کے خوفِ خدا کا ایک اور واقعہ

حضرت تھانویؒ کا ایک اور واقعہ یاد آیا جو بڑا سبق آموز ہے، ایک دفعہ حضرت سہارنپور سے کانپور تشریف لے جارہے تھے اور حضرتؒ کے ساتھ اچھے

besturdubooks.wordpress.com

خاصے گنے تھے جن کو تُلوا کر محصول ادا کرنا ضروری تھا، حضرتؒ کا ہمیشہ سے یہ اصول تھا کہ اگر ریلوے کے مقرر کردہ وزن سے زائد وزن ہوتا تو اس کو تلواتے اور اس کا محصول ادا کر کے لے جاتے تھے اور یہی خوفِ خدا کا تقاضہ ہے، اب حضرت اسٹیشن ماسٹر کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ بھئی میرے پاس گنے ہیں جو مقررہ وزن سے زیادہ ہیں تم انہیں تولو اور تول کر اس کا جو بھی محصول بنتا ہے وہ مجھ سے وصول کرو، مجھے پرچی بنادو، اسٹیشن کے تمام ملازمین حضرتؒ کے معتقد اور جاننے والے تھے اسلئے اس ملازم نے کہا حضرت ایسے ہی لے جائیے، ہماری اجازت سے لیجائیے، حضرتؒ نے کہا بھئی گاڑی کے اندر بیٹھنے کے بعد اگر چیکر آگیا تو پھر کیا ہوگا، اس ملازم نے کہا ہم اس گارڈ سے کہہ دیں گے کہ حضرت کا خیال رکھیں، تو حضرت نے کہا بھئی وہ تمہارا گارڈ کہاں تک جائے گا؟ کہا کہ وہ غازی آباد تک جائے گا وہاں تک تو کوئی اور نہیں آئے گا، حضرت نے فرمایا غازی آباد سے آگے کا کیا ہوگا؟ کہا کہ حضرت وہاں سے گارڈ بدلے گا تو یہ گارڈ اس سے کہہ دے گا کہ حضرت کا خیال رکھے، کہا کہ وہ کہاں تک لے جائے گا؟ حضرت! وہ کانپور تک پہنچادے گا وہاں سے پھر آپ اتر کر چلے جانا، حضرت نے فرمایا بھئی میرا سفر تو یہاں ختم نہیں ہوتا آخرت کا بھی تو سفر کرنا ہے وہاں میرے ساتھ کون سا گارڈ جائے گا؟ جب حضرت نے یہ کہا تو سب کی گردنیں جھک گئیں، یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا جب تمہارا آخرت میں کوئی گارڈ نہیں ہے تو پھر پیسے یہیں لے لو

besturdubooks.wordpress.com

، میرے لئے اسی میں عافیت ہے، مجھے تمہارے گارڈ کی ضرورت نہیں ہے مجھے تو اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے کہ اگر انہوں نے پوچھ لیا کہ یہ تم نے قوم کی چوری کیسے کر لی تو میں کیا جواب دوں گا۔

بغیر ٹکٹ سفر کرنا پوری قوم کی چوری ہے

ہمارے حضرت مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک چوری ہوتی ہے ایک آدمی کی، ایک چوری ہوتی ہے پوری قوم کی، کہتے ہیں کہ ایک آدمی کی چوری کا کفارہ بڑا آسان ہے کہ چپکے سے اس کو واپس کر دے یا اس سے معافی مانگ لے یہ معاملہ بالکل آسان ہے لیکن حکومت کے پاس جو خزانہ ہے یہ پورے ملک کے عوام کا ہے یہ سارے سرکاری محکمے ان کی ملکیت ہیں، لہٰذا اگر کسی نے ٹکٹ نہیں لیا تو اس نے پوری قوم کی چوری کی، قیامت کے روز پاکستان کی پندرہ کروڑ عوام ایک طرف کھڑی ہوگی، وہ اکیلا ایک طرف کھڑا ہوگا، نہ دنیا میں معافی مانگ سکتا ہے اور نہ آخرت میں دے سکتا ہے لیکن آپ دیکھئے! یہاں پر بغیر ٹکٹ کے سفر کرنا کمال سمجھا جاتا ہے، تھرڈ کے ٹکٹ پر اے سی کے ڈبے میں سفر کرنے کو کمال سمجھا جاتا ہے، اور جب چیکر آتا ہے تو بیت الخلاء میں گھس جاتے ہیں اور بعض گارڈ ہوشیار ہوتے ہیں وہ بھی باہر ہی کھڑے رہتے ہیں کہ آخر نکلے گا تو سہی، کہاں تک اندر رہے گا، لیکن یہاں گارڈ رہے یا نہ رہے مگر آخرت کے گارڈ تو موجود ہیں، جس کے دل میں خوف خدا ہوتا ہے وہ محصول ادا کر کے زائد سامان لے جاتا ہے

besturdubooks.wordpress.com

جس کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہوتا ہے وہ محصول ادا کئے بغیر ہی لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حج کے موقع پر حاجیوں کا ایک امتحان

اب ہر سال حاجیوں کا اسی میں امتحان ہوتا ہے کہ حج کیا ہے، مدینہ طیبہ حاضری دی ہے، تیس یا پینتیس کلو وزن کی اجازت ہے لیکن ان کے ساتھ پچاس کلو وزن ہو گیا ہے کیونکہ اس میں کھجوریں بہت وزنی ہیں اور لوگوں کے لئے تحفے تحائف خریدے ہیں، اب وہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طریقے سے بغیر ریال دیئے بجائے تیس کلو کے پچاس کلو وزن نکل جائے، بھئی یہ جو تم نے حج کیا تھا وہ تمہارا حج کہاں گیا؟ مدینہ طیبہ تم نے حاضری دی تھی وہ کس لئے دی تھی کہ آتے ہی ائیر پورٹ پر چوری شروع کردی، یاد رکھئے! اللہ کا خوف دل میں ہو تو پھر آدمی ائیر پورٹ پر بھی زائد وزن کے پیسے دے کر کے آتا ہے اور اگر اللہ کا خوف نہیں تو دسیوں کلو ایسے ہی چپکے سے کسی طرح رشوت وغیرہ کھلا کر آدمی سب لے آتا ہے لیکن یہاں رشوت کھلانے سے کیا ہوتا ہے وہاں تو سب پائی پائی کا حساب لکھا جارہا ہے، سارا حساب درج ہو رہا ہے کہ کس نے کس سے کتنا کھایا ہے اور وہ آخرت میں اگلنا پڑے گا، آخرت میں ادا کرنا پڑے گا۔ (اللہ بچائے)

خوفِ خدا کی وجہ سے ایک آدمی کی عجیب وصیت

دیکھو! خوفِ خدا تو ایسا ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک

besturdubooks.wordpress.com

شخص نے اپنی موت سے پہلے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ بھئی! میں بڑا گناہ گار، خطا کار آدمی ہوں جب میرا انتقال ہو جائے تو تم میری لاش کو جلا دینا اور اتنا جلا دینا، اتنا جلانا کہ میرا پورا جسم اور ہڈیاں بالکل کوئلہ ہو جائیں اور بالکل راکھ بن جائیں، اسکے بعد میرے کوئلے اور راکھ کو باریک کرنا اور خوب باریک کر کے آدھی تو تم ہوا میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا، اس نے یہ وصیت کی اور بیٹوں نے اس وصیت پر عمل کر لیا اور اسی طریقے سے جلا کر اس کی راکھ کو ہوا میں بھی اڑا دیا اور سمندر میں بھی ڈال دیا، پھر اللہ پاک ہوا کو حکم دیں گے کہ جہاں جہاں اس کے ذرات پانی کے اندر بہہ گئے ہیں واپس لاؤ، آن کی آن میں اس کے سارے جسم کے ذرات اکٹھے ہوں گے اور اللہ پاک حکم دیں گے کہ زندہ ہو جا! وہ ایک دم کھڑا ہو جائے گا، اللہ کے حکم سے فوراً زندہ ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ بتاؤ تم نے اپنی اولاد کو یہ وصیت کیوں کی کہ مجھے جلا کر کے میری راکھ کو اڑا دینا وہ کہے گا یا اللہ مجھے آپ سے ڈر لگ رہا تھا میں بہت گناہ گار تھا، بہت خطا کار تھا، تو میرے جی میں یہ آیا کہ اگر اللہ پاک مجھے پکڑیں گے تو میرا کوئی حال نہ ہوگا، آپ کے خوف سے، آپ کے ڈر سے میں نے یہ وصیت کی تھی۔ اللہ پاک فرمائیں گے جا ہم نے تجھے بخش دیا۔

خوفِ خدا کی وجہ سے تین آدمیوں کی جان بچ گئی

حدیث شریف میں ایک اور عجیب وغریب واقعہ آتا ہے کہ تین آدمی اس

besturdubooks.wordpress.com

لئے اپنے اپنے گھر سے نکلے کہ کہیں ان کو سبزہ اور پانی مل جائے تا کہ وہاں بیوی بچوں کے ساتھ آ کر رہیں کیونکہ عربوں کے ماحول میں یہی طریقہ تھا کہ وہ خانہ بدوش ہوتے تھے جہاں پانی اور سبزہ مل گیا بس وہیں قیام کیا، جب پانی اور سبزہ ختم ہوا آگے چل دیئے، تو یہ تین آدمی سبزے اور پانی کی تلاش میں نکلے، ابھی راستے ہی میں تھے کہ بارش شروع ہوگئی اب کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں جا کر اپنے آپ کو بارش سے بچا سکیں اسی دوران ان کو پہاڑ میں ایک غار نظر آیا تو وہاں گھس گئے تاکہ بارش سے بچ سکیں جب وہاں جا کر اندر بیٹھے تو اچانک اوپر سے چٹان کا ایک ٹکڑا ٹوٹا اور سیدھا آ کر ان کے غار کے منہ پر بیٹھ گیا، اور یہ تینوں غار کے اندر بند ہوگئے اور اوپر چٹان کا ٹکڑا کہ جو کسی طرح سے نہ ہلے اور نہ ہٹے، انہوں نے کہا بس اب تو یہ ہماری اجتماعی قبر بن گئی، ہمارے تو آنے کا نام ونشان بھی مٹ گیا اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں معلوم کہ ہم کہاں ہیں اب تو یہاں سوائے مرنے کے اور کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ کہا کہ ایسا کرو ہم میں سے ہر آدمی اپنی نیکیوں کا جائزہ لے، اپنی زندگی کے نیک اعمال کے بارے میں سوچے جو عمل اس کے نزدیک اللہ کی رضا کے واسطے ہوا اور اس کو امید ہو کہ اس کی بنیاد پر میری بخشش ہو سکتی ہے تو اس عمل کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس غار سے باہر نکال دیں۔

ان میں سے ایک آدمی نے اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا کہ پروردگار عالم!

besturdubooks.wordpress.com

آپ کو معلوم ہے کہ مجھے ایک عورت سے محبت تھی اور میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا، پہلے تو وہ نہ مانی پھر میں نے اسکو کچھ پیسے دیئے تو بالآخر وہ تیار ہوگئی اور جب وہ تیار ہوگئی اور میں اسکے قریب ہوا تو اس نے کہا: اِتَّقِ اللّٰہَ (اللہ سے ڈر) یہ سن کر میں ایک دم آپ کے خوف سے کھڑا ہوگیا تو یا اللہ! اس پر پوری طرح قابو پانے کے بعد میرا اس سے جدا ہو جانا اور الگ ہو جانا اور کھڑا ہو جانا اگر آپ کے خوف سے تھا اور آپ کی رحمت کی امید پر تھا تو یا اللہ اس چٹان کو ہمارے سروں سے ہٹا دیجئے، بس یہ کہنا تھا کہ ایک تہائی غار کا منہ کھل گیا۔

پھر دوسرے نے کہا کہ یا اللہ آپ جانتے ہیں کہ میرے بوڑھے ماں باپ تھے میں ان کا خدمت گزار تھا اور میں بھی صاحب اولاد تھا، روزانہ میں جانور چرانے لے جاتا تھا، شام کو جلدی سے لاتا تھا اور پھر اپنے والدین کو دودھ پلاتا اور وہ دودھ پی کر سو جاتے تھے، ایک دن مجھے جنگل میں دیر ہوگئی اور ان کے لئے اس وقت دودھ لے کر آیا جب وہ سو چکے تھے، میں دودھ کا پیالہ لے کر ان کے سرہانے کھڑا رہا، جگانا بھی مناسب نہ سمجھا، اور ان کو پلائے بغیر خود پینا بھی مناسب نہیں سمجھا یہاں تک کہ ساری رات اسی طرح گزر گئی کہ میں ان کے سرہانے دودھ کا پیالہ لے کر کھڑا رہا، سویرے جب وہ جاگے تو میں نے ان کو دودھ پیش کیا کہ ابا جان! دودھ پی لیجئے، اماں جان! دودھ پی لیجئے، یا اللہ اگر میں نے یہ عمل صرف آپ کی رحمت کی امید پر اور آپ کے خوف سے کیا ہے تو یا اللہ

besturdubooks.wordpress.com

اس پہاڑ کو ہمارے سروں سے ہٹا دیجئے، بس یہ کہنا تھا کہ ایک تہائی حصہ اور ہٹ گیا۔ سبحان اللہ۔

اب تیسرے صاحب بولے کہ یا اللہ آپ جانتے ہیں کہ میں زمیندار آدمی ہوں، کاشت کار ہوں، زمین میں کھیتی باڑی کرنے والا آدمی ہوں میں نے ایک مزدور رکھا تھا اس کی مزدوری میں نے کچھ غلہ مقرر کی تھی جب اس نے کام ختم کیا تو میں نے اسکو کہا کہ یہ غلہ تیری اجرت ہے لے لے، اس کو یہ اجرت کچھ کم لگی تو وہ خفا ہو کر اپنی اجرت ایسے ہی چھوڑ گیا، میں انتظار کرتا رہا کہ کب آئے تو اپنی اجرت لے لے، جب وہ نہ آیا تو میں نے اس غلے کو زمین میں لگایا پھر اگایا، پھر زمین میں لگایا پھر اگایا، اور وہ اصل بھی اور جو اس میں اضافہ ہوا وہ سب میں نے اکٹھا کر لیا، اس کے علاوہ بھی اس کے مال سے کچھ چیزیں خریدیں، اچھا خاصہ مال اس کا بڑھ گیا، کافی عرصے کے بعد وہ آیا اور اس نے کہا کہ لا! میری اجرت دے میں نے کہا یہ سب مال تیرا ہے، گندم کا یہ سارا گودام تیرا ہے، اس نے کہا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے یہ سب میرا کہاں سے آیا؟ میں نے کہا تیرا ہی ہے لے جا تیری اجرت میرے پاس امانت تھی اس کو میں نے لگایا اور بڑھایا، اب وہ اتنی ہو گئی ہے، وہ ہکا بکا رہ گیا کہ ایسے بھی امانت دار ہو سکتے ہیں یا اللہ اگر میں نے آپ کی رحمت کی امید پر اور آپ کے خوف سے اس کی اجرت دیانت وامانت سے کاروبار میں لگائی کہ یہ اس طرح پڑے پڑے ضائع نہ ہو اور اگر میں چاہتا تو

besturdubooks.wordpress.com

صرف اس کو اصل اجرت دیتا اور یہ اضافہ اپنے پاس رکھ لیتا تو وہ کچھ بھی نہ کہتا، یہ جو میں نے اصل کے ساتھ نفع بھی اس کو واپس کیا ہے اگر یہ میں نے آپ کی رحمت کی امید پر کیا ہے اور آپ کے خوف سے کیا ہے تو یا اللہ اس پہاڑ کو ہمارے سروں سے ہٹا دیجئے بس یہ کہنا تھا کہ باقی ایک تہائی بھی ہٹ گیا اور غار کا پورا منہ کھل گیا اور وہ تینوں باہر آ گئے اور چلتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹ گئے تو دیکھئے امانت کے اندر بھی خوفِ خدا ہی کام کرتا ہے، آدمی خیانت اس وقت کرتا ہے جب اللہ کے خوف سے بے خوف ہوتا ہے ورنہ تو خوفِ خدا انسان کو کسی کی امانت میں ایک پائی کی بھی خیانت نہیں کرنے دیتا۔

خوفِ خدا کیسے پیدا ہوتا ہے؟

اب یہ اللہ کا خوف ہمارے دل میں کیسے پیدا ہو؟ اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ دس منٹ اپنے دنیا کے کاموں سے فارغ کریں اور کسی خلوت میں بیٹھ جائیں چاہے مسجد کا کونہ ہو، چاہے گھر کا کمرہ ہو بس جہاں کوئی اور نہ ہو، تنہائی میں بیٹھیں اور دنیا کے جو خیالات اور منصوبے ذہن میں بنتے رہتے ہیں ان کو بھی اپنے ذہن سے ذرا ہٹا لیں یعنی ظاہری طور پر بھی کچھ فارغ ہو جائیں اور ذہنی طور پر بھی خود کو فارغ کریں اور وہاں بیٹھ کر اپنے گناہوں کو سوچیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کا جو عذاب اور وبال ہے اس کو بھی سوچیں، نماز نہ پڑھنے کا یہ وبال ہے، جھوٹی قسم کھانے کا یہ عذاب ہے، جھوٹ بولنے کا یہ وبال ہے، غیبت کا یہ عذاب ہے، اللہ

besturdubooks.wordpress.com

تعالیٰ اتنے قہر والے ہیں، اللہ سریع الحساب ہیں، اللہ تعالیٰ عذاب دینے والے ہیں، اللہ کے عذاب کو، اللہ تعالیٰ کی ہیبت کو، اس کے جلال کو اور گناہوں کے وبال کو، عذاب کو سوچے، اب درمیان میں ایک بات عرض کردوں کہ ہوسکتا ہے کہ کوئی یوں کہے کہ ہمیں تو پتا ہی نہیں گناہوں کا کیا عذاب ہے، اب وہاں بیٹھ کر کیا سوچیں گے؟ اور واقعی صحیح بات یہی ہے کہ ہمیں کچھ پتا ہی نہیں کہ گناہوں کا کیا عذاب ہے حالانکہ بہت مرتبہ سن رکھا ہے لیکن وہ سنی ان سنی کرنے کا جو مرض ہے اس کی وجہ سے کچھ پتہ ہی نہیں ہے کہ کس گناہ کا کیا عذاب ہے، کیا وبال ہے؟ تو بھئی! میں آپ کو ایک کتاب بتا دیتا ہوں ''مرنے کے بعد کیا ہوگا'' دیکھو نام کیسا دل ہلانے والا ہے، یہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ کی کتاب ہے، بڑی آسان، بڑی عام فہم اور بڑی سبق آموز ہے اس میں قرآن کریم کی آیات اور احادیثِ طیبہ کی روشنی میں بتایا ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے اس میں احوالِ برزخ ہیں، احوالِ جنت ہیں اور احوالِ جہنم ہیں تو جب احوالِ برزخ پڑھیں گے اور احوالِ جہنم پڑھیں گے تو پتہ چلے گا کہ کس عمل کا کیا عذاب ہے، معتبر اور مستند کتاب ہے، آسان اور عام فہم ہے، اس کتاب کو لے لیں پہلے اس کا مطالعہ کریں تاکہ مراقبہ صحیح ہوسکے اس کے مطالعہ کے بعد مراقبے میں بیٹھیں اور روزانہ دس منٹ مراقبہ کریں اور اس میں یہ سوچا کریں کہ میں نے کتاب میں پڑھا تھا کہ جھوٹ بولنے کا یہ عذاب ہے، چغلی کھانے کا یہ عذاب ہے، غیبت کرنے کا یہ

besturdubooks.wordpress.com

عذاب ہے، کم تولنے کا یہ عذاب ہے، کم ناپنے کا یہ عذاب ہے، ظلم اور زیادتی کرنے کا یہ عذاب ہے، غصب کرنے کا یہ عذاب ہے، ایک دو دن تو ذرا سی دیر لگے گی پھر اس کے بعد خود بخود ذہن چلنے لگے گا بس یہ دس منٹ کا مراقبہ آپ کے دل پر اللہ کے خوف کو نقش کر دے گا، اور پھر جب نماز کا وقت آئے گا تو آپ کو دکان چھوڑنا آسان ہو جائے گا، نماز کے وقت ڈیوٹی اور ملازمت کی کرسی پر بیٹھنا آپ کے لئے مشکل ہو جائے اس لئے کہ آپ کو وہ عذاب یاد آئے گا کہو گے کہ جلدی چل بھئی! یہ نوکری وغیرہ کیا ہے پہلے نماز پڑھ کر آ، وہ سیدھا نماز پڑھنے جائے گا، ساری عورتیں باورچی خانے سے باہر اور مصلے پر کھڑی نظر آئیں گی، ابھی تو ان کی عشاء کی نماز رات بارہ بجے ہوتی ہے پھر سوا نو بجے شروع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔

نہ پھر رشتہ داروں کی آمد ان کو مصروف کرے گی نہ باورچی خانے کا پکانا کھانا ان کو مشغول کرے گا، اس لئے کہ خوف خدا دل میں ایسا آئے گا کہ وہ ان کو نماز وقت پر پڑھوائے گا، ایک تو یہ مراقبہ کرنے کی ضرورت ہے اور مراقبہ کرتے کرتے اللہ کا خوف ایسا دل میں آجائے گا کہ بس انشاء اللہ تعالیٰ گناہوں کا چھوڑنا، فرائض کا ادا کرنا سہل ہو جائے گا۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ

besturdubooks.wordpress.com

''سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ پاک انہیں اس روز اپنا (یعنی اپنے عرش) کا سایہ نصیب فرمائیں گے جس دن اللہ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا''۔

ان سات میں ایک آدمی یہ بھی ہوگا:

رَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ . (صحیح البخاری ۲/۷۱۵)

ترجمہ

''ایک وہ آدمی جسے حسب ونسب اور جمال والی عورت (گناہ کے لئے) بلائے، سو وہ کہے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔''

دوسرا کام یہ ہے کہ دعا کریں کہ یا اللہ! اپنا اتنا خوف عطا فرمادیں جو میرے اور آپ کے گناہوں کے درمیان حائل ہوجائے دعا کرنے سے بھی بڑا مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہوجاتا ہے یہ شعر مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے۔ ؎

تو ملے تو کوئی مرض نہیں، نہ ملے تو کوئی دوا نہیں

اور بھئی وہ تو مانگنے والے کو ملتے ہیں بس ہم مانگیں گے ان سے کہ یا اللہ! اتنا خوف دے دیجئے جو ہمارے اور گناہوں کے درمیان آکر حائل ہوجائے اور آپ کی نافرمانی سے ہمارے لئے بچنے کا سامان ہوجائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو

besturdubooks.wordpress.com

اللہ عطا فرما دیں گے، سب کچھ تو وہی کرنے والے ہیں، ہم کون ہیں، اس طرح خوف خدا دل کے اندر آ جائے گا۔

صحبت باولیاء

تیسرا کام یہ کریں کہ جس اللہ والے سے آپ کی طبیعت ملتی ہو، مناسبت ہو اس سے خط و کتابت کریں اور اپنے حالات سے ان کو باخبر کرتے رہیں اور جو کچھ ہدایات وہ دیں ان پر عمل کرتے رہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مراقبے کی بھی ایک حد ہے، خوف خدا کی بھی ایک حد ہے نہ حد سے زیادہ ہو نہ حد سے کم ہو، درمیانہ درجہ حاصل کرنا مطلوب ہے تو جس کے سر پر کوئی شیخ نہیں ہوگا اور جس کا کوئی پیر نہیں ہوگا اگر خدانخواستہ اس نے زیادہ مراقبہ کرلیا اور پھر خوف اتنا بڑھ گیا کہ بڑھتے بڑھتے وہ خدانخواستہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی مایوس ہوگیا تو اور زیادہ نقصان ہو جائے گا جیسے اللہ کی رحمت کی بنیاد پر اللہ کی نافرمانی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے گناہ کرنا جائز نہیں ہے، فرائض چھوڑنا جائز نہیں ہے ایسے ہی اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایسا مایوس ہو جانا بھی جائز نہیں ہے کہ یہ سمجھے کہ میری تو اب بخشش ہی نہیں ہو سکتی، ارے تو کیا ساری دنیا کے گناہ اللہ کی رحمت کے سامنے کچھ نہیں ہیں لہذا بے خوف بھی نہ ہو اور حد سے زیادہ خوف بھی نہ ہو، یہ تو بھئی! حکیم صاحب کا کام ہے، طبیب روحانی بتائے گا کہ بس اتنا خوف آ گیا اب مزید آگے مراقبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، یا تم ابھی اور مراقبہ کرو، اس لئے ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی مرشد ہو اور کوئی نہ کوئی شیخ ہو اس

besturdubooks.wordpress.com

کی رہنمائی میں آدمی چلے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ خوف پیدا ہو جائے گا، اب دعا کرو! اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنا اتنا خوف پیدا فرمادیں کہ جب گناہ کا موقع آئے ہم گناہوں سے بچ جائیں اور جب فرض وواجب اور کسی امر ربی کے بجالانے کا موقع آجائے تو بآسانی اس کو بجالائیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

❁❁❁ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ❁❁❁

besturdubooks.wordpress.com

رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہوں

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ، اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. (الزمر : ۵۳)

ترجمہ

کہہ دو کہ: ''اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کررکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، یقین جانو، اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کردیتا ہے، یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ

اور

اس کے فضائل

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی دامت برکاتہم العالیہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ضبط و ترتیب

مولانا محمد قاسم امیر صاحب ملتانی
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی
استاذ جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

besturdubooks.wordpress.com

besturdubooks.wordpress.com

فہرست مضامین

besturdubooks.wordpress.com

عنوان	صفحہ نمبر
	۲۵

besturdubooks.wordpress.com

پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ. الآية.

(البقرة: ۲۰۸)

ترجمہ

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، یقین جانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

اَمَّا بَعْدُ!

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا أَبَا سَعِیْدٍ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ ، فَعَجَبَ لَھَا اَبُو سَعِیْدٍ فَقَالَ اَعِدْھَا عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَعَادَھَا عَلَیْہِ ، ثُمَّ قَالَ وَاُخْرٰی یُرْفَعُ بِھَا الْعَبْدُ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ ، مَابَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ، قَالَ وَمَا ھِیَ

besturdubooks.wordpress.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ .

(رواه مسلم ، مشکوٰۃ : ۳۳۴/۲)

ترجمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین برحق ہونے پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہونے پر راضی ہو (یعنی دل سے ان سب کو مانا) تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر بڑا تعجب ہوا، انہوں نے عرض کیا کہ: ''یارسول اللہ! ان کلمات کو مکرر ارشاد فرمائیے''، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے پھر یہی کلمات ارشاد فرمائے اور مزید ارشاد فرمایا: ''ایک چیز اور ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ جنت میں بندے کے سو درجے بلند فرما دیتے ہیں، اور ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔'' حضرت ابوسعید خدریؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! وہ کیا چیز ہے؟''

besturdubooks.wordpress.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔'' (مسلم)

اس حدیث شریف میں جہاد کی عجیب وغریب فضیلت بیان ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہو، اور اسلام کے دین ومذہب ہونے پر راضی ہو، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے پر راضی ہو، تو اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے، یعنی وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

اس حدیث کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر تعجب کرنے لگے کہ کتنا مختصر عمل ہے اور اس کی کتنی بڑی فضیلت ہے، چنانچہ انہوں نے حیران ہوکر دوبارہ حضورِ اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضور! یہ فضیلت دوبارہ ارشاد فرمادیجئے تو آپ ﷺ نے دوبارہ یہی فضیلت ارشاد فرمادی کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہوجائے یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانے، اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو، یعنی اس کو اختیار کرلے اور اس کو اپنالے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو، یعنی آپ ﷺ پر ایمان لے آئے تو اس کے لئے جنت لازم ہے۔

besturdubooks.wordpress.com

جہاد کی فضیلت

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے علاوہ ایک عمل اور بھی ہے جس کی فضیلت یہ ہے کہ جو شخص اس کو اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سو درجات بلند فرمادیں گے جن میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا زمین سے آسمان تک کا فاصلہ ہے، اتنا فاصلہ سو درجوں میں سے ہر دو درجوں کے درمیان ہوگا، اتنے اونچے اور بلند درجے اور وہ بھی ایک، دو یا، چار نہیں سو درجات اللہ تعالیٰ اُس عمل کی وجہ سے بلند فرمادیتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عمل ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے'' کہ جہاد کے عمل سے اللہ تعالیٰ مجاہد کے جنت کے اندر اتنے اونچے سو درجات بلند فرمادیتے ہیں۔

جہاد جہنم سے دوری کا سبب

ایک حدیث میں ایک اور فضیلت بھی آئی ہے کہ جو شخص ایک دن جہاد میں گزار دے، ایک دن جہاد کے اندر لگا دے تو اللہ جل شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں حائل فرمادیتے ہیں، اور سات خندقیں ایسی ہیں جیسے سات آسمان اور سات زمینیں، یعنی جیسے یہ پوری زمین ہے، اس طرح کی نیچے چھ زمینیں اور بھی ہیں، اور جس طرح یہ ایک آسمان جو ہمارے سامنے ہے اس طرح اس کے اوپر چھ آسمان اور بھی ہیں، اس طرح ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مل کر ان کی

besturdubooks.wordpress.com

جو مسافت بنتی ہے ظاہر ہے کہ بہت ہی زیادہ اور بہت ہی زیادہ طویل مسافت بنتی ہے، تو جتنی یہ مسافت ہے اور جتنا یہ طویل فاصلہ ہے، اتنا فاصلہ اللہ تعالیٰ ایک دن جہاد کرنے والے کے اور دوزخ کے درمیان حائل فرمادیتے ہیں۔

آپ غور فرمائیں کہ کہاں ایک دن اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور جہاد میں اپنے آپ کو مشغول کرنا اور کہاں اتنی لمبی مسافت کا اس کے اور دوزخ کے درمیان حائل ہوجانا، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔

نقصان سراسر کافر کا ہے

مومن تو کسی حال میں نقصان میں نہیں ہے، وہ اگر جہاد میں فتح حاصل کرلے تو نفع میں ہے، شہید ہوجائے یا خدا ناخواستہ شکست ہوجائے تو بھی فائدے میں ہے، لہٰذا مومن کو نقصان ہی نہیں، نقصان تو سراسر کافر کا ہے کہ اگر وہ جیت بھی گئے تو یہ جیت ان کی عارضی و فانی ہے، آخر ایک دن انہیں بھی دنیا چھوڑنی ہے، دنیا کے مال واسباب کون ساتھ لے گیا ہے، اور پھر اگر ساری دنیا انہوں نے حاصل کرلی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مکھی اور مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، تو حاصل کیا ہوا؟ کچھ بھی حاصل نہ ہوا، اور اگر وہ مر گئے تو ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم ، اور ہمیشہ ہمیشہ کی دوزخ ان کا مقدر رہے۔

اصل ناکامی، اصل ذلت و رسوائی اور نامرادی تو کافروں کی ہے، لہٰذا اگر وہ جیت بھی گئے تب بھی وہ جیتا نہیں اور اگر وہ مر گئے تو پھر ہمیشہ کے لئے ناکامی و

besturdubooks.wordpress.com

نامرادی ان کی قسمت ہے۔

جہاد کا کوئی شریک محروم نہیں

بہر حال! جہاد ایک اہم ترین عمل ہے اور یہ ایسا عمل ہے کہ جس کی ہر مومن کے دل میں تمنا اور آرزو ہونی چاہئے، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ جہاد کے لئے جسم ہی استعمال کرنا شرط نہیں ہے کہ جا کر ہم جان استعمال کریں، کیونکہ بعض اوقات یہ انسان کے اختیار میں ہوتا ہے بعض مرتبہ نہیں ہوتا، لیکن اللہ پاک نے کسی کو بھی اس ثواب عظیم کے حاصل کرنے سے محروم نہیں رکھا، ہر آدمی کے اختیار میں جو کچھ ہے وہ اس کے مطابق جہاد میں حصہ لے سکتا ہے، اگر جان استعمال کرسکتا ہے تو جان لگا دے، اگر مال استعمال کرسکتا ہے تو مال لگا دے، اور اگر زبان وقلم استعمال کرسکتا ہے تو ان کے صحیح اور برحق استعمال سے بھی وہ جہاد میں حصہ لے سکتا ہے۔

زبان سے جہاد

جہاد میں زبان بھی استعمال ہوسکتی ہے، اور اس وقت ہم سب اپنی زبان سے جہاد میں حصہ لے سکتے ہیں، اس میں سب سے بڑھ کر حصہ لینے کا طریقہ ''دعا'' ہے کہ دنیا میں جہاں جہاں جہاد ہو رہا ہے، اور مجاہدین جہاد میں مشغول ہیں، ہم اُن کے لئے دل وجان سے دعا کرنے میں لگ جائیں، اور ہماری کوئی نماز ان کے واسطے جہاد میں کامیاب ہونے کی دعا سے خالی نہ ہو، نمازوں کے بعد

besturdubooks.wordpress.com

بھی، نمازوں سے پہلے بھی اور ویسے بھی دیگر اوقات میں ہم برابر ان کی کامیابی کی دعائیں کرتے رہیں، اپنے لئے اور اُن کے لئے استغفار کرتے رہیں، توبہ کرتے رہیں، اپنے اور اُن کے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر معافی مانگتے رہیں اور اُن کی نصرت کے لئے، اُن کی کامیابی کے لئے، اُن کی کامرانی کے لئے اور اُن کی فتح کے لئے دعا کرتے رہیں، اُن کی ثابت قدمی کے لئے اور جس طرح وہ اپنی جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں انتہائی بہادری اور پوری طاقت کے ساتھ دشمن سے لڑنے میں مشغول ہیں ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں اُن کو ثابت قدمی عطا فرمائے، اور غیب سے اللہ تعالیٰ اُن کی مدد فرمائے، اُن کو کامیابی سے مالا مال فرمائے، اُن کے مقابلے میں کافروں اور یہود و نصاریٰ کو اللہ تعالیٰ نشانِ عبرت بنائے، اُن کو ذلیل وخوار فرمائے، اور اُن کو شکست فاش دے، اُن کو تباہ و برباد کرے۔

مال سے جہاد

جب کوئی راستہ ان کی مالی مدد کا نکلے تو اس سے بھی دریغ نہ کریں، فوراً نیت کرلیں اور جوں ہی کوئی موقع ملے، جس طرح بھی ملے، جہاں بھی ملے، جتنا بھی ملے، بس مال سے اُن کی مدد کرنے کی کوشش کریں۔

''شہادت'' مومن کی دلی تمنا

جب جہاد میں جان لگانے کا موقع آجائے تو اُس کے لئے بھی تیار

besturdubooks.wordpress.com

رہیں، ہر مومن کے دل میں شہادت کی تمنا ہونی چاہئے کہ شہادت بہت اونچا مقام ہے، بڑا عالی مقام ہے۔

موت کا وقت مقرر ہے

آدمی کو یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اگر میں جہاد کے اندر دشمن سے لڑونگا تو مارا جاؤنگا، بلکہ سمجھ لینا چاہئے کہ جہاد کے اندر مرے گا تو وقت سے پہلے پھر بھی نہیں مرے گا، شیطان یہ دھوکہ دیتا ہے کہ اگر میں جہاد میں نہ گیا تو سو برس زندہ رہوں گا اور وہاں جا کر شہید ہو گیا تو صرف پچاس برس ہی میں مر جاؤں گا۔

یاد رکھئے! یہ بات غلط اور بے اصل ہے، یہ شیطان کا دھوکہ ہے، جو شخص جہاد میں نہیں جائے گا وہ بھی، اور جو جہاد میں جائے گا وہ بھی، مریں گے دونوں اپنے وقت پر، کسی انسان کی اللہ پاک نے دو موتیں نہیں لکھیں، جس کا بھی انتقال ہوگا اپنے وقت پر ہی ہوگا، جب انتقال اپنے وقت پر ہوگا تو جس کی قسمت میں شہادت لکھی ہوگی وہ جہاد میں جانے کے بعد اپنے وقت پر شہید ہوگا، اگر اس کی موت نہیں لکھی تو بغیر شہادت کے واپس آجائے گا اور جتنی اس کی زندگی باقی ہوگی وہ زندہ رہے گا، اور جب اس کا وقت آئے گا تو اپنے وقت پر اس کا انتقال ہوگا، اور جو میدانِ جہاد میں شہید ہوگا وہ اپنے وقت پر شہید ہوگا، دنیا میں وہ اتنی ہی عمر لایا تھا، اتنے ہی وقت کے لئے وہ دنیا میں آیا تھا، اور اس کی موت میدانِ جہاد میں شہادت کی شکل میں لکھی ہوئی تھی، سو وہ ہوئی۔

besturdubooks.wordpress.com

لہٰذا یہ تو شیطان کا دھوکہ ہے کہ اگر ہم جہاد میں چلے گئے اور ہم دشمن سے لڑے تو ہم وقت سے پہلے ہی مر جائیں گے، اس لئے نہ جائیں تا کہ کچھ اور زندہ رہیں، یہ سراسر شیطان کا دھوکہ ہے، ایک نہیں دسیوں نہیں بیسیوں، ہزاروں واقعات ہیں کہ مجاہدین کو دشمن سے لڑنے اور مقابلہ میں ایسی صورتحال پیش آئی کہ جس میں بچنے کا بظاہر کوئی امکان نہیں تھا، لیکن چونکہ اُن کی موت مقرر نہیں تھی، لہٰذا موت نہ آئی اور وہ زندہ سلامت واپس آ گئے۔

ایک مجاہد کا عجیب وغریب واقعہ

افغانستان میں جب روس سے جہاد ہو رہا تھا تو ان دنوں ایک مجاہد کا واقعہ سُنا، اُس نے بتایا کہ مجھے جہاد میں حصہ لینے کے بعد پتہ چلا کہ موت اپنے وقت پر آتی ہے، نہ بم سے آتی ہے نہ گولی سے، وہ تو اپنے وقت پر آتی ہے، اُس نے کہا کہ: اس کا ثبوت یہ ہے کہ میرا یہ لباس دیکھ لو، یہ میری شلوار ہے، یہ میرا کُرتہ ہے جو دشمن سے مقابلے کے دوران میں نے پہنا ہوا تھا، اس کُرتے اور شلوار میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں سے گولی نہ گزری ہو، غرض یہ کہ اتنی گولیاں اس میں سے پار ہوئیں کہ شلوار، قمیض دونوں کے دونوں گولیوں سے چھلنی ہو گئے تھے، جگہ جگہ اس میں سوراخ تھے، اس کا وہ کُرتہ اور شلوار دوبارہ سلائی کے قابل نہ رہا، اُس نے کہا کہ تم اس کو دیکھو اور سوچ لو کہ جس کے جسم پر یہ کپڑے ہوں گے کیا اس کا جسم بچا ہوگا؟ جو بھی دیکھتا وہ یہی کہتا کہ وہ تو بچا ہی نہیں ہوگا، اس لئے کہ اس

besturdubooks.wordpress.com

پر گولیوں کے نشان سینے کی طرف بھی ہیں اور پیٹھ پر بھی، پیٹ پر بھی ہیں اور آستینوں میں بھی، رانوں پر بھی ہیں اور پنڈلی پر بھی، آگے بھی ہیں پیچھے بھی اور دائیں بھی ہیں بائیں بھی، کوئی جگہ خالی نہیں۔ تو جس کے کپڑوں کے اندر اتنے سوراخ ہوں کہ کوئی جگہ سوراخ سے خالی نہیں تو اس کا پہننے والا کیسے بچ سکتا ہے؟ اُس نے کہا: ''مجھے دیکھ لو کہ میں بچا ہوا ہوں یا نہیں؟''، لوگوں نے کہا کہ ہاں تم تو بچے ہوئے ہو لیکن یقین نہیں آ رہا کہ تم یہ کپڑے پہنے ہوئے تھے، اُس نے کہا کہ کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: ''خیر ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو''، اُس نے کہا: ''میں اپنا کرتہ شلوار تمہیں دکھلا رہا ہوں کہ یہ میرا لباس ہے جسے میں نے جہاد میں پہنا ہوا تھا دشمن سے مقابلے کے دوران گولیاں اس میں سے گزر رہی تھیں، اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں اب مرا، تب مرا، مگر اللہ کی شان کہ وہ گولی کپڑے سے لگتی تھی اور چڑیا کی طرح پُھر سے اُڑ جاتی تھی، کبھی اِدھر سے نکل جاتی، کبھی اُدھر سے نکل جاتی، اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب میں شہید ہوا، اب میں شہید ہوا، الحمد للہ دشمن بھاگ گیا اور میں ویسے کا ویسا ہی کھڑا رہا اور کپڑے میرے ایسے ہو گئے کہ سارا جسم ننگا ہو گیا، میں نے وہیں مورچے میں دوسرے ساتھی سے کہا کہ ذرا دوسرے کپڑے نکال کر دو، میں وہ پہن کر نکلوں گا، ویسے میرا نکلنا مشکل ہے، اس لئے کہ گولیوں سے اتنے سوراخ ہو گئے ہیں کہ میرا جسم برہنہ ہو گیا ہے، اب وہ پردہ نہیں رہا، اب آپ اس واقعہ میں غور فرمائیں، مجاہد کہتا ہے

besturdubooks.wordpress.com

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی آنکھوں سے دکھا دیا کہ موت اسلحہ سے نہیں آتی، گولیوں سے نہیں آتی بلکہ اپنے وقت پر آتی ہے، وہ تو اللہ کا حکم ہے جب موت کا وقت آتا ہے تو موت آجاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ. (السبا: ۳۰)

ترجمہ

"آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے واسطے ایک خاص دن کا وعدہ ہے کہ اس سے نہ ایک ساعت (گھڑی، لمحہ) پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو"۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بسترِ مرگ پر حسرت

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مشہور صحابی ہیں اور اُن کی بہادری کے بیشمار واقعات ہیں کہ وہ اتنے بہادر تھے، اتنے نڈر تھے کہ تلوار لیکر دشمنوں کے لشکر میں گھس جاتے اور اندر تک گھستے چلے جاتے، اور جہاں تک جاتے، وہاں کافروں کی لاشیں گراتے ہوئے جاتے، ان کا مقصود یہی تھا کہ مجھے اللہ کے راستے کی شہادت نصیب ہو جائے۔ لیکن ساری زندگی جہاد میں گزر جانے کے بعد انتقال بستر پر ہوا، حالانکہ "سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ" یعنی "اللہ کی

besturdubooks.wordpress.com

تلواروں میں سے ایک تلوار'' ان کا لقب ہے، بڑے بڑے معرکے اللہ تعالیٰ نے انہی کے ہاتھ پر فتح فرمائے ہیں، لیکن دیکھیں کہ اُن کی موت شہادت کی شکل میں مقدر نہیں تھی، اس لئے میدانِ جہاد میں کہیں وہ شہید نہیں ہوئے، اُن کا انتقال ہوا تو گھر کے اندر بستر پر ہوا۔

آخر وقت میں ان کا کہنا یہ تھا کہ میری حسرت میرے دل ہی میں رہ گئی، میری آرزو تھی کہ میں کسی میدانِ جہاد میں کٹ کر شہید ہوتا، گردن کہیں ہوتی، ہاتھ کہیں ہوتا، سر کہیں ہوتا، دھڑ کہیں، پیر کہیں ہوتے، لیکن آج دیکھو کہ میں باوجود اپنی اس چاہت کے اپنے اس بستر پر فوت ہو رہا ہوں اور وفات پا رہا ہوں۔

جس کا وقت اللہ پاک نے جہاں لکھا ہے وہ ایک ہی مرتبہ لکھا ہے، ایک ہی دفعہ موت آتی ہے، کسی کو دو دفعہ موت نہیں آتی، جب ایک ہی دفعہ آنی ہے تو پھر شہادت سے بہتر کون سی موت ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو شہادت نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں عافیت کے ساتھ شہادت نصیب فرمائے اور اپنے فضل سے مقامِ شہادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

اسلام کا پہلا معرکہ

تاریخ اسلام میں سب سے پہلے جو جہاد ہوا ہے اسے ''غزوۂ بدر'' کہتے ہیں، یہ ہجرت کے دوسرے سال رمضان شریف کے مہینے میں ہوا، جب نبیٔ اکرم

besturdubooks.wordpress.com

صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تو وہاں ایک سال ہی گزرا تھا کہ دوسرے سال غزوۂ بدر ہو گیا، جس کی وجہ یہ پیش آئی کہ کفارِ مکہ مسلمانوں کے انتہائی دشمن تھے، اُن کے ظلم وستم سے عاجز ہو کر ہی مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی، کفارِ مکہ نے اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی اور عداوت کے لئے اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے وقف کر رکھا تھا، وہ کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے جس میں وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں، ہر طرح سے، ہر طرف سے اور ہر قسم کی تدبیریں مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی وہ کرتے ہی رہتے تھے، اور ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ مڈبھیڑ ہوتی رہتی تھی۔

مدینہ منورہ میں جب مسلمانوں کو ایک سال گزر گیا اور ہجرت کا دوسرا سال شروع ہوا تو رمضان المبارک کے مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ ابوسُفیان ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ لیکر مدینہ منورہ کے قریب سے گزر کر مکہ مکرمہ جا رہا ہے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اس سے تو آمنا سامنا ہونا چاہئے یہ تو دشمن کا قافلہ ہے، اور ہماری ان سے لڑائی ہے، ہمارا ان سے جھگڑا ہے لہٰذا ان سے دو دو ہاتھ ہو جانے چاہئیں، اور ان کا سامنا کرنا چاہئے۔

اُدھر ابوسفیان کو پتہ چل گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کے ساتھ ہم پر حملہ کرنے کے لئے آنے والے

besturdubooks.wordpress.com

ہیں تو اس نے فوراً مکہ مکرمہ اطلاع دی اور فریاد کی کہ مسلمانوں کا لشکر مجھ پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے، اس لئے جتنا جلد ممکن ہو سکے میری مدد کو پہنچو، کفارِ مکہ نے تیزی سے تیاری کی اور ابو جہل اور بڑے بڑے دیگر سرداروں نے مل کر ایک زبردست لشکر تیار کیا اور اس کو لیکر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گئے اور میدانِ بدر پہنچ گئے۔

حضور اکرم ﷺ کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ اور روانگی

حضور کرم ﷺ بھی اپنے صحابہ کو لے کر روانہ ہوئے، اور روانہ ہونے سے پہلے آپ ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو جمع کر کے اُن سے اس سلسلے میں مشورہ لیا اور آپ ﷺ کی توجہ خاص طور پر مدینہ منورہ کے انصاری صحابۂ کرامؓ کی طرف تھی ، کیوں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اس بات کا عہد کیا تھا اور بیعت کی تھی کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائیں گے تو ہم آپ کی حفاظت کریں گے، اور آپ کی مدد کریں گے، آپ کے ساتھ آپ کے دشمنوں سے لڑیں گے۔

آپ ﷺ اُن سے مشورہ کرنا چاہتے تھے کہ اُن کی کیا رائے ہے؟ شروع میں تو وہ سمجھے نہیں، بس خاموش رہے وہ مہاجرین جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے انہوں نے اپنی حمایت اور مدد کا یقین دلایا، انصار کی طرف سے خموشی رہی۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت مقداد بن اسود کی ایمان افروز تقریر

آپ ﷺ نے دوبارہ ان سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا تو مہاجرین میں سے حضرت مقداد بن اسود کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ: حضور! ہم آپ کو ویسا جواب نہیں دیں گے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا تھا کہ:

يَا مُوْسىٰ إِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ.

(المائدہ ۲۴)

ترجمہ

''اے موسیٰ جب تک وہ (دشمن) اس (شہر) میں ہے ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے، لہٰذا آپ اور آپ کا پروردگار ہی دشمنوں سے جا کر لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں''۔

یعنی ہم نہیں جا سکتے، ہم دشمنوں سے نہیں لڑیں گے، آپ لڑ لیجئے اور آپ کا پروردگار جا کر لڑ لے، ہم یہاں بیٹھے ہیں، کہا بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو جس طرح مایوس کن جواب دیا تھا، ہم ہرگز آپ کو ایسا جواب نہیں دیں گے، ہم آپ کے دائیں طرف سے بھی لڑیں گے اور بائیں طرف سے بھی لڑیں گے، آگے سے بھی لڑیں گے اور پیچھے سے بھی لڑیں گے۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری کی تقریر

جب تیسری مرتبہ آپ نے مشورہ طلب فرمایا تو اب وہ سمجھے کہ حضور ﷺ ہم سے بھی اس بارے میں صاف صاف رائے لینا چاہتے ہیں، تب وہ حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا ''حضور! ہم نے صرف مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے آپ کی مدد کرنے اور آپ کی حمایت کرنے کا عہد نہیں کیا ہے بلکہ مدینہ کے اندر رہتے ہوئے بھی ہم آپ کی حمایت کریں گے، مدینہ کے باہر بھی چاہے آپ کتنی دور تشریف لے جائیں ہم آپ کے ساتھ ساتھ ہیں آپ کسی سے تعلق رکھیں یا کسی سے تعلق توڑیں، ہم بہرصورت آپ کے ساتھ ہیں، ہم سے آپ راہِ جہاد میں مال طلب کریں تو مال حاضر ہے، جان طلب کریں تو جان حاضر ہے، ہم ہر طرح آپ کی مدد کرنے کو تیار ہیں، یہاں تک کہ آپ سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں تو ہم اُس وقت سمندر میں کود پڑیں گے''، یہ سُن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک دمکنے لگا اور خوشی کی لہر آپ کے چہرۂ مبارک پر آگئی اور آپ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کے نام پر چلو تم کو بشارت ہو''

روانگی

اس قول وقرار کے بعد اور اطمینان کے بعد آپ ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر کو لے کر بدر کی طرف روانہ ہوئے مسلمان تین سو تیرہ یا چودہ یا

besturdubooks.wordpress.com

پندرہ تھے لشکر میں کل دو گھوڑے تھے، ستر اونٹنیاں تھیں، اور بدر کا مقام مدینہ منورہ سے بہت دور ہے، تقریباً اسی میل کے فاصلے پر ہے وہاں تک جانا تھا، ایک اونٹ تین آدمیوں میں مشترک تھا وہ باری باری اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

اسلامی مساوات

خود نبی اکرم ﷺ کی باری بھی مقرر تھی، ایک اونٹنی پر آپ ﷺ، حضرت علی اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی باری مقرر تھی، تھوڑی دیر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس پر سواری کرتے، یہ دونوں حضرات پیدل چلتے، پھر وہ اُتر جاتے اور حضرت ابولبابہ بیٹھ جاتے، پھر وہ اُتر جاتے اور حضور ﷺ بیٹھ جاتے، پھر حضور ﷺ اُتر جاتے، اس طریقہ سے کچھ پیدل کچھ سواری پر باری باری سفر طے کر رہے تھے، تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے اُتر کر پیدل چلنے کی باری آتی تو حضرت علی اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہما عرض کرتے "حضور! آپ اوپر ہی تشریف فرما رہیں، ہم آپ کی طرف سے آپ کی باری پر پیدل چل لیں گے، آپ پیدل چلیں اور ہم اوپر بیٹھے رہیں یہ کچھ اچھا نہیں لگتا، لہٰذا آپ اُوپر ہی تشریف فرما رہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بھئی! یہ کیسے ہو سکتا ہے دیکھو دو باتیں ہیں یا تو تم اس لئے کہو کہ میں پیدل چلوں گا تو تھک جاؤں گا تو میں تم سے کمزور نہیں ہوں، تم چلنے میں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو، لہٰذا جیسے تم چل سکتے ہو میں بھی چل سکتا ہوں۔

besturdubooks.wordpress.com

پیدل چلنے میں دوسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ چلنے میں ثوابِ عظیم ہے تو میں تمہارے مقابلے میں آخرت کے ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں، اللہ اکبر، جس طرح تم آخرت کے ثوابِ عظیم کے محتاج ہو، میں بھی ثوابِ عظیم کا محتاج ہوں، لہٰذا ان کی معذرت کرنے کے باوجود اور درخواست کرنے کے باوجود آپ ﷺ نے اُن کی درخواست قبول نہیں فرمائی بلکہ اپنی باری پر آپ ﷺ پیدل چلتے اور باری باری حضرت علی اور ابولبابہ رضی اللہ عنہما بھی سواری پر سوار ہوتے تھے۔

جنگ کی تیاری

اس طرح سے ایک چھوٹا سا لشکر جس کے اندر سواریاں بھی پوری نہیں تھیں، اسلحہ بھی پورا نہیں تھا، تلواریں بھی ناقص اور نامکمل تھیں، لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر اللہ کے راستے میں جان فدا کرنے کے لئے، جان و مال قربان کرنے کے لئے، اللہ کے دین کا کلمہ بلند کرنے کے لئے نکلے، اور میدانِ بدر میں آپ ﷺ تشریف لے آئے، اور ایک جگہ آپ ﷺ کے لئے چھوٹا سا چھپر بنا دیا گیا جس پر کھڑے ہو کر تمام میدانِ جنگ نظر آتا تھا آپ اس میں تشریف لے گئے اور اس کے بعد آپ ﷺ میدان میں تشریف لائے۔

کفار کے مقامِ قتل کی نشاندہی

دوسرے دن دشمنوں سے جنگ ہونی تھی، دوسرا دن آنے سے پہلے آپ ﷺ نے میدانِ بدر میں آکر نشان دہی فرما دی کہ دیکھو یہاں ان شاء اللہ فلاں

besturdubooks.wordpress.com

کافر قتل ہوگا، یہاں فلاں کافر کی لاش گرے گی، یہاں فلاں فلاں کافر مقتول ہوگا، آپ ﷺ نے جگہ بتادی کہ یہاں فلاں فلاں کافر مقتول ہوں گے۔

اور پھر ویسا ہی ہوا کہ جس جگہ آپ ﷺ نے جس کافر کے بارے میں کہا کہ وہ یہاں قتل ہوگا تو وہ وہیں قتل ہوا، نہ آگے نہ پیچھے، جہاں جہاں آپ ﷺ نے جس جس کے بارے میں بتایا تھا کہ یہ فلاں کا مقتل ہے یہ فلاں کا مقتل ہے وہ وہیں جا کر قتل ہوا۔

حضور ﷺ کا بارگاہِ خداوندی میں دعاء فتح

آپ ﷺ کے لئے جو چھپر بنایا گیا تھا، جنگ سے پہلے آپ اس میں تشریف لے گئے، پھر وہاں جا کر آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری اور گریہ وزاری میں مشغول ہوگئے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس موجود تھے آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑ گڑانے کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا، ظاہری طور پر آپ نے جو محسوس کیا کہ دشمنوں کا بڑا زبردست لشکر ہے اس کے مقابلے میں مسلمانوں کا لشکر بہت تھوڑا سا اور ساز وسامان کے اعتبار سے بہت معمولی حیثیت والا ہے، تو آپ نے اُن کمزوروں کی جماعت کے پلڑے میں ایسا سنگ رکھ دیا کہ اچانک یہ بھاری ہوگیا، اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ انْجِزْنِیْ مَا وَعَدْتَّنِیْ ، اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعَصَابَۃَ مِنَ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ

besturdubooks.wordpress.com

"مطلب یہ کہ یا اللہ! یہ تھوڑے سے لوگ ہیں، کمزور لوگ ہیں، مٹھی بھر لوگ ہیں، ان کے پاس کوئی ظاہری قوت نہیں اگر آپ نے ان کی کوئی مدد نہ فرمائی اور اپنا وعدہ پورا نہ فرمایا انکو فتح نہ عطا فرمائی تو یا اللہ! یہ سب ختم ہو جائیں گے، پھر آپ کا کوئی نام لیوا نہ ہوگا، لہٰذا آپ مہربانی فرما کر اپنا وعدہ پورا فرما دیجئے، اُن کمزوروں کی مدد فرمایئے اور اُن کو فتحِ مُبین عطا فرمایئے"۔

دعاء کا اثر

آپ ﷺ نے یہ دعاء اللہ تعالیٰ سے مانگی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑ گڑائے تو بس اس نے جنگ کا پانسا پلٹ دیا اور تھوڑے سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک بہت بڑے لشکرِ جرار پر غالب آ گئے۔

آغازِ جنگ

جب صبح ہوئی اور دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لشکر کی صف بندی فرمائی تو کفار کے لشکر میں سے تین بڑے بڑے کافر مقابلے کی دعوت دیتے ہوئے میدان میں نکلے جن میں ایک "ولید" ایک "عتبہ" اور ایک "شیبہ" یہ تین بڑے بڑے کافر تھے جو کافروں کے لشکر سے نکل کر اپنی تلواریں لیکر میدان میں آئے اور مسلمانوں کے لشکر میں سے تین بہادروں کو

besturdubooks.wordpress.com

مقابلے کے لئے دعوت دی تو پہلے تین انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم ان کا جواب دینے کے لئے ان کے سامنے پہنچے تو انہوں نے پوچھا "آپ کون ہیں"؟ انہوں نے کہا:

"رَھطٌ من الانصار"

ہم انصارِ مدینہ ہیں، انہوں نے کہا کہ تم شریف لوگ ہو، لیکن ہم اپنے مقابلے کے لئے اپنے قریشی بھائیوں کو چاہتے ہیں تو وہ واپس آ گئے اور حضور ﷺ نے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تین قریشی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا جن میں ایک حضرت علی، ایک حضرت حمزہ اور ایک حضرت عبیدہ بن حارث رضوان اللہ علیہم اجمعین، یہ تینوں قریشی ہیں ان تینوں کو آپ ﷺ نے اُن کے مقابلے کے لئے بھیجا، ان تینوں نے اُن تینوں کو مقابلے کی دعوت دی اور مقابلہ کے لئے للکارا، اور تینوں کے تینوں اپنے اپنے مدمقابل پر ٹوٹ پڑے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مدمقابل کو گرایا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مدمقابل کو ختم کر دیا اور حضرت عبیدہ بن حارث کی ذرا دیر تک اپنے مدمقابل سے لڑائی ہوتی رہی اور زخمی ہو گئے، حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اپنے اپنے مدمقابل سے فارغ ہو کر اُن کی مدد کو پہنچے اور اُن دونوں نے لپک کر اُن کے مدمقابل کو ختم کر دیا اور حضرت عبیدہ بن حارث کو اٹھا کر آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئے، یہاں آ کر وہ شہید ہو گئے اور اپنی مراد کو پہنچ گئے۔

besturdubooks.wordpress.com

اس کے بعد لڑائی شروع ہوئی اِدھر سے اُدھر سے دونوں طرف سے حملے شروع ہو گئے۔

مسلمان بچوں کا جذبۂ جہاد اور ابوجہل کا قتل

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اُسی میدان میں تھا، میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دونوں طرف چھوٹے چھوٹے دو نوجوان بچے تھے، اب میں نے سوچا کہ بھئی میرے دونوں طرف بچے ہیں، ذرا دایاں بایاں مضبوط ہوتو آدمی کولڑنے میں زیادہ آسانی رہتی ہے تو مجھے ان بچوں کو دیکھ کر اطمینان نہیں ہوا کہ میرے دونوں طرف بچے ہیں، ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ان میں سے ایک بچے نے چپکے سے میرے کان میں کہا ''چچا جان! ابوجہل کونسا ہے؟ ذرا مجھے دکھائیں تو وہ ہے کونسا'' میں نے کہا'' بھتیجے! ابوجہل کو دیکھ کر تم کیا کرو گے؟'' اُس نے کہا''میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ اگر ابوجہل کو دیکھ لوں تو یا اس کا کام تمام کردوں گا یا خود مارا جاؤں گا''۔ اتنے میں دوسرے نے کہا'' چچا جان! ذرا مجھے بتایئے ابوجہل کونسا ہے؟'' میں نے اس سے پوچھا ''تم کیا کرو گے؟'' کہا کہ''بس اس کا پتا چل جائے تو پھر اس کا کام تمام کردوں گا یا میں خود مر جاؤں گا۔

ان کی گفتگو سن کر میرے دل سے یہ آرزو جاتی رہی کہ کاش میں دو بچوں کی بجائے دو مردوں کے درمیان ہوتا۔

besturdubooks.wordpress.com

میں نے انگلی سے اشارہ کر کے کہا کہ وہ جو سامنے نظر آرہا ہے وہی ابوجہل ہے، یہ سنتے ہی دونوں کے دونوں باز کی طرح اس کی طرف لپکے اور ذرا سی دیر میں اسے گرا کر ختم کر دیا، میں تو سمجھ رہا تھا کہ میرے دائیں بائیں بچے ہیں، لیکن کام ایسا زبردست کیا کہ کافروں کے سردار کو مار دیا، جو اس لشکر کی کمان کر رہا تھا، اللہ اکبر بچوں کے اندر بھی ایسا جذبۂ جہاد تھا، سبحان اللہ۔

فتح مبین

اور پھر اللہ پاک نے اپنا فضلِ خاص فرمایا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کے طفیل اس غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتحِ مبین عطا فرمائی۔

ستر (۷۰) کافر سردار مارے گئے، ستر (۷۰) قیدی ہوئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے، مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا۔

حضور ﷺ کا بارگاہِ خداوندی میں شکر

فتح ہو جانے کے بعد یہ کلمات مبارک آپ نے ارشاد فرمائے (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (اَنْجَزَ وَعْدَهٗ) جس نے اپنا وعدہ پورا کیا (وَنَصَرَ عَبْدَهٗ) اور جس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی (وَهَزَمَ

besturdubooks.wordpress.com

اَلْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ) اور لشکروں کو تنِ تنہا شکست دیدی، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف کوئی نسبت نہیں فرمائی، کہ میں نے ایسا کیا، میں نے ایسا کیا، میں نے ایسا کیا، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں کہ بس اللہ تعالیٰ نے تنہا ان لشکروں کو خود ہی شکست دیدی، ہم تو فقط ظاہری طور پر لڑ رہے تھے، حقیقت میں اللہ پاک نے اپنے فضل سے، اپنی قدرت سے دشمن کو شکست دیدی۔

تواضع کا درس

لہٰذا اس میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ بندہ کوئی بھی نیک کام کرے، بندہ کوئی سا بھی نیک عمل کرے کبھی بھی اس کو اپنی طرف منسوب نہ کرے، یہ کبھی نہ کہے کہ میں نے ایسا کیا، میں نے ایسا کیا، میں نے ایسا کیا، میں یہ کرتا ہوں، میں وہ کرتا ہوں۔

یاد رکھو! یہ سب بڑے پن کی باتیں ہیں، یہ سب تکبر اور غرور کی باتیں ہیں، حق بات وہ ہے جو سرکارِ دو عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی کہ:

وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ

کہ اللہ پاک نے تنِ تنہا لشکروں کو شکست دیدی اور اللہ تعالیٰ تو شکست

besturdubooks.wordpress.com

دینے والے ہیں۔

توفیقِ الٰہی کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا

ہم نماز پڑھ رہے ہیں تو ہم تھوڑی نماز پڑھنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ پڑھوانے والے ہیں، ہم روزہ رکھنے والے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ رکھوانے والے ہیں، ہم زکوٰۃ دینے والے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ دلوانے والے ہیں، ہم تسبیح اور تلاوت کرنے والے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کروانے والے ہیں، ہم جہاد کرنے والے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کروانے والے ہیں۔

اگر کسی بندے سے کوئی عمل ہوتا ہے تو وہ اس کی طاقت نہیں ہے جو کرے، جب تک کہ اللہ کی طرف سے توفیق نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا فضل نہ ہو، اس لئے جب کسی نیک کام کی توفیق ہو، جب کوئی اچھا کام انجام پائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا چاہئے کہ اللہ نے اپنے فضل سے یہ کام کرنے کی توفیق دی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ کام کرایا، اس کے فضل سے یہ کام ہوا، اس کے کرم سے یہ کام ہوا، یوں نہ کہئے کہ میں نے ایسا کیا، میں نے ویسا کیا، میں یوں کرتا ہوں، یہ بڑے پن کی باتیں ہیں، ہم کون ہوتے ہیں **وَمَا تَوْفِيْقِیْ إِلَّا بِاللّٰهِ** اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ توفیق دیتے ہیں تو بندہ گناہ سے بچتا ہے، اللہ تعالیٰ توفیق دیتے ہیں تو بندہ نیک کام کرتا ہے، اگر وہ توفیق ہٹالیں اِک ذرا سی دیر کے لئے تو انسان کو پتا چل جائے کہ وہ کیا کرسکتا

besturdubooks.wordpress.com

ہے، کیا نہیں کر سکتا، نہ انسان گناہ سے بچ سکے، نہ کوئی نیکی کر سکے اور اس کا انجام ایسا ہو کہ "اَلْاَمَان والحفیظ" اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہے کہ ان کے فضل سے ایمان بچا ہوا ہے اور ان ہی کے فضل نیک اعمال کی توفیق مل رہی ہے، اُسی کا فضل ہے کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق ہو رہی ہے، اس سبق کو یاد رکھنا چاہئے۔

بہر حال اللہ پاک نے غزوۂ بدر کے اندر مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے طفیل فتحِ مبین عطا فرمائی۔

تو بھئی! اب ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرنی چاہئے، جہاں جہاں جہاد ہو رہا ہے، خاص طور سے عراق کے مسلمانوں کے لئے خوب دعائیں کرنی چاہئیں کہ ان کو بھی اللہ پاک فتح مبین عطا فرمائے اس ظالم و جابر کو اس کی طاقت سمیت نیست و نابود فرمائے، تمام شرور و فتن سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

❁❁❁ وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین ❁❁❁

besturdubooks.wordpress.com

باسمہ تعالیٰ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب

(نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴)

خطبات وتصانیف کی فہرست

﴿ہماری مطبوعات﴾

نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار
دُعاء والہانہ	10	علیکم بسنتی	1
حج فرض میں جلدی کیجئے	11	درود وسلام کا حسین مجموعہ	2
حج کی تیاری	12	طب نبوی ﷺ	3
عمرہ کا آسان طریقہ	13	آداب طالب علم	4
حج وعمرہ	14	ظریفانہ ارشادات	5
خواتین کا حج	15	پیاری باتیں	6
حج کا طریقہ قدم بہ قدم	16	آخری منزل	7
دعائے عرفات	17	چند نیکیاں اور ایصال ثواب	8
رمضان المبارک کے فضائل ومسائل	18	عمل مختصر اور ثواب زیادہ	9

besturdubooks.wordpress.com

باسمہ تعالیٰ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب

(نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴)

خطبات وتصانیف کی فہرست

﴿ہماری مطبوعات﴾

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
19	شب مغفرت	28	نکاح کی چند باتیں
20	مسائل اعتکاف	29	قربانی کے فضائل ومسائل
21	خواتین کا مسجد کی تراویح میں شرکت کا حکم	30	چالیس احادیث (بڑی)
22	جمعہ کے معمولات	31	چالیس احادیث (چھوٹی)
23	آداب سفر	32	کامل طریقۂ نماز
24	جہاد کا عظیم ثواب	33	نماز فجر اور ہماری کوتاہی
25	التفسیر المعین	34	اصلاحی بیانات (جلد۶)
26	ماہ صفر اور جاہلانہ خیالات	35	اصلاحی بیانات (جلد۸)
27	میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے جلسے اور جلوس	36	اصلاحی بیانات (جلد۹)

besturdubooks.wordpress.com

باسمہ تعالیٰ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب

(نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴)

خطبات وتصانیف کی فہرست

﴿ہماری مطبوعات﴾

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
37	دوسورتوں کے فضائل (سورۂ ملک اور سورۂ یٰسین)	46	اسلامیات (ب)
38	حدیث امّ زرع	47	اسلامیات (حصہ اول)
39	ماہِ محرم کے فضائل	48	اسلامیات (دوم)
40	سورۂ اخلاص کے فضائل اور فوائد	49	نماز جنازہ
41	آسان فلکیات	50	East Deeds with Enormous Rewards
42	صف بندی کے آداب وفضائل ومسائل	51	خواتین کا طریقۂ نماز
43	توہین رسالت اور گستاخانِ رسول ﷺ کا بدترین انجام	52	توبہ واستغفار
44	قرآنی قاعدہ	53	مروجہ قرآن خوانی کی شرعی حیثیت
45	اسلامیات (الف)	54	تقسیم وراثت کی اہمیت

besturdubooks.wordpress.com

باسمہ تعالیٰ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب

(نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴)

خطبات وتصانیف کی فہرست

﴿ہماری مطبوعات﴾

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
55	عید سعید اور ہمارے گناہ	64	روزانہ کے معمولات
56	مسائل غسل	65	پریشانیاں اور ان کا علاج
57	وضو درست کیجئے	66	اسماء اعظم اور اسماء حسنٰی
58	صدقہ جاریہ کی فضیلت	67	درود وسلام کے فضائل
59	امت مسلمہ کے عروج وزوال کا اصل سبب	68	راستے کی حقوق
60	دعا کی اہمیت اور اسکے آداب	69	
61	اپنی اصلاح کیجئے	70	
62	بنگلہ دیش اور برما کا سفر	71	
63	خواتین کا پردہ	72	